صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵	۱۵	جز	خبر	۳۴	۱۵	کار	گار
۲۶	۱۰	بیزبانی	بیزبانے	۳۵	۴	عافیت	عاقبت
”	۱۱	کلچین	گلچین	”	۱۱	ہومن	ہومنین
۲۷	۱۷	قریب	فریب	۳۷	۱۴	جلئے تو	چلئے تو یہہ جلنا ہے
۲۸	۱۰	مرتی ہوی	مرتو گئے	۳۹	۷	بارگران	دردالیم
”	۱۷	کوئی	کوئی	”	۸	کہچا	کہینچا
۲۹	۵	ہین	مین	۴۰	۲	کنتے	کہتے
”	۱۲	پاسان	پاسبان	۴۱	۵ مصرع اولے	غور	غول
۳۳	۴	گام کا	کام کا	”	۵ مصرع ثانی	لوتاہی	لٹ[illegible]
”	۹	کوتی ہین	کرتی ہین	۴۲	۱	وامامدہ	وامانده
”	۱۰	بی	پر	۴۷	۴	جانفرامی	جانفزائی
۳۳	۱۱	کیونکہ	کیونکر	”	۱۰	توقلق تجکو الخ	توقلق تجکو بنا اتی پاسبان کوئی دو
”	”	بے	پہ	۴۹	۱۱	سولاوی	سُلاوی
”	۱۴ مصرع اولے	بے	پہ	۵۰	۱۱	کانٹے	کاٹے
”	۱۴ مصرع ثانی	فشان	فشاں	۵۱	۱۳	دورگرد	دورگرد
۳۴	۱۲	نتظار	انتظار	۵۵	۱	تراکت	نزاکت

غلطنامہ کلیات قلق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۸	وتناہی	اتناہی	۱۸	۶	مجھ پے	مجھپہ
۵	۱۰	چھور	چھوڑ	"	۸	ہین نازک	ہی نازک
۹	۷	ذہنگ	ڈہنگ	۱۹	۱	آما	آیا
"	۸	ہوکیا	کیا ہو	"	۱۴	بہی ہی	بہے
۱۲	۱۱	وتناہی	اتناہی	۲۰	۱۳	اس صفای الخ	اس صفائی کو بہی ہے شرط مقدار ای رشک
۱۳	۱۰	اللہ کہ کیا	اللہ کیا	"	۱۷	ہی گردن پرخون	ہے خون گردن پہ
"	۱۱	تگ	تک	۲۱	۲	کہر	گھر
"	۱۳	مین	ہین	۲۲	۴	دار	دار
۱۴	۱	تیڑے	تیڑہے	"	۱۶	اباد	آباد
"	۹	اوچھتے	اُچٹتے	۲۴	۱	گرنپہ	گردن پہ
۱۵	۷	دل ہر	دل بر	"	۲	زوز	زور
۱۶	۱۷	خاک الخ	مرگئی ہم جو تجہسے اوسکی مقابل دیکھا	"	۸	تیری تری	تیر ہی تیر سے
۱۷	۲	ڈوبنا	ڈوبتا	"	۱۴	گیجیے	کیجیے
"	۱۱	کہتے	گھٹے	"	۱۴	بجا	بجا
"	۱۲	ہرایک سے غزل	ہرایک غزلخوان بکلا	۲۵	۸	بہے	ہتے

وہ کلامیکہ مے ربایدہوش | نہ کلامے کہ مے فزایدجوش
سخنے حسن وعشق دربنیاد | سخنے طرز مہربان استاد
سخنے تازہ دار رسم سخن | سخنے زندہ دار رسم کہن
کانِ گوہر گرش نثار کنند | سخن یک زِ صد شمار کنند
تاکجا حرف لاف تابکجا | من کجا وستو دنش بکجا
ای صفا دست خود بیفرازم | بد علائے چرا نہ پردازم
رحمتِ حق بود قرین قلق | مغفرت باد ہمنشین قلق
پئے تاریخ طبع دل بستم | جستجو کردم وزخود رفتم

سر وجد آمدیم وشد القا
سخنِ نغز ونازک وزیبا

خاتمۃ الطبع

المنۃ للہ کہ یہہ کلیات فصاحت وبلاغت آیات از تصنیفات شاعر بیبدل ناظم بیمثل حکیم غلام مولیٰ عرف حکیم مولابخش متخلص بہ قلق رئیس میرٹھ شاگرد رشید جناب حکیم مومن خانصاحب مومن مرحوم ومغفور حسب فرمایش بابو محمد عبد اللہ صاحب اکونٹنٹ نہر جمن سلمہ اللہ وبکتابت کمترین آفاق میرزا عبد الرزاق در مطبع انصاری دہلی بقالب طبع در آمد فقط۔

قطعہ تاریخ از فکر متین شیخ شرف الدین صاحب متخلص بہ ظہور ساکن اندری ضلع کرنال

کیوں نہو ویں اس کلام پاک کے | اے ظہور خستہ چرچے جا بجا
از سر بہجت کہی ہے ہر کوئے | کلیات شاعر نادر چھپا ۱۳۰۱
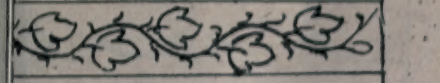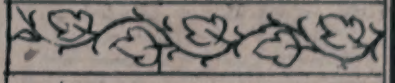
قطعہ تاریخ طبع کلیات قلق از لالہ شنکر لعل صاحب متخلص بہ شنکر ساکن روپڑ ضلع انبالہ شاگرد رشید ٹھاکر گلاب سنگھ صاحب مشتاق

بلاغت اور فصاحت مثل اسکے | کلام میر و مرزا میں کہاں ہے
ندائے غیب آئی بہر تاریخ | کلام شاعر بے مثل ہاں ہے ۱۳۰۰ ہجری

قطعہ تاریخ از نتائج فکر رسا و طبع صفا حافظ محمد حسین صاحب متخلص بہ صفا ساکن میرٹھ

میکند ناز روزگار اکنون | کہ دہد مژدہ بہار اکنون
سرو قامت کشیدہ ست امروز | جام قمری چشیدہ ست امروز
لب غنچہ کہ نغمہ ریزانند | بلبلان در چمن غزلخوانند
ہر طرف صورت دگر آہنگ | فصل گل اینچنین ندارد رنگ
مژدہ جانفزا بسمع آمد | کلیات قلق بطبع آمد
وہ کلامے کہ مردم دیدہ | چشم دارد بروی نادیدہ

کیا ہی سالِ سعید ہے جو چھپا | غزلیاتِ قلق کا مجموعہ

مثلِ دیوان مومن و غالب | ہے نکاتِ ادق کا مجموعہ

اور ضخامت مین بہی مثالِ میر | ہے کیئے سو ورق کا مجموعہ

ہے یہ رنگینیٔ مضامین سے | رنگہائے شفق کا مجموعہ

نام اسکا حباب نے رکہا | نغزیاتِ قلق کا مجموعہ

۱۸۸۳ء

ایضاً

کیا رباعی کیا قصیدہ کیا غزل | حق تو یہہ ہے جو کہا اچھا کہا

دیکہکر اسکو حباب زار نے | ہے یہہ مرغوبِ دلِ شعرا کہا

۱۸۸۳ء

قطعہ تاریخ طبع زاد خان والاشان بابو خالق صاحب ساکن میرٹہہ شاگرد رشید قلق

رنگینیٔ طبیعت اور وہ کلام رنگین | تازہ ہنوز جس سے ایک داغ ہی قلق کا

تاریخ طبع دیوان جسدم مجہ سے پوچہے | ہاتف نے یون ندا دی کیا باغ ہی قلق کا

۱۸۸۳ء

قطعہ تاریخ از ٹہاکر راد ہاکشن صاحب متخلص بہ مشتاق شاگرد رشید ٹھاکر گلاب سنگہ مشتاق

نہین دیکہی کوئی اس رنگ کے نظم | بلا شک بات یہ مشتاق حق ہے

کہے ہے ہر کوئی از روی انصاف | بجا ہے بے بدل نظم قلق ہے

فصلے ۱۲۹۰

شوق ہی شاعری کا گر مشتاق — دیکھیے اے جناب نظم قلق
کہا ہاتف نے از سر بہجت — ہے چھپے لاجواب نظم قلق ۱۳۰۰

ولہ

دیکھیے لاکھون کلام ای مشتاق — نہین دیکھے کسی مین یہ شوخی
کہتے ہین لوگ از سر انصاف — گپ عجب ہے غلام مولے کی ۱۳۰۰

دیگر

شاعر بیمثل یکتائی زمان یعنی قلق — بیعدیل و بی نظیر و بیمثال و خوش مقال
تہے زبان ریختہ مین ہمصفیر شیفتہ — ہے کلام اونکا ہی معنی کا سا ایک نازک خیال
خوش ہی ہر منصف کلام پاک کی سنکر خبر — چہپ گیا ہی آجکل وہ جسکا ملنا تہا محال
حاسد بدخواہ نکتہ چینیان کرتے رہین — پیش کب جاتی ہی لیکن یہان کسیکی قیل و قال
نیر او میر کا ہی ہمنی دیکہا ہے کلام — توبہ توبہ صفا ہی کب اونکی ایسی بول چال
کہتا ہی سارا جہان مشتاق لکہہ تاریخ یون — واقعی ہی کیا کلام بی نظیر و بی مثال ۱۸

قطعات تاریخ ریختہ کلک گوہر سلک پنڈت امراؤ سنگہ صاحب متخلص بہ حباب ماسٹر کالج روڑکی

مشتاق بکوشش جمیلہ — دیوان قلق نمود شایع
از بسکہ پر از نکات نظم است — شد نام غوامض و بدایع ۱۹

دیگر

مگر کثرت کار متعلقہ سے مجبور ہو کر اپنے نثر کو ختم کرتا ہون اور چند قطعات تاریخ
پیش کر کے مستدعی معافی سہو و خطا کا ہوتا ہون :: فقط ::

قطعہ تاریخ آغاز طبع

شدہ سرسبز ز سیرابی آب طبع — سخن اہل سخن مجمع خلق و اوصاف
طوطی ذہن صفا بہر سنین طبع — لالہ باغ قلق گفت بروی انصاف
۱۲۹۹ھ

تاریخ آغاز طبع

برائے سال طبع فکر ما چو مایل شد — بگفت ہاتف غیبی بیاض روئی نگار
۱۲۹۹ھ

تاریخ اختتام طبع

مشتاق تہا جسکا ایک عالم — دیوان وہ خوشنما چہپا ہے
تاریخ طبع صفا یہہ لکہو — دیوان قلق کا خوش نوا ہے
۱۳۰۰ھ

ایضاً

دیوان قلق بہ فضل ایزد — چہپکر ہوا نور بخش عالم
تاریخ طبع کا مادہ ہے — ہے شاہد نظم لب ہر دم
۱۳۰۰ھ

قطعات تاریخ اجتماع و طبع کلیات حکیم غلام مولی قلق

دیکھتے یہہ کلام گر مشتاق — عرفی و انوری و خاقانی
متفق ہو کے سب یہی کہتے — کلیات قلق ہے لاثانی
۱۲۹۸ھ

تاریخ طبع کلیات

اور ۱۲۹۷ھ ہجری مین فردوس برین پہنچادیا بعد اونکے وفات کے اونکے پیارے
اور عزیز بہائی بابو محمد عبد اللہ صاحب نے بکوشش بسیار اونکے کلام کی انطباع کا
سامان کیا اور مطبع انصاری دہلی مین باہتمام تمام اوسکو طبع کرایا دیوان
کیا ہے ایک مجموعہ نور ہے سرتاپا فصاحت و بلاغت سی معمور ہے ہر نیمچہ
بیت حساد کے جگر پر خنجر کا کام کرتا ہے ہر سطر پر گیسوئے حور کا گمان ہوتا ہے
ہر فقرہ دلبستہ اور ہر شعر برجستہ ہے۔ ہر جملہ کشش دل کی واسطے نقش تسخیر
بنا ہے ہر مطلع لاجواب ہر مقطع رشک مطلع آفتاب ہی کہین حسن کی تعریف
معشوق کا بیان ہے کسی جا شام ہجر اور تنہائی کی داستان ہے فراقیہ
و مایوسانہ اشعار آٹھ آٹھ آنسو رُلاتے ہین وصالیہ مضمون ہاتھون طبیعت
بڑہاتے ہین۔ ہر لفظ زبان دانی کا مزہ دیتا ہے ہر مضمون خضر وادی نظم
بنا ہے۔ ترکیب و بندش صاف صاف ہر بیت پر صاد چشم انصاف درستی
الفاظ و چستی معانی دلونکو لُبہا رہی ہے۔ خوبی سواد خط سواد چشم آہو کو
آنکھین دکہا رہی ہے۔ ہر غزل مین شوخی بہری ہے بلند پروازے
خیالات معانی کو لے اوڑی ہے۔ چہاپا عمدہ خط صاف جو حرف قلم سے
نکلا ہے گویا سانچے مین ڈہلا ہے از اول تا آخر یہہ نسخہ دلربا قابل ثنا ہے
ہر لفظ سے مصنف مرحوم کے قابلیت و زباندانی ٹپکتی ہے۔ خداوند کریم
اس بیبہا منظوم کو درجہ قبولیت عطا کرے ہر چند مین زیادہ لکھنا چاہتا تہا

رعنا کی گود مین پرورش پائی اسیکے ظل عاطفت مین عالم طفلی ہی عالم جوانی تک پہونچے شباب کا وقت قابل دید تہا بڑے بڑے سخن فہم وذی جوہر لوگون نے اس زبان کی آراستگی کا بیڑہ اوٹہایا اور اپنی لاجواب کوششوں اور قیمتی وقت کی صرف سی ایک خارستان کو ہرا بھرا گلستان کر دکہایا یعنی ذوق ومومن وغالب وآزردہ واحسان نے جو کچھہ احسان اس زبان پر کیا ہے وہ ظاہر ہے جو حضرات منصف مزاج وسخندان ہین وہ حضرات ممدوح کے اوستادی کو تسلیم کرتے ہین اس محبوب دلنواز یعنے نظم اردو کی بیت ابرو سمجہنے والون کی دلون پر وہ کام کرتی ہے جو تیغ صفہانی بہی نکرسکے مین بہی ایک فریفتہ اسیکے حسن وجمال کا ہون جب یہ دلربا لباس فصاحت وسلاست سی آراستہ ہوکر اپنا جلوہ دکہاتی ہے تو طبیعت قابو سے باہر ہوجاتی ہے اور زبان سی بیساختہ مرحبا کی صدا نکلتے ہے۔ زمانہ آخر مین ہرچند بہت شاعر ہوئے مگر صاحب کمال کا کلام ہمیشہ اپنا جلوہ علیحدہ ہی دکہاتا رہا اسکا گواہ دیوان قلق ہے حضرت حکیم غلام مولے صاحب عرف مولابخش مرحوم متخلص بہ قلق میرٹہہ کے خطہ مین ایک باکمال سخن فہم سخن سنج شاعر تہے آپکو تلمذ حضرت مومن دہلوی سے حاصل تہا کلام آپکا صاف وسلیس محاورات دلپسند وتشبیہات مناسبہ سی مملو نظر آتا ہے افسوس فلک کجرفتار نے زیادہ تر آپکو اس سرای فانی مین قیام نکرنے دیا

بولا مشتاق بے سر امید | حیف ہی اب سخن یتیم ہوا

ایضاً

شدہ ہیر تھہ ستم ز علم تھے | ہوشش زین عمم مرا ز جا رفتہ
گو ہی مشتاق سال رحلت او | ہاے استاد من کجا رفتہ

تاریخ وفات نتیجہ فکر بلند حافظ محمد امداد حسین صاحب متخلص بہ ظہور ساکن میرٹھہ

قلق شاعری خوش گپ و خوش خیال | ز دنیا سوئے دار جنت برفت
بہ بیماری سل کہ بُد جان گسل | بہ تسلیم شاد و بہجت برفت
سروش از پئے سال گفتا ز ظہور | قلق شاعر ما بجنت برفت

ریختہ کلک گوہر سلک مولوی محمد عبد الحی صاحب المتخلص بہ صفا وکیل عدالت بلاند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہہ امر مسلمہ ہے کہ نظم کو روز پیدائش آدم سے اسدم تک وہی مناسبت انسان کے ساتہ ہے کہ جو روح کو جسم کے ساتہ اور یہ بہی امید کیجاتی ہے کہ تا بقار نسل انسان یہہ مناسبت قائم رہی گی البتہ زمانہ کے انقلابات اپنا اثر نظم پر ضرور پہچاتی ہین اور موافق مذاق زمانہ شاہد نظم طرح طرح کی ملبوسات سے آراستہ ہوتے رہتے ہے کتب تواریخ شاہد ہین کہ کوئی زمانہ نظم سے خالی نتہا کبھی خیالات عالم سچی اور سادی عبارت مین ظاہر کیے جاتے تھے کبھی تعلیات اور تشبیہات کی پہاڑ کہڑے کر دیئے جاتے تہے ہماری اُردو زبان نے ایسے شان

یاد آتا ہی - بلکہ دل اوس سے بڑہکر کچھہ اور ہی کیفیت پاتا ہے

نادر یہ کلام سحر اثر ہے　　طرفہ ہر ایک شعر تر ہے
ہر لفظ کے سامری ادائی　　اعجاز وشی سی عشوہ گر ہے
اللہ اللہ قلق کا دیوان　　نادر نایاب طرفہ تر ہے
شوخی و ادا و جوش و خوبی　　نشتر زن کاوش جگر ہے
مضمون سی زگاہ بادہ در جام　　دل لطف سی شیر اور شکر ہے
افسوس مگر ہزار افسوس　　دیوان یہ یتیم ایک پسر ہے
یعنی کہ قلق نہیں ہی ای وای　　نذر تپش و قلق جگر ہے

قطعات وفات از تصنیف محبی ٹھاکر گلاب سنگہ صاحب المتخلص مشتاق ساکن میرٹھہ

سب اور سیر نہر چمن عربی

مرگیا ہے ہے قلق کیا خوش بیان　　گل چراغ شاعری ہی گر گیا
بے سر اشعار ای مشتاق لکھہ　　شاعر یکتائے میرٹھہ مرگیا
سمت ۱۹۲۳

ولہ

قلق شاعر گرامی را　　چون اجل راہ ناگزیر سپرد
بے سر ہوش گفتم ای مشتاق　　آہ طوطی باغ میرٹھہ مرد
سمت ۱۹۳۰

قطعہ تاریخ دیگر بہ سنین فصلی

مرگ یکتائے عصر کی سنکر　　ہر سخنور کا دل دو نیم ہوا

تقریظ کلیات اُردو قلق از حافظ امداد حسین صاحب ظہور میرٹھی

زمزمہ سنجی حمد اور نغمہ سرائی نعت کی بعد نکتہ سنجان عجوبہ طراز کو مژدہ - اور سخن
سرایان نادرہ پرداز کو نوید کہ گلستان گلہائی نازک خیالی - بہارستان بہا
بمثالی ارژنگ مضامین عجوبہ طراز نیرنگ سحر کاری ناز و نیاز گلدستہ گلہای
جادو خیالی دستنبوئی شمایم بمثالی - گلکدۂ رنگ و بوی سحر ادائی گلزار چمن
آرائی سخن سرای طلسم تخییل کارنامہ تکمیل مجموعہ کلام بمثال دفتر سخنہائی نادر
بیہمال یعنی ظہوری ظہور نوائی نواشانی شان فغانی فغان کلیم کلام حکیم
غلام مولے قلق عرف مولا بخش میرٹھی مرحوم کا دیوان فصاحت عنوان
بلاغت بنیان سخندانون کا دل نکتہ سنجان نزدیک و دور ہوا سبحان اللہ
کیا دیوان اور کیا طرز بیان ہی ہر مصرعہ سرہ نثار ہر شعر شعری شعار
جادو ادا ہے - ہر حرف سی روشن نازک خیالی - اور ہر لفظ سے مبرہن
نزاکت استعارات اور لطف تشبیہات نشست قافیہ - لبت ردیف کا ثناگر
ہون - یا قبض و بسط مضامین اور شوخی کلام کی تعریف سناؤن - ہر شعر میں
ایک نئی ادا ہر غزل پر ایک نیا جوبن ہر رباعی کی نئی طرز ہر قطعہ پر نئی پھبن
ایک ایک شعر ایک ایک دیوان کا مول ہے - بلکہ بیش قیمت اور انمول ہے
قصائد مین عرفی اور ظہیر فاریابی کا انداز جلوہ فروش غزل مین جلال
اسیر اور فغانی کا طرز نزاکت جوش رباعیات سے عمر خیام کا کلام

جون تون کر کے ترتیب دی لیا تہا ابہی تک چہپنی کی نوبت نہ آئی ہتی کہ قضاے ناگہانی نے بیوقت آن دبایا ناچار دل کی دلمین لیکر تمام احبا کو قلق دےکے بہشت برین کو سدہارے - اگرچہ مولانای موصوف کی شہرت اس نواح مین بدرجہ اتم ہے مگر اب وہ زمانہ بہی آگیا تہا کہ آپ ایک نامور استاد کلام مانی جاتے چونکہ آدمی کی قدر و منزلت اُسکے کلام سے ہوتے ہے اس لحاظ سے اُنکے بہائی منشی محمد عبد اللہ صاحب اکوٹنٹنٹ نہر جمن نی موئی مٹی کی نشان سمجہکر اونکا اُردو کلیات بطور یادگار چہپوایا - حضرت قلق کی بہت سی اشعار خاص اُنکے زبانی لکہوائی ہوی ہماری ارمغان دہلی مین بہی درج تہے مگر افسوس کہ وہ اُسے مکمل دیکہنے سے پہلے اس جہان ناپائدار سے اُٹھہ گئے اور اپنے قدردانو کو داغ حسرت دیگئے حضرت کا انتقال ساتوین شعبان سنہ ۹ھ کو ہوا چنانچہ ہمارے دوست اور میان قلق کے شاگرد رشید منشی گلاب سنگہ صاحب مشتاق سب اور سیر نہر جمن نے جو اس زمانہ مین تاریخ وفات لکہی تہی وہی اسجگہہ وافی و کافی ہے

قطعہ تاریخ

مرگ یکتای عصر کی سُنکر	ہر سخنور کا دل دو نیم ہوا
بولا مشتاق بے سر امید	حیف ہے اب سخن یتیم ہوا

[illegible]	سید احمد دہلوی مؤلف ارمغان دہلی وغیرہ وغیرہ	[illegible]

پہنچایا - آپکے شعر وہ تڑپتے ہوئے اور برجستہ ہوتے تہے کہ کیساہی ٹہنڈی طبیعت کا آدمی کیون نہو تڑپ ہی جاتا تہا - عجب نہین جو بعض اوقات مولانا ممدوح کو خود بہی اپنی اشعار پر رشک آجاتا ہو - اُستاد اور شاگرد مین جو ایک خاص نسبت ہونی چاہیئے وہ آپ مین اور حضرت مومن خان مین بخوبی موجود ہی کوئی بڑا ہی صاحب مذاق ہو تو شاید یہہ کہہ سکے کہ اشعار تو مومن خان کی ہی ہین مگر البتہ ابتدا اور انتہا کا کہین کہین فرق ہے - ورنہ ہر ایک کا کام نہین ہے کہ مومن اور قلق کے سخن مین تمیز کرسکے - انکے تڑپتے ہوئے اشعار آپکے طبیعت کے شوخی زبان کی سلاست - خیال کی نزاکت گواہ ہین - اور صنایع شعری پر خود گواہ ہی ؎ حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را + غرض معاملہ بندی بلاغت - فصاحت - متانت - ساری خوبیان آپ مین کوٹ کوٹ کر بہری تہین - مرثیہ بہی لکھا تو اس زور کا میان انیس اور دبیر کو پرے بٹہادیا اچہے اچہے سنگدلون کو اپنی کیفیت بندی سے آٹہہ آٹہہ آنسو رُلادیا - رُباعیان عمر خیام سے لگا کہاتے ہین - اور قصائد خاقانی و انوری کا لطف دکہاتے ہین - ہان فرق ہے تو اتنا ہے کہ وہ زبان اور ہے اور یہ زبان اور اُردو زبان کو چار چاند انہین کے کلام سے لگے ہین - چونکہ آپکی عمر نے ابہی تک دوسرا ہی مرحلہ طی کیا تہا اس سبب سے ترتیب دیوان کیطرف زیادہ توجہ نہین کی تہی مگر دوست احباب کے تقاضے سے تنگ آکر مرنے سے چند روز پیشتر چہپا بنا

بوم را مرز و بوم ویرانیست	باغ و بلبل نوید آیا نیست
کبک در کوہسار خوش باشد	مرغ در مرغزار خوش باشد
کبک اگر در گلستان آرند	مرغ را در بکوہ وادارند
نامزیب بود بخوش نگہبان	نامسلم بود بدیدہ وران
صحن گلشن مقام طاؤس ست	کبک زین نو بہار مایوس ست

محو یا گر تمیز گم گردد
کی بود فرق توئی آدم و دد

تقریظ کلیات اُردو قلق از مولوی سید احمد صاحب دہلوی المتخلص بہ
سید مدرس فارسی گورنمنٹ اسکول دہلی۔ مؤلف ارمغان دہلی
یعنی لغات اُردو و کنز القوائد و وقایع دُرّانیہ وغیرہ وغیرہ ساکن حویلی
نواب مظفر خان گذر ترکمان دروازہ

مولانا حکیم شیخ مولا بخش صاحب۔ قلق۔ جو میرٹھ مین اپنے شہر کا فخر اور موجودہ شعرائی ہند مین ایک اعلیٰ درجہ کی نازک خیال ہتی۔ در اصل اساتذہ دہلی کے فیض کا ایک عمدہ نمونہ ہتی۔ درسی کتابین آپنے فاضل اجل جناب مولانا امام بخش صاحب صہبائی سی اُنکے فرزند رشیدہ مولوی عبد الکریم سوز کے ساتہ ہم سبق ہو کر دیکہین۔ طب مین ارسطوی زمان حکیم نقشبند خانصاحب دہلوی سی تلمذ اور تجربہ حاصل کیا۔ فن شعر مین جناب حکیم مومن خانصاحب دہلوی سی کمال ہم

به اندیشه سخبان همعنان - و فربارهٔ سخن فربود فرجامش هم کنگرهٔ اتاغ بند لشیه
حسان سرعت فکرش در خرکمان نازک خیالی از تحسن استعارات بر فکر
فلاطون تیرافگن طعن درنگی و وسعت بیانش بر بیغولهٔ همت پیغاره زن
تنگی - بالجمله چون کمند خیال ابو سلیمان محوی از کنگرهٔ کاخ وصف این کارنامه
وکارنامه نگار کوتاه ست لا دبرین شایسته آنکه بیا لبته وخواسته گرایش
رود - یارب تا مصرعهٔ ابروی خوبان زیب دیوانِ شانِ حسن ست سواد
این بیاض از چشم زخم مردم آهو چین کور سواد مصئون باد چشم از
دیده وران بینش اندوز آنکه هرگاه ازین بهارستان چشمه کارِ خیال
چشم مذاقی آب دهند بو که گل تمیز بدستار ادب بزنند که گفته اند

مثنوی لراقمه

وه چه خوش گفته اند کار آگاه	پایه سنجان همه خرد خرگاه
پایه سنجی دلیل دانائی ست	ورنه تا وحی بانگ رسوائی ست
گر تمیز از جهان فرو ماند	ماه و خور ز آسمان فرو ماند
تخم تمیز گر گران گردد	عود را نرخ خیزران گردد
گر نباشد تمیز پاک و پلید	می شود همچو بایزید یزید
گر تمیز از تو رائگان گردد	چغد را خانه گلستان گردد
خوش نماید بجائی خود هر کس	سدره جبریل را آنجا نه مگس

در عشرت کدهٔ کمال نغمه خیز هنرست و قانون هنر در نشاط آباد فنون ترانه
ریز اثر - خوش نفسان چمنستان خیال را ساز و برگ سرخوشیها مهیاست و ریزه
خوانان ریزه چینی سخن را دم و دود سرمستیهای استفاده پیداست - چه چه
که کمال بروی کارست و فیض را روز بازار - بادهٔ کام جوئیها در جوش است
و شاهد آرزو در آغوش - از دیر باز زمانه اینگونه آرزو را در آغوش تمنامی پرورد
منت ایزد را که بپامردی مردی اشاسپندی بابو محمد عبد الله سراپا هوش و فرهنگ که
در جهان چک و چانهٔ خلق و خوبی او دینگ جهنگ رنگ و بوے دگران از حکمهٔ
مرجاج بیش نیست اینک دیوان امیر کشور سخن خدیو خطهٔ فرهنگ و فن هنگامه
آرای خیال محمل پیرائے کمال جناب حکیم غلام مولے معروف به حکیم مولا بخش
قلق رئیس میرٹهه از مکمن بطون قوت خواهش بمظهر فعل طبیع در آمد
الله الله زهے سرمایهٔ کمال آماکه در حضر کمال مهمانان خلیل کام را همچو ما حضر
حاصل ست و در سفر شوق کسب فضائل خانه خواه یاد کانان منزل سبحان الله
زهے کارنامهٔ دانش و کارستان خیال که هر صفحه اش چون کف پر زر مالامال
هنرست و هر لفظش مانند صدف گوهر از درر معانی بهره ور -
بلاغه اش نظر صاحب نظران و نقطه اش سویدائے دل دیده وران
حقا نقش طراز این ارژنگ معنی طرفه طرفه گریست از اهل فن باد و هر که
طرف شد از نام آورے طرف سلامت نه بست خیال لا ابالی خرامش

گم گشتگی - وحجازیانِ گفتگویش محمل نشین دم بستگی - لولی فلکت به عشرتکده قدرتش بچنبر بازی - وحنجرهٔ غلطان ملک بمقام قدوسیش در ترنوازی چهار تارهٔ عناصر را ساز گاری ازوست - وچهار گاه تن را پردهٔ داری باد نشید سرایان سرود معرفتش دکش نغمهٔ ماعرفناک وتی نوایان زمزمهٔ ادراکش

ترانه ریزِ لا احصی ثنا

هوالیش نفس در گلو سوخته	خیالش بدل آتش افروخته
نوازندهٔ بینوایان غم	نگارندهٔ نقش لوح وقلم
زهر پرده نقشے بر انگیخته	بهر نقش هنجار نور ریخته
ازو شکر شوق در کام جان	وزو نغمهٔ تر به ساز بیان

وردِ دود نذر بلبل بوستان مازاغ که زمزمه سنج نغمات بلاغ است - قانون شریعت کوک کردهٔ اوست - واطرو به طریقت را ریزه خواری ازوست - مطلبهای تنگ عرفان نواختهٔ او وساز حقیقت ساختهٔ او - فرمانش پیشینیان را صفیر از لبس سر کشید وفرقانش خط بطلان بخط مرسلان در کشید - همتش امتیان را از ساز و برگ شفاعت بر نواخت - وشفاعتش غلغلهٔ شادمانی بعاصیان در نواخت - افروزهٔ لیلة القدر از تاب زار جمالش افروزان - وآفت معراج از شعشهٔ انوار کمالش درخشان - اما بعد آوازه لیلی سرائی مژده آویزه گوش گرامی گوهران والااحتشام باد که ساز سخن

از خورشید تاب دہد۔ و قطرہ را از دریا آب۔ مہرش ہستی افروز۔ و قہرش
گیہان سوز۔ زورق ہلال را در دل بحر اخضر فلک روانی داد۔ و سنبک
سبک حباب را بر سر دریا گرانی۔ باد شرطہ را بر بانان سلامت فرمود۔ و با
مخالف را طوفان ہلاکت۔ آدم را بدلیل دل و دل کردن بر در عرفان زند
و شیطان را بہ براہین و حکم بر در جلال افگند۔ خاتون قضا را طفل شش روزہ
در گریبان افگند۔ و طفل جہل روزہ در دامان۔ آبای علوی را با امہات سفلے
پیوند بیوگانی داد۔ و از زاد و بوم جوانان سبز پوش خطاب بپر افشانی
لفادہ را طوق گردن حربا ساخت۔ و از ہالہ حلقہ در پای تدرو انداخت
سبعہ معلقات ہفت سیارہ بطاق سپہر بلند آویختہ اوست۔ و رنگ
بست او تاق نہ فلک رنگ ریختہ او۔ دودمان آسمان را دم ودود عظمت
فرمود۔ و خانوادہ گیہان را فر بود قدرت۔ ہزاران در توحیدش یکہ خوانان
و بعالم غنچہ غنچہ گل فشانان۔ آہ عشاق در سرا و مرغولہ خوان۔ و زہرہ
در نوای جادو بیان۔ طرہ مرغولہ مویان در شوق او سرائیدہ عمل گیسو
و خانہ خواہ ابن السبیل شوقش را خانہ بکام جادو۔ جہان از نغمہ او پر آوازہ
و از زمزمہ اش روح را قوت تازہ۔ جان را از نفس ساز بر تار بست۔ و تار
نفس را از چنگ فنا در ہم گسست۔ ساز نشاتین را از مضراب کن نواختہ
و مہر و ماہ را بر قانون دائرہ ساختہ۔ عراقیان جستجویش با آہنگ او زنگلہ بند

چمن را چو چادر بشاخ افگند
ز گل آتشے در ہزاران زند

بہ گل مرغ نکہت چو بے پر نہاد
ز بادِ صبا بال پرواز داد

گرانست در ہشتۂ عام او
خموشی سزد شکر انعام او

بزلف شب و روز از آفتاب
بہر صبح شانہ گزارد بآب

بہ بزم جنون دہ خیالِ پرے
دہد نالہ را رنگ بالِ پرے

منجم بسے مہر اندیشہ تافت
دم و دودِ راہِ سراغش نیافت

پژوہندگی در رہش گمرہے
ز اخبار او بے خبر آگہے

بمسجد یکے یا صمد خوانِ او
یکے در خرابات جویانِ او

مناجاتیان در پرستاریش
خراباتیان در گرفتاریش

نخلبندیکہ در بساتین نشاتین از رشحات سحاب لن آب فرو بست + وکچہ گل کردن خیابان ہستی بصینہ در کلام عدم فرا شکست۔ آدم را گلِ کرّمنا بدستار زد۔ و دیو را در دشت خار زار آزار افگند۔ سلمای نکہت را در محجلہ گل نشاند۔ و عذرای نشہ را در محمل مل۔ گل را با بلبل دامن چاک فرمود + و مُل را با ہوش و ادراک سفاک + عروس فلک را آئینہ مہر و ماہ بہ پیشانی فرو بست + و مرسلہ کاہکشان در گلو۔ آفتاب را فر تاب جہان پروری داد۔ و نطع زمین را اسباب خوان گستری۔ ساغر ماہ را از ایاغ آفتاب سرخاب دہد۔ و آفتابہ آفتاب را از جوئے قدرت آب + ذرہ را

شمع افروزی و پرتو افشانی بیاض صبح سخندانی شعله طور آتش بیانی شیخ ابو سلیمان مظفر احمد مهمی المتخلص به محوی سلمه الله تعالی است که در نظم و نثر مسلکات تازه و مهارتی بی اندازه دارند

سپاسیکه آغاز هر کار زوست
سر انجام عنوان گفتار زوست

سپاسیکه باشد بهار سخن
سخن گل شود زو چمن در چمن

سپاسیکه انشا سپند خرد
بساغر ازو وحی مضمون برد

سپاس بدرد دل آمیخته
زجان همچو یارب برانگیخته

سپاس دوئی پوش وحدت نما
سپاس زبان بند و خاطر کشا

همانا سزد داور پاک را
که آراست چون نور آچاک را

بجان از تن و جسم پیرایه بخش
ز معنی بالفاظ سرمایه بخش

نشاتین کولاک اسجار او
مه و مهر یک ذره ز انوار او

ز مصر سخن کاروان
نبات روانی دهد بازبان

چو بر یوسف دل غم ارزان کند
زلیخای جان را بزندان کند

بموئی چو نارنج دیدن دهد
کف هوش او را بریدن دهد

بمژگان چشم سمور سحاب
ترنجی نماید نهان ز آفتاب

گهی از قطرهٔ خون کند لاله داغ
ببرلئی نماید گهی باغ باغ

بجلمش عزیزیکه حجت نمود
اسیرش بکبغان لعنت نمود

از دهلی به میرٹهه رفته هم در انجا رخت اقامت انداختند و تا سال هزار و دو صد و نود و هفت هجری که سال رحلت ایشان ازین خاکدان بعالم جاودان ست در آنجا بودند در بعضے مدارس دولتی خدمت درس فارسی با ایشان تعلق داشت که وجه معاش و سامان قوت لایموت ایشان بود - بسیار قانع و غیور و بفضل و هنر از مال و دولت مستغنی و در شعر و سخن به اُستادی علم بودند و نیز در طبابت دستے داشتند و لختے از اوقات عزیز را در علاج و مداواے بیماران بذل مینمودند - از وصایاے ایشان که هنگام وفات با کهین برادر خود در میان نهادند یکے آن بود که دیوان اشعار ایشان را بقالب طبع ریخته اشاعت آن کرده باشند - یگانهٔ دادگر مهر گستر و فرزانه هنرور هنرپرور بابو محمدؐ عبدالله که برادر صغیر حکیم مغفور میباشند با آنکه در مدارس انگلیسیه تعلیم یافته عمرے درین وادی بسر برده اند و چنانکه داب اکثرے از انگلش دانان ست ذوق شعر و سخن کمتر دارند و نیز از خدمات متعلقه خود فارغ نیستند باز وصیت برادر مرحوم را از جمله فرائض مکتوبه دانسته کوششے بلیغ و توجهے فوق العاده در طبع و اشاعت دیوان اشعار ایشان بکار بردند و چون اخلاف رشید و اعقاب سعید وصیت آن مغفور را بجا آورده نام برادر به گیتی شمردند و خود را از برادر نکونامتر ساختند

لراقمه

گر برادران زینسان مهر و دوستی ورزند | چون رسد به فرزندان نوبت نکوئیها

راقم خاکسار الطاف حسین حالی

در سر افتادہ بود - حکیم مغفور کہ باموزونی طبع وجودت ذہن فکرے عمیق ونظرے
دقیق داشتند باوجود مشاغل علمیہ نتوانستند خود را ازین بادۂ مردافگن نگاہدارند
لاجرم داعیۂ غزل سرائی در خاطر ایشان پدید آمد - مومن مرحوم را بہ استادی
برگزیدند و رفتہ رفتہ در خاطر استاد موقع قبول یافتند - مومن مرحوم چنانکہ
از مطالعہ دیوان ایشان مستفاد میشود در غزل و اصناف دیگر از سخن دو طریق
مسلوک داشتہ اند یکے عام و دیگر خاص طریقے کہ عام ست ہمین طریقۂ میر و میرزا
و سائر ریختہ گویان نامی و استادان گرامی ست و طریقے کہ نتیجہ طبع مبدع
ایشان و مخصوص با ایشان ست اگرچہ از شاہراہ عامۂ شعرا دور تر افتادہ است
اما سبب شہرت و بلند آوازگی شدہ ایشان را در چار سوی ہندوستان بہ استادے
و نازک خیالی و دقت آفرینی علم ساختہ - از انجا کہ حکیم مولی بخش قلق را مناسبت
طبع و میل خاطر بطریقۂ خاصۂ خویش دیدہ بودند نظرے خاص بحال این
گماشتہ بعلاوۂ اصلاح سخن و القای غوامض و دقائق این فن انواع لطف و کرم
و اصناف شفقت و عنایت بر ایشان مبذول میداشتند تا آنکہ در اندک فرصت
سخن ایشان بر نسق خاصہ استاد خویش کمال پختگی پیدا کردہ ہر جا کہ بزم مشاعرہ
انعقاد می یافت با استادان دیگر ہمطرح شدہ داد غزلسرائی میدادند و حاضرین را
تعجب بر تعجب و حیرت بالای حیرت می افزودند - ہرگاہ آتش بغی و فساد در چارسوے
دہلی بالا گرفت مامنی بہتر ازانکہ بوطن گاہ خود معاودت نمایند درمیان نہ دیدند ناگزیر

تقریظ از نتائج طبع وقاد سخن گوئی یکتا و سخن فہم بی ہمتا مخدومی مولوی الطاف حسین صاحب حالی تخلص مدرس مدرسہ عربی سرکاری کہ ذات والا بیش در مستعدان احاطہ پنجاب

فرد است

این دیوان غرابت عنوان از افادات گرامی مرحومی حکیم غلام مولی بخش معروف بمولان
متخلص بہ قلق ست کہ از مشاہیر شعرائی اُردو زبان و شاگرد رشید خان رفیع المکان
جناب غفران مآب حکیم مومن خان مومن بودہ اند اصل ایشان از میرٹھہ و در
دوازدہ سالگی از انجا بخیر البلاد جہان آباد آمدہ بکسب کمال و تحصیل علم پرداختند
و تا زمانیکہ واقعہ ہائلہ طغیان سپاہ باغی این شہر لطافت بہر را مورد آفات
و مرکز فتنہ و بلیات کردہ ہمدرینجا اقامت داشتند مدت طویل زبان پارسی
از انفاس متبرکہ مولانا امام بخش صہبائی فراگرفتند - گویند از جملہ شاگردان
آنجناب بجودت طبع و حدت ذہن اختصاص داشتند - و صرف و نحو و منطق
و دیگر فنون عربیہ از ملا انتظام علی سہارنپوری اخذ کردند - و طب از حکیم
غلام نقشبند خان مرحوم کسب نمودند - دران ایام گلشن دہلی را آخر فصل بہار
بود جمعے از گران مایگان عالم معنی و چابک خرامان عرصہ سخن چون غالب و ذوق
و مومن و سائرین کہ در سخنوری و نکتہ پروری فخر دہلی بل نازش ہندوستان
بودند درین معمورہ جا داشتند و از فیض وجود ایشان عالمی را ہوای شعر و سخن

مسودہ رقعہ شادی بسم اللہ کہ برائی فرزند دلبند مولوی ہاشم علی کردہ شد

آنکہ بر لب سپرد بسم اللہ
ما بشکرش نیاز ہا داریم
سوئی احباب التماسی ہست
نور چشم محمد صدیق
بہر بسم اللہ جنبشے دارد
لاجرم روئے انجمن دارم
کہ بہ شعبان نہم بیکشنبہ
مجمع لطف و مہربانیہاست
ہان ندارند ہان مرا محروم
بہ کہ بر بندہ لطف فرمایند

بستا لیس شمر د بسم اللہ
کہ ز بسم اللہ نازہا داریم
از مہر عجز صد سپاسی ہست
اصل ہر تصور بتصدیق
بسعادت خرامشے آرد
آرزوئے چمن چمن دارم
ہشتم جنوریے ہر آئینہ
بہر یک لخت میہمانیہاست
دارم آویزشے امید لزوم
بدریغے مرا نرنجانند

داعی لطف گستری آثم
عجز آما محمد ہاشم

قطعہ

چو یافت مدحت منشی منیر علی تعمیر
قلق بدیہ پئی یاد سال تاریخش

کہ رفت جان گرامی بباغ بہشت
۱۲ ۹۰
شبیہ نور رواق منیر علی ہو شت

شگفتہ ہی اب یہ بہارِ جنان — رگِ جان جنت ہی خارِ جنان

چمن مین ہی یہ جوشِ گل شاخ شاخ — کہ ہر برگ دامان دستِ فراخ

ہوئی چشمِ نرگس ہے کچھہ عشوہ خیز — سیہ مست کی جون نگہہ ہای تیز

یہ کرتا ہے ظاہر گل لالہ گون — دلِ خلد ہے اور حسد سے ہی خون

عنادل کی شورش ہی گل کی بہار — رہیگا یہہ موسم سدا یادگار

ہر ایک خط خوشی سی یہ لبریز ہے — لبِ فرش تک ہی نوا خیز ہے

ہر ایک دلمین جوشِ نشاطِ طرب — ہر ایک لب پی انبارِ نغمہ ہی اب

نکیونکر خوشی کی ہو اب ہجوم دوام — کہ عیش و طرب کو ملا ہی مقام

محمد سعادت علی نورِ عین — بنا ہی جو نوشاہ با زیب و زین

ہوئی منعقد بزمِ رقص و سرود — اور اسطرح ہی نظمِ رقص و سرود

کہ مارچ کی گیارہ سی بارہ تلک — رہی گا یہہ ہنگامہ بی شبہ و شک

یہ اب اہلِ الطاف سی ہی امید — کہ جنکا قدم ہے کرم کی کلید

قدم رنجگی روز کرتے رہین — میرے سر پہ ہر گام دہرتے رہین

دل و دیدہ ہے فرشِ زیرِ قدم — کرین میری کلبہ کو رشکِ ارم

نہو اسمین ہرگز دریغ و دروغ — کہ ذرہ کو خورشید سی ہی فروغ

مکلف ہے ممنون اہلِ وطن
محمد سلامت علی مہر کن

بزم رقص و سرود و عیش افروز — بہر احباب ہے برابر روز
روز تشریف لائین لطف کرین — چشم داعی پی ہر قدم کو دہرین

داعیان رہین شکر و سپاس
بندۂ نند کشور و لچھمن داس

رقعہ

شکر انعام الٰہی ہے ضرور — ہی صلای طرب و عیش و سرور
شاد شادی ہی خوشی ہی خوشوقت — نثار عیش کشی ہی خوشوقت
بزم آرای طرب ہی ہر دل — نغمہ فزای طرب ہی ہر دل
لفظ عشرت کی عیان ہین معنے — مژدۂ عیش فشان ہی یعنے
جشن دامادی مقبول حسین — خانہ آبادی مقبول حسین
جلوہ فرمائی تماشا ہی اب — لطف ارای تمنا ہی اب
ہے بہم بزم طوئی بہر نشاط — محفل رقص و نوا بہر نشاط
چاردہ ماہ رجب سی ہر روز — ہفدہم تک ہی ترقی اندوز
اب یہ امید تمنائے ہے — فرش رہ ناصیہ فرسائی ہے
اہل الطاف کرم فرمائین — روز تشریف برابر لائین
زینت کلبۂ احقر فرمائین — چشم داعی پی قدم [illegible]
شاکر منت احباب دلی — داعی خاک قدم واجد علی

یعنی ہولی ہی جشن عالم ہے
ہر کوئی بزم بزم خورم ہے

بہر احباب بزم آرائے
نغمہ و رقص و بادہ پیمائے

ہژدہم مارچ سی ہی بستم تک
دہوم اس جشن خوش کی زیر فلک

ہی یہ امید دوستداروں سے
لطف فرما کرم شعاروں سے

جب تلک ہی یہ بزم عیش افروز
ہو قدم رنجگی برابر روز

آئین محفل مین ہوں شریک دور
بزم گہہ ہے مکانِ نند کشور

داعیانِ نہ دیدہ رنج و محن
بندۂ پیاری لال رادہ کشن

ایضاً

خندہ زن گل ہی نغمہ زا بلبل
وجد فرما ہی موج ساغر مل

رنگ آرا بہار ہے کیا کیا
ہر چمن لالہ کار ہی کیا کیا

مئ عشرت سی ہر کوئی لبریز
بطِ مے تک بہی کرتی ہی ابریز

شمع محفل فروغ دیدۂ حور
گل مشعل بہارِ نخلِ طور

یعنی تقریب شادئ لشاد
حفظہ اللہ کامتا پرشاد

اندنوں مین نشاط پیرا ہے
ساز عیش و طرب مہیا ہے

دہوم ہی اب زمین سی تا بہ فلک
گیارہوین جون سے ہی تیرہوین تک

ہر طرف نغمہای رنگا رنگ / ہر جگہہ مجمع دف و نی و چنگ

برگ ہر گل لب نوا گر ہے / جنبش بو ہے نغمۂ تر ہے

کسقدر شورش عنادل ہے / جس سی ہر شاخ مرغ بسمل ہے

موجۂ باد ہے یہ نغمہ فشان / ذرہ ذرہ ہی رقص مین رقصان

رنگپاشی سی سرخ ہین در و بام / گل و گلشن ہے دامن ایام

رنگ افشانیان ہین شام و پگاہ / ہے بدر گویا خون روز سیاہ

یعنی ہولی ہے جشن جم آرا / بزم رقص و نغم ہے جلوہ فزا

سولہوین ماہ مارچ سی ہر روز / بیسوین تک ہی جشن دل افروز

ہی یہ امید غمگسارون سی / لطف گستر کرم شعارون سی

روز مخلص کو یاد فرمائین / اہل محفل کو شاد فرمائین

گو کہ ہے محنت قدم رنجہ / سر پہ ہے منت قدم رنجہ

داعی بندگے رسان خادم
عجز آما گلاب سنگہ آثم

ایضاً

وقت عیش و نشاط آپہنچا / موسم انبساط آپہنچا

رنگ عشرت سی تر ہی ہر دامن / زاہد خشک تک ہی تر دامن

نغمہ و رشاد شادمانی ہے / سر خوشی ہفت زندگانی ہے

زعفران زار نکیو نکر ہو جہان | کہ خوشی آئی ہی کیا کیا خندان
شاد شادی ہی خوشی ہی خورم | ہمنفس نغمہ ہے لب سی ہر دم
بزم آرای طرب ہی عشرت | نغمہ فرمائی طرب ہی عشرت
نشار عیش ہی کتنا سرشار | شور نغمہ ہے کہ رہوی ہشیار
بزم سے دلکش و دلبر سامان | شعلہ حسن ہی مشعل سوزان
پہول جھڑتے ہین یہ خرمن خرمن | لگن شمع ہے گل سے گلشن
یعنے تقریب ستایش آباد | نو عروسے اجودھیا پرشاد
جلوہ افروز تمنا ہے اب | ہوس آموز تمنا ہے اب
ہے بہم بزم طوئی کا سامان | محفل رقص و نوا کا سامان
سولہوین سی ہی یہ بزم غم سوز | تا باٹہارہ رہے گے ہر روز
اب تمناے تمنائی ہے | عجز سے ناصیہ فرسائی ہے
روز تشریف احبا لائین | چشم داعی پہ کرم فرمائین
سرمۂ دیدۂ نگران رہوین | ہمدم یاد عزیزان رہوین

سبکے الطاف و کرم کا پامال
داعیٔ خاص ہی گردہاری لال

مسودۂ رقعہ بزم ہولی از جانب لالہ گلاب سنگہ گماشتہ کمشنر سرکار

وقت شادی و شور آپہنچا | کاروان سرور آپہنچا

جم ہے آئے تو دیکھکر جا جم
مثل نقش مراد جائی جم

شمع محفل سی پہول جہڑتی ہین
پی تعظیم پانو پڑتے ہین

مشعل بزم برق خرمن نور
رونق خانہ کحل دیدۂ حور

یعنی ہی بزم خانہ آبادی
جسکے شادیسی شادہی شادی

نور عین عنایتِ احمد
ظ سال اللہ عمرہ بابد

ہی سر جلوۂ عروسے پر
ہی یہ تقریب تین روز مگر

محفل رقص و نغمہ عیش افروز
ہفدہم ہزدہم رجب کی دو روز

منعقد شام سی ہے تا بصباح
اور اونیسوین ١٩ کو عقد نکاح

اہل لطف و کرم سی ہی امید
صاحبان حشم سی ہی امید

روز تشریف لائین لطف کرین
چشم داعی پہ ہر قدم کو دہرین

داعئ مستمند عجز آما
فضلِ احمد ہی خاکپائی صفا

مسودہ رقعہ شادی اجودھیا پرشاد خلف گردھاری لال ساہوکار سنہ ١٢٨٢ ہجری

شکر نعمائی اسکے کیجیئے
مژدہ عیش جہان کو دیجیے

ابر عشرت وہ برستا آیا
خندۂ عیش وہ ہنستا آیا

دیدۂ عیش مین پہولی ہی بسنت
راہ گلزار مین پہولی ہی بسنت

کیون نہ خورم ہو محفلِ شادی — کہ ہے تصویرِ خانہ آبادی
ہی جگبن ناتھہ کی عروسی اب — بزم احباب ہی مہیا سب
رقص و نغمہ ہی نقشِ طوبی لکم — ششم جون سی ہی تا ہشتم
ہی یہہ امید دوستدارون سے — لطف فرما کرم شعارون سے

روز تشریف لائین بھبہ کرم
تین دن تک ہین خوش و خورم

رقعہ شادی برخوردار عنایت احمد خلف مصدق قاضی فضل احمد صاحب تحصیلدار

شکر ہر گونہ ہے خدا کے لئی — مژدہ احباب باصفا کے لیے
شاد شادی و مست مستی ہے — آسمان سے خوشی برستی ہے
جہوم کر ابرِ عیش آ پہنچا — جوشِ عشرت مین ہی مے و مینا
وجد فرما ہے نغمۂ بلبل — باہر اپنے ہوا قبا سی گل
مشکبو ہے نسیمِ عنبر بار — شبنمِ عطر سے ہے نم گلزار
دہن گل ہے خندہ سی گلریز — شیشہ سرو تک ہے قلقل ریز
راتدن لبسکہ رہتی ہی بیدار — چشم نرگس ہے خواب سی سرشار
مجمع شاد و شادمانی ہے — سرخوشی سعنت زندگانی ہے
ہی لب فرش تک ہے نغمہ سرا — بلکہ ہر تار ہے نشیدہ آرا
گل قالین سے باغ باغ ہی باغ — بہول جائی بہار اپنا سراغ

قطعہ شکریۂ عطیہ حافظ محمد اکبر صاحب سلمہ

انگرکہہ مجکو بہیجا ہی اکبر نے سوزنی	بخیہ کا جسکے تار ہی باریکیٔ نگاہ
ملبوسِ خلد کا ہی تکلف مین نورِ چشم	تشریفِ خسروی کا ہی عظمت مین قبلہ گاہ

قطعہ

حیف یاران میرٹہی کا نفاق	ایسے غیبت پسند ہین خودرای
ملکے انسے خدا نکردہ خدا	عذرِ ابلیس سی بہت شرمای

ایضاً

قلق مت بخل کردی گا وہ جسنی	تہیدستون کو فیاضی سکہائی
امیری کا وظیفہ ہے خساست	کہ قارونی کا حاصل ہی گدائی

قطعہ

یہ ہندو زاد کا غل ہی قلق میری محلہ مین	زمین ٹہوکر سی ہلتی ہی تو گردون ڈگمگاتا ہے
غرض مندر سی کچہہ ایسی مسلمان کش نکلتے ہین	کہ توبہ منہ کی کہاتی ہی او ایمان بم مچاتا ہے

مسودۂ رقعہ

فصل گل آئی آیا ابر بہار	چشم نرگس ہے رات دن بیدار
دہوم ہے شورشِ عنادل کی	ہی صبا راز دار ہر دل کی
شور شادی ہی جوشِ مستی ہے	آسمان سی خوشی برستی ہے
یہہ دلونمین بہرا ہی جوشِ خروش	جز لبِ فرش اب نہین خاموش

قطعہ

کٹ گیا آدھا پاجو تنبا کو / ہوگئے ہم بھی دیکھکر نیت

دلمین ہے چھوڑ دیجئے حقہ / جیمین ہی ترک کیجئے عادت

پیٹ بھولے تو قدر دانی کے / مارئیے منہ پی گوزنی منت

قطعہ

سبھی او جاڑ کچھیسر بلا سی جی لگو / نہین مشاہر کچھ سوسی کم جو ہون بلسیت

یہین کا پانی ہی لکھا ہی جسکو سعدی نے / کہ آب چشمہ حیوان درون تاریکیست

سبھی کو لطف ہی عشرت ہی شادمی ہے آئے / فقط قلق ہی ہی اک بی نصیب و بد حظ زیست

قطعہ بسرکار چہپیسر

مانس بن ہی رسوئی ابھی بھنڈ / دال اور ہم ہرے ہرے مہاراج

دال دیجی گؤ کے جایون کو / دانہ خوری کا بیل ہے محتاج

در تسکین افلاس

مفلس کو ای قلق نہین تشویش عاقبت / آفت زدہ کو کچھ نہین آفات سی گزند

اہل دول کا حصہ ہے انجام بد ضرر / ہی ممتلے کے واسطے فاقہ ہی سود مند

قطعہ در پند بخیل

صرفہ نکر قلق تو اگر مرد شرع ہے / یہہ پند پاکباز کا ہی قول دلنشین

مت سبر بجیب مال تلف پر ہوائی لیہم / سجدہ نماز مردہ کا ہی کافر ہی دین

روز و شب سال و ماہ زندانی
دنکو ہی چین اور نہ رات کو خواب

کوئی مرجای تو کفن معلوم
اور جیے تو بغیر دانہ و آب

خون دل اشک دیدہ باصد رنج
بہر بیمار شربت و کشکاب

یاتہی کیسہ ہے پر ارمان دل
یاتہی کاسہ جوش چشم پر آب

ایسی حالت مین حاضری مشکل
ہو عبادت تو ہے قصور ثواب

کون جای کہین بجز امید
کون بیٹھے بجز دل بیتاب

قطعہ بجہی شیخ عبدالصمد فوق باستعفای شکر رنجی

ای فوق آشنا ہی قلق غیر تو نہین
عمداً اگرچہ کہا ہے نہ سہواً خفا نہو

نادر ہین تیری لفظ تو معنی تری عجیب
یہ ہرزہ فہم گر نہو آشنا نہو

مین دوستونکا دوست ہون یارونکا یار ہون
دشمن خدا کے واسطے انصاف کا نہو

جای سخن نہین ہی تو لڑنے سے فائدہ
گر تجکو بہی کلام ہے بجو دسرا نہو

سرقہ گمان بد ہی تو ارد ہی سوء ظن
خورشید اقتباسی نور سہا نہو

ہمطرز و ہمکلام میرا تو ہی خوش ہو نہین
حیف اوسکی نسبت جسکا کوئی آشنا نہو

کیسا کلام مجکو بہے گر قتل کیجیے
ہرگز کسے طرح طلب خونبہا نہو

شکوہ کی تہی بنائی دعوای دوستی
دعوای شاعری مجہی کا ہی ہوا نہو

اک شکوہ کیا کہ عشوہ صحبت ہزار ہین
اتنی ذراسی بات پی اتنا خفا نہو

بی لطف ہی خروش صدائے دل نہ بن
بیفائدہ ہے جوش میرا ماجرا نہو

شوخیٔ گام باہر آتش بپا نیون ہے
رفتار اسکی ظاہر فتنہ نشانیون ہے

بی قید ہی یہ بیشک ہر بندش بیان ہے
کچھہ وصف اسکا پوچھو وحدت کی رازدان ہے

شوخیٔ طبع میری ہو مدح سنج کب تک
حسن بیان سی حاسد تیغ و تریج کب تک

تیری سخا کی بر روا ایثار گنج کب تک
پیشانیٔ ادب مین چین و شکنج کب تک

سر منزل خموشی اب حد مدعا ہے
لیکن صلای آخر یہہ نغمۂ دعا ہے

بند دعائیہ

ہو جشن عید جب تک عالم مین عشرت آرا
شاہ و گدا کی صورت ہو دلکش تماشا

انبوہ شادمانی ہر سو ہو عیش پیرا
مستیٔ و بیخودی سی ہو ہم بغل تمنا

سرخوش ہو جلوہ فرما تو مسند غنا پر
اقبال ہو نوازن اور مین ہون تہنیت گر

قطعہ بخدمت سید احمد حسن فرقانی

ای محبت پناہ فرقانی
مختصر عرض ہی بصد آداب

کیا کہون کیون نہو سکا حاضر
کیا کہون کیون ہون مستحق عتاب

ایسی ایسی اوٹھای ہین صدمے
اب ہون ہر طرح بار دوش عذاب

دور از نیخال میرا حال بتاؤن
گہر کا گہر ہے مریض خانہ خراب

اعدا کا سر اوتاری گر گھاٹ کو دکھائے
ہون نقل کوہ و صحرا اگر چاٹ کو دکھائے

غرقاب دو جہان ہون گر پاٹ کو دکھائے
سایہ ہو نور فوق سی گر کاٹ کو دکھائے

اندھیر ہو جہان مین گر ہو چمک کے روشن
سیفی بھی اسکی آگی لیوی نہ نام جوشن

تیری سمند کا گر نقشہ کوئی اوڑائے
جتنا کہ کھینچا جائے اوتنا ہی اوڑتا جائے

وہ برق کی سیاہی شعلہ کا خامہ لائے
شوخی سی تنگ ہو کر جب کھینچ بھی بن نہ آئے

یون اپنا رنگ دعوی قرطاس پر جما دی
برق نظر ہے دیکھو ہر ایک کو دکھا دی

نکلی اگر کبھی تو اسپر سوار ہو کر
دریا و دشت و ہامون اور کوہسار ہو کر

ہوا ور نظر نہ آئے باد بہار ہو کر
آئی جو سوی گلشن ہنگامہ بار ہو کر

گرمی سی اوسکی گلشن یکبارگی دہک جاہی
ہر گل مین رنگ ہو کر خورشید سا چمک جاہی

گر ہو وغا مین گاہی یک لحظہ آرمیدہ
مایوسیون سی ہووی جون کام سر کشیدہ

اور لشکر عدو ہو چارون طرف تنیدہ
مژگان سی صاف نکلے مانند نور دیدہ

نور نظر کے مانند اوڑ کر نظر نہ آئی
ہرگز غبار ہالہ اس ماہ پر نہ آئی

ظاہر ہی صاف اسکی مطلق عنانیون سے
ہی صد ہزار فرسخ یہ نکتہ رانیون سے

حاضر ہلال خورسی ہی طشت و تیغ لیکر

گر ہو دم شجاعت تو عازم دلیری
لا بہ کنان ہو ہر سو صد رو بہی سی شیری

جب تیغ تیز نکلے بنکر زبان میری
بلبے عدو کی وحشت اللہ رے دہاک تیری

ہو جائین بند رستی یکبار گی عدم کی
جب تک یہہ سیہ سر فرق عدو پہ چمکی

جو تیغ آشنا ہو یکدم تیرے کمر سے
دشمن جو اوسکو دیکھی میدان مین یکنظر سے

اول تو چشم اوسکے ہو منقطع بصر سے
پہر لخت لخت تار کِ درہم ہو درد سر سے

گر اپنا حال دیکھی تو سینہ اوسکا پہٹ جاے
سایہ بہی ہمرہی سی مجروح ہو کی کٹ جاے

جز قطع سر نہ آئی کوئی حضور اسکے
پانو مین دم بخود ہو شور نشور اسکے

کب سامنے پڑی ہی نزدیک و دور اسکے
آئی اگر مقابل فوج شہور اسکے

سنوات ریزہ ریزہ ہون اسقدر قرن تک
عمر عدو کا کٹنا ہو صد جہان برابر

یہ اور ٹہیر جانا آتش کا سنگ ہونا
یہ اور دم کا لینا محشر کا تہک کے سونا

یہ اور رگ کی چلنا بجلی کا بند ہونا
یہ اور صلح پانا جوہر ظفر کا کہونا

گر اسکو روک لیجی ہو زخم باریہانتک
بسمل ہو زیر بسمل ذرہ سی آسمانتک

ناز و نیاز میں اب پیدا ہی وہ صفائی
شکوہ ہی دلدہی سی انصاف سی لڑائی

بیباکیوں سی اب وہ جوشِ شمال کب ہی
گلچین سی زخم خوردہ شاخِ نہال کب ہی

بادِ صبا سے سبزہ اب پائمال کب ہے
سنبل کشاکشے سے وہ خستہ حال کب ہے

اب گلشنِ جہان کو ہرگز خزان نہوگی
بوڑہی صبا نہوگی صرصر جوان نہوگی

مفہومِ مہر و کین کا فہم بلند تو ہی
ہموار ساز راہ پست و بلند تو ہی

سر رشتۂ ہنر کا شیرازہ بند تو ہی
معیارِ اعتبارِ ردّ و پسند تو ہی

ہی قبلۂ مشیت جو مدعا ہی تیرا
سر موجۂ حقیقت ہر ماجرا ہی تیرا

ہی غوش نگار جیسا ویسا ہی نغز گو تو
ہر حرف جانفزا ہے ہر لفظ تیرا دلجو

تحریر میں عطارد تقریر میں ارسطو
دفتر میں تیری سحبان بہر ادب دو زانو

طرز ادا میں تیری حور و پری کا شیوہ
ہی جان نثار تحبیر منشی گری کا شیوہ

ہیبت سی تیری گردون ہتا ہی سکہ لرزان
تیرِ فلک کمان میں ہی خوف سی پرافشان

اعدا پی ہین حوادث نازل مثال باران
واقع میں نسر طائر ہوا ہے بہ رسم طیران

یہانتک سپہر سرکش سر دادہ ہی ضاپہ

یعنی کہ آگیا ہون اب تیری آستان تک ۔۔۔ بیدست و پا نہین ہون مین جنبش زبان تک

جو مدعی ہی اس لیے آکر سخن سرا ہون
تیری ستایشون سی مین خویشتن ستا ہون

وہ قبلۂ بلندی ہی تیرا آستانہ ۔۔۔ واجب فلک پہ جسکا ہی طوف جاودانہ
طوبی کی طرح اوسکا سایہ ہی خانہ خانہ ۔۔۔ وہان دخل عقل کل کا چلتا نہین بہانہ

گر رفعت فلک بہی پابوسیون کو آئے
تو سر کے بل ہی آخر تحت الثری کو جائے

جس ذرہ پر نظر تو ڈالے دم سخاوت ۔۔۔ سرمایہ بحر و کان کا اوسکی کرہی زیارت
آب گہر سے بہر کے مانند شعلہ غیرت ۔۔۔ لمعان مین اپنی جل کر ہو تو وہ ملامت

تسخیر پہر نہ ہرگز نقش درم مین رہوی
اور لعل ریزہ ہو کر خاک قدم مین رہوی

فضلہ تیری کرم کا دریا و کانکی دولت ۔۔۔ دو مشت فیض تیری ہر دو جہانکی دولت
فخر آسمان کا تیری ظل مکان کی دولت ۔۔۔ سر خاک کا فلک پر اس آستان کی دولت

پرتوی درسی تیری سایہ نشین بلندی
عز و حشم سی تیرے مغرور ارجمندی

ازبس تیری طبیعت ہی خوگر عدالت ۔۔۔ غلبہ ہی عشق کی ہو گر حسن کو شکایت
افسردہ خاطری کی بر رد نہو شرارت ۔۔۔ نیچے نظر سے فتنے اوٹھکر نہون قیامت

تو اور تیز رائی مین اور نکتہ دانی
تو اور بذلہ زائی مین اور خوش بیانی

تو اور دلربائی مین اور جانفشانی
تو اور میرزائی مین اور مدح خوانی

مین اور تیری مدحت اسد رہی شان میرے
لیتی ہی لب کے بوسی کیا کیا زبان میرے

بیخود لیش و بیجا باہون گفتگو مین تیرے
ہنگامہ تماشا ہون گفتگو مین تیرے

وقف زبان سراپا ہون گفتگو مین تیرے
شور نشور گویا ہون گفتگو مین تیرے

جز شور مدح سنجی کہلتا نہین کہ کیا ہون
مبہم دقیقہ ہو کر وقف لب ثنا ہون

گو لخت لخت دل ہون صد درد متصل ہون
جرات سی زندگی کی شرمندہ و خجل ہون

اور جزو جزو جان سے تاب و توان گسل ہون
صد زخم و یک جگر ہون صد نیش و یک دل ہون

لیکن تیری ثنا سی غافل نہین ہون تو بہی
ہون نالہ گو سراپا پر دلنشین ہون تو بہی

صحبت فراہم اپنی اسطرح آسمان سے
گہہ زندگی سی برہم گہہ بد دماغ جان سے

آوارہ جیسے بلبل بیداد باغبان سے
کچھہ منہ سی کہہ رہا ہون نکلی ہی کچھہ زبان سے

ای کاش میری دلکا یا تو فراغ ہوتا
یا چرخ پست فطرت عالی دماغ ہوتا

لیکن زمانہ مجکو میٹے گا یون کہان تک
ہو کر غبار بہی مین پہنچا ہون آسمان تک

مسدس در مدح منشی برکت علی صاحب سلمہ ربہ

...ہ صیام کب ہی میرا بہی آمد عاہی
...ر راہِ کامیابی در بستہ ہو رہا ہے
روزِ ازل سی ابتک مشتاق و مبتلا ہے
ناچار تنگ ہوکر الٹے قدم پہرا ہے

ہان دیکھنے تماشا آیا تہا ماہ رمضان
برکت علی کی در پر ہوتی ہی عید قربان

...ی سید السیادت ای مظہر الکرامت
ای مصدر الفراست ای کیّس الکیاست
...ی منبع السخاوت ای مجمع الشرافت
ای معدن المحبت ای مخزن المودت

کب شاعری سے میری رسم ثنا گری ہے
کچھہ کوٹ کوٹ مجھمین الفت تیری بہری ہے

...ن ہوش اور تو خبرت مین ذہن اور تو جودت
مین صبر اور تو طاقت مین شوق اور تو جرأت
...ن حرص اور تو دولت مین ہمّت اور تو راحت
مین آز اور تو نعمت مین فقر اور تو ثروت

تو اور میری ارادت تصویر و رنگ توام
مین اور تیری محبت معنی و لفظ باہم

...گر دُرِ کان ہوتا تجھپر نثار ہوتا
گر جاہ و شان ہوتا تجھپر نثار ہوتا
...آسمان ہوتا تجھپر نثار ہوتا
گر دو جہان ہوتا تجھپر نثار ہوتا

ای رنگ و بوی الفت تو گل تو مین صبا ہون
ای رائحہ محبت تو بو تو مین ہوا ہون

جب تلک ہے کامجو کا دیدۂ امید وا — جب تلک خورشید پر لازم ہی ذرہ پروری

جب تلک در اہل ثروت کا ہی مسجود مراد — جب تلک ہے آستان جاہ پر گرد آوری

جب تلک ہے شادی و اندوہ کے جو عزل و نصب — جب تلک خدمت کا شیوہ ہی حضیض و برتری

ہو سرِ مسند ترا اوجِ حکومت پر بلند

دولت و اقبال کو ہو تیرے در پر سروری

قطعہ در طلب چار روپیہ بخدمت محمد حیات خان

ای خان حیات خان فرخ — ای ذرہ نواز مہر کردار

سرکار کو اتنی چشم پوشی — کیا بخت ہی میرا وہان بہی مختار

پر بخت کی میری کیا برائی — جب تو ہی تو اس سی کیا سروکار

کاٹی ہین عجب طرح سے یہ دن — مین جان سی جان مجہسے بیزار

جیتا رہا یون بہی کام ناکام — دلوائیے اب کے چار ناچار

قطعہ

لایق شکر ہی وہ واہب بضینت و تجل — جسنے شاہی کو دیا ناز گدائی کو نیاز

ابر کو تازگی اور باد کو نزہت بخشی — رنگ و بو گل کو دیا شمع کو صد سوز و گداز

دلِ عاشق کو فغان خاطرِ جانان کو فراغ — تکیہ فقر کو چین مسندِ دولت کو طراز

الغرض حصر سی باہر ہی شمار انعام — کون کر سکتا ہی اشارہ کا اوسکی انداز

پر یہہ کیا سمجہا ہی اوسنی جو دیا ہی مجکو — طالعِ دشمن جاہ و دلِ عشرت برداز

جای عرضی عرض ہے یہ قطع سنیے حرف حرف
داورا اس مدح سی میرے غرض اخلاص ہے
نی خوشامد ہی تیری اسمین نہ میری شاعری
فرض ہر بندہ پہ ہے شکر بندہ پرور ہی ضرور
کیا عجب گر مدح لکھی کمترین بندہ ہون
تیری جو انعام ہین وہ خارج امکان شکر
وہ کمند خلق سی تو نی کیا مجھکو شکار
مین کہان اور میرے قسمت تو کہان اور تیرا فیض
بن کہی حال نہ یون میرا تجھے معلوم ہے
گو کہ باطن مین تیری در پہ ہون ظاہر مین مگر
اسلئے ارزانی دربار ہین میری دو چشم
یعنے افضال الحق و شمس الحق آتی ہین وہان
جاتی ہین بہر شرف اندوزی الطاف خاص
پرورش کی جو نظر مجہپر ہے وہ انپر رہے
شیوۂ اخلاق سی محجوب ہو لطف پدر
سجدہ مین خامہ ہی اور دست دعا ہے غالب بلند

ای فروغ بو تری وای فراغ سروری
سر لیے خون حق ہی گر ہون کشتۂ لا بہ گری
ہی محیط تر زبانی طرز بندہ پروری
ورنہ ہے کفران نعمت شاہد صدمدبری
اصطلاح شکر مین ہی تو خدای سروری
تیری جو اکرام ہین وہ خارغ مدحت گری
فربہی فکر بہی ہی جس سی صید لاغری
لیک ہے خورشید خود مشتاق ذرہ پروری
ہی فلاطونی تیری آئینۂ اسکندری
ہون تیری دیدار سی محظوظ تیرہ اختری
تاکہ نور فیض سی ہون ناظر بہرہ وری
جسجگہہ ہی خیمۂ دولت کی سایہ گستری
آتی ہین حاضر غلامی مین نہ بہر چاکری
انکے حق مین چاہتا ہون ایسے بندہ پروری
طرز دلداری سی شرمندہ ہو مہر مادری
نعمت صاحب کی واجب ہے دعای برتری

قطعہ دعائیہ

دی جسی جا اپنی در پہ دین اوسی صدر قبول
کی زبان سے نام جسکا اوسکی ہو نام آورے

رای روشن سی تیری وہ روشنی کائنات
آستان دایم تیرا مسجود مہر خاورے

اعتبار فہم و دانش ذہن صافی سے تیرے
انتخاب عقل اول تیرے رای سر بسرے

تیری خلوت گاہ راز مصلحت وہ تنگنا
جستجوی در مین حیران گنبد نیلوفرے

تا ابد یہ معجزہ رہویگا تیرا یادگار
انتظام دہر مین کی تونی وہ جادوگرے

دامن زر ریگزار خاک تو نے کر دیا
رای روشن کی تیری روشن ہے روشن گوہرے

جب ہوا معلوم اندازہ تیری تجویز کا
کہل گئی سب پر جہان تنگ کے پہناورے

تار و تیرہ کسقدر رہتی ظلمت کیوان سی ہند
جبسے تو آیا یہان آیا ہے دور مشترے

بسکہ تیری وقت مین حیلونکا ہے چلنا محال
گرگ تک بہی نہین اب تہمت یوسف درے

تیری گرمئ حمایت سی ہوا یہہ ظلم سرد
شعلہ کی کیا تاب گر خس سے کری خیرہ سرے

عہد مین تیری ضعیفونکے ہوئی یہ تقویت
موم سی چاہی تو لے تو خدمت آہنگرے

خلق کی نگہت تیری از بسکہ ہی نافہ کشا
کاروان در کاروان ہی موج گرد عنبرے

گر تیری بی اعتنائی ہی سخا مین تو یہہ
نام حاتم کا مٹاتی ہی تیری زر گسترے

تیری حربہ مین گر آوی دشمن جرباش کا
کون ہو اوسکی سپر جز داغ داڑوان آہنرے

تیری تیغ تیز کے لمعان چراغ تاب آب
تیری خنگ گرم رو کی گرد نور آذرے

تیری فیل مست کی آوازہ وہ اندیشہ گداز
کرتی ہی خون فہن مین چالاکی و دانا گرے

قطعہ

وہ اگر دوسرون کا آئی اوٹہانی پہ عمل ۔ دخل کیا ہی جو رہی ثبت نگین بنقش نام
ایسا آسودہ نشینون کو دیا اوسنی رواج ۔ نہ کسی فکر کی اب فکر نہ کچھہ کام سی کام
جو اوٹہا اوسکے درجاہ سی بیٹہی بیٹہی ۔ اوٹہہ گیا اوسکا زمانہ ہی سہی ماورای مقام
ق
سلطنتہای گذشتہ کا فسانہ ہی یاد ۔ وقت جمشید سی اسوقت تلک نام بنام
یہہ عجب عہد ہے افسوس ہی کوتاہی عمر ۔ سحر آسودگی کہیئے کہ طلسم آرام
کسکا یہ دور تہا روشن کہ ہی ایک بزم عروس ۔ روز سی کم نہین ہر شب تو سحر سی ہر شام
تار برقی کو ادہر دیکھہ ادہر دیکھہ تو ریل ۔ وہ سواری تصور یہہ پیام الہام
الغرض نطق سی باہر ہی ہر ایک شی کا بیان ۔ ہی دعا ورد زبان مختصر ای طول کلام

قطعہ

رہوی جب تک کہ سلاطین کو ہوس دولت کی ۔ رہوی جبتک کہ خسک ریز طلب جوبش مہام
اوسکی دولت کی بدایت ہو نہایت سی پری ۔ اوسکے حساد کا اول ہی ہی ہو کام تمام

قطعہ

کیون نہو اقبال و دولت تاجدار سروری ۔ ہین غلام خیلتاش رابرٹ جارج گریے
سایۂ انور سی تیرے مہر نورانی جبین ۔ پایۂ عالی سی تیری پست چرخ چنبری
چوبدارونکی تیری سر پر کلاہ کسروی ۔ تیری فراشونکے زیر پا بساط قیصری
تیرے دربانونمین دارا داربان بی وقار ۔ تیری خدامونمین کسری اراندۂ خدمتگری
درزۂ ایوان سے تیری آسمان کو صد عروج ۔ ذرہ درسی تیری خورشید کو روشنگری

جب تک کہ آئی روز خوشی شام غم کے بعد
اور شاعروںکو مدح گریکا ہوا اہتمام

جب تک کہ نظم تہنیت عید کے ہو بزم
اور اوسمین نغمہای طرب کا ہو التزام

ہو انعقاد بزم تیرے در پہ روز عید
ہو اوسمین نغمہ ساز قلق تو ہو شادکام

قطعہ در مدح ملکہ انگلستان فرمانروای ہند

حاکم ہر دو جہان یعنی خداوند ازل
عرض حسن جای پہ وہ کرتا ہی اپنی انعام

مرکز جاہ و حشم ایسی کو وہان کرتا ہی
جسکے تدبیر سے حیران ہون عقول و افہام

اوسکو دیتا ہے وہ سرمایہ علم و حکمت
کل طلسمات جہان کا ہو وہی مظہر تام

پہر تو مقبول مشیت کو ہی اوسکا مقبول
اوسکا مردود ہے ہر طرح سے مردود انام

نظر لطف سی ذرہ کو اگر وہ دیکھے
آسمان چشم کو اکب سے کرے استیلام

عرش پر فرش کو رکھی تو جبین پر رکھہ لی
جسطرح چاہی کری رای پی اپنی وہ نظام

لیک با اینہمہ اقبال و شکوہ و حشمت
داد کی اوسکو رہی فکر کہی عدل سی کام

للہ الحمد ہی اب ہند پہ بہی لطف الٰہ
شاہ عادل کو کیا وارث ناموس و نام

ملکہ مہر نگین کرسی نشین عرش مکین
یعنی وکٹوریہ انصاف منش عدل پیام

اوسکا مبرم ہی ہر ایک رزم مین ننگ الزام
اوسکا ملزم ہے ہر ایک بزم مین ننگ الزام

اوسکی جس ذرہ پہ ایکبار نظر پڑ جای
دور سی جہک کے کری عرش اوسی لاکہہ سلام

آل طمغای حشم اوسکا نگینہ چاکر
درۃ التاج شہی اوسکا ایک ادنے سا غلام

ہی تیری جشنِ عید کی ہر سر مین یہ نشاط
مجھسے لیا ہے چرخ نے نقدِ شباب وام

کیا دور ہے نشاطِ طبایع کے فیض سے
نکلے رحم سی طفل تو لیکر رباب و جام

قطعہ

وقفِ فغان رہی تو رہے نغمۂ طرب
گو پیچ و تاب مین ہی تو ہو زلفِ مشک فام

تیری نوید عام ہے بہرِ نشاط خاص
تیری نشاط خاص ہے بہر صلائی عام

کیا حوصلہ ہی جو مئے وحدت تیری پیے
وہ شمس جو کہ ڈھونڈتا پھرتا تہا شیر خام

پائی جو دخل تیری حرمگاہِ راز مین
اول قدم پہ ختم ہون شبلے کی سب مقام

تعریف اسپ

اسدری تیری جاہ کی تقسیم سلطنت
مشہور تیر اسپ سواری ہی شاہ گام

پائی رواج اسکے اگر نرم پو سگے
ہو خار پای کبک دری مین تک خرام

ہو جرعہ بہر نہ خون اجل تشنہ کو نصیب
ہر چند اوسکے عمر کا لبریز رہو ہی جام

تعریف شمشیر

دریائے بے کنار لقب فتح کا ہوا
ہے موج خیز جیسے تیرا جوہر حسام

ہو جائے قطع رشتۂ ادوار دہر سے
الجہائی اس سیاہ بلا کا اگر نیام

ہو استخوانِ حوتِ زمین شانہ یک بیک
رکہی قدم جو فرقِ عدو پہ یہہ تہام تہام

آمین گو فلک ہے زمین سجدہ ریز ہے
ای طبع ہوشیار دعا کا ہی اب مقام

قطعہ دعائیہ

عطے پہ عطیہ ہے فرشتوں کو خلد میں — ہوا اوسکا خلق وہان جو مہیائی اتسام

یا بوی خلق چشم کواکب مین نور ہے — یا ہین دماغ چرخ برین کی کہلے مسام

صد مایۂ نشاط ہی ایک بوی خلق مین — کا کل ہی مشکفام تو ہی خندہ زیر جام

گر خندہ نشاط تیرا عرض دہر ہو — زخم دل عدو کو نہ ہرگز ہو التیام

آسودگے کو تو نے کیا عام اسلئے — بخت عدوئی سوگ نشین تا رہی منام

شکل عدو سی تہی یہ مشابہ تو چرخ نی — پیرایۂ شفق مین بہایا ہی خون شام

گر دست تو دراز کرے بہر زر دہے — جیب ابل مین بہر زر ہی کو تہی کام

گر تو عطا سی ڈہیر کرے زر کو خاک پر — گاو زمین کو دوڑ کے قارون کری لگام

بہر دی تو آسمان کو گہر ہای فیض سے — ہی کاسۂ گدا اگر ائے حسرت لیام

کب ہین گہر کہ صورت نوعی بدل بدل — ہا تو نکو تیری جو مٹتی ہین حاتم و نظام

حاتم کا ذکر آج زمانہ تو بہول جاے — تجہکو نہین پسند مٹانا کسیکا نام

گر تو سبیل عام مے عیش کے لگای — کشتی کو لائی خضر تو جمشید لای جام

زلف دراز سلسلۂ پائے یار ہو — لی حسن سی جو عشق کی خاطر تو انتقام

ہو خواب عزق دامن دریا پہ شعلہ کو — گر تیری رای یہ ہو زمانہ کا انتظام

جس بزم مین رواج ہو تعظیم کا تیری — اوٹہی نگین مہر سلیمان سی نقش نام

طرز حیا جو دیدۂ نرگس مین تیری آئے — پہر بنت رز پہ صحبت انگور ہو حرام

قطعہ

در مدح محمد حیات خانصاحب مغفور گرداور پرمٹ

یہ کسکا آستان بریں ہی فلک مقام
کرتا ہی عرش دور سی جھک جھک کے جسے سلام

اللہ رے بلندئے محراب پیشطاق
قاضی چرخ دیکھتا ہے شملہ تھام تھام

اسطرح سر بلند ہی ہفت آسمان سی
جسطرح سرکشیدہ ہی پابوسیونسی کام

گر اسکے نیم پایہ کا انداز کیجیے
ہو طائر قیاس کا صد مرحلہ مقام

ضبط حدود سے نہین نسبت دنیا سے
بیرون دراید ہے بس خانہ ہی دوام

ایسے ہی اسکی وصف مین تقریر لامکان
جسطرح بعد نامہ کے تحریر والسلام

اسکے چمن کے روبرو یون ہے تری خلد
پانی ہو خوان فیض پہ جون خست لئیم

آرایش ارم کا یہان ہی یہہ اقتدا
جسطرح ماہتاب مین افزایش غمام

اسکے بلند پاگیونکا ہے ایک عبا
صد جرات جوانی و کیفیت مدام

فرق ستون پہ پہنچ گئی تھی کسیطرح
آخر نگاہ رہتی ہی اب مرتعش دوام

گستاخ اوسکی بام پہ شاید یہہ جا چڑھے
صد لغزشین ہین باد سحر کہہ مین گام گام

بیچارہ بازگشت مین فرسودہ ہو سفیر
تا حجرہ صحن گاہ سی پہنچین اگر پیام

آئی ندا کہ کس لئی حیرت مین ای قلق
دیکھے مقیم کو تو کہلے تنگئے مقام

روح تن زمانہ محمد حیات خان
باجان و دل یگانہ مجسم بخلق عام

ہی اوسکے مہر فیض کو ہر وقت نیم روز
نے کچھ تلاش صبح نہ کچھ انتظار شام

اب جو کچھہ آرزو باقی ہی تو خدمت ہے تیرے — اور جو کچھہ اور ہی دل مین تو تمنائے اجل
بخدا سچ ہی یہ اور سچ ہے سمجھنا اسکو — مجھمین اور تجھمین نہین لا بہ گریکا مدخل
کشتۂ جور شکم اور ہین وہ یا وہ بیان — صنم قبلہ فروش اور ہین وہ اہل دول
نو یک جے تجھے درکار کساد بازار — اور نہ مین بیچتا ہون بہر شکم علم و عمل
رایگان ہو نمین تیری وقت مین جنس نایاب — مشتری ہی تو میری دور مین ہر جنس امحل
کوئی دلال نہین جو تیری در تک ہووے دلیل — کوئی گوہر نہین بی جوہری مقبول دول
متصل ایک اشارہ سی تیرا عتبۂ فیض — مختصر ایک نظارہ مین میرا طول امل

قطعہ

ق

زیست اس کشتۂ دوری کی حضوری ہی ہے تیرے — دلمین جلوہ تیرا ہر دم نہ سہی طرف محل
شوق جس سرمین نہین تیرا وہ ہی گرد و بارش — یاد جس دل مین نہین تیرے وہ ہی سنگ بغل
سحر عید سی ہر شام تیری ہی بہتر — روز نو روز سے ہر رات تیری ہی افضل
تہنیت عید کے ہر وقت تجھے ہے لیکن — اک دعا کی لئی ہین مست طبیعت کے حیل

قطعۂ دعائیہ

جب تلک غرۂ شوال سی توبہ ٹوٹے — بزم سرخوش ہو خرابہ سی لگا تا مجمل
تا مہ عید سے ایاغ ہم آغوشے ہو — اور حریف ہو نمین ہو ساغر کی لئی جنگ جدل

توسر مسند عزت ہو مثال جمشید
محفل جشن مین ہین جا کی پڑہو دن مدح و غزل

ہی یہ سرمست کہ آنکھیں ہو گر رعب ترا
نیم جنبش سی جہامنین ہو یہ برپا ہلچل

دم خرطوم سی جون ریگ زمین اوڑ جائے
آسمان پانو مین چیونٹی کیطرح جائے مسل

قطعہ

داور افخر سخن ہیچ مین کیا ہے تجھسے کہون
جزو کش ہین میری دفتر مین حریر و خطل

مبہم غیب وہ کیا ہے کہ نہین مجھ پہ کھلا
چاشتگہہ ہے میری کلبہ مین شباز نگاہ ازل

پر بیان کیجیے کیا تلخئے کام امید
کاسۂ زہر بنے دیکھہ لون گر شان عسل

کہینچتے کہینچتے صد مو نکو ہوی پشت دوتا
دیکھتے دیکھتے گردونکو ہوی چشم احول

جب نظر اوٹھتے ہے پانون پہ آپڑتی ہے
جب قدم بڑہتے ہین پیچھے ہی کو جاتے ہین نکل

ہمنشین اپنا نہین کوئی مگر شومئی بخت
ہمسفر اپنا نہین کوئی ولیکن جنگل

اس تف ضبط کو گر خلد مین لیکر جاؤن
کوثر تشنہ طلب دیکھتے ہے جائی جل

عاقبت اب وہ ہوا قانع راحت دشمن
سیب جنت کو میری خوان پہ ہے عجز حنظل

کم نگاہی سی ہے میرے داغ ہی چشم کمخواب
میری بمہر یونسے زرد ہی رنگ مخمل

نتو موجود کا کچھہ شکر نہ مفقود کی فکر
حال و ماضی کی خوشی ہی نہ غم مستقبل

دل پہ جب ہاتہ رکہا ہو گئے پامال ہوس
نہ زمین سی مجھی شکوہ نہ فلک سے ہے جدل

توشۂ ناز و نعم ہے مجھے خونابۂ دل
گوشۂ برگ و نوا ہے مجھے وادی و جبل

جس جگہہ بیٹھہ گیا شوکت جم سمجھا فرش
جو ہی تقدیر کو اشکال مجھی ہی اسہل

خار دل ہو گئے یک لخت بہار امید
چین پیشانی ژولیدہ ہو طول امل

یہہ جو ظاہر ہو تو یکلخت چہپے ایک مین ایک — عاقبت آ رہی ایک وضع پہ اضداد دلیل
کفر و اسلام کا جہگڑا نہ کبہی ہوگا طے — جب تلک اسکو نگردانین گے قول فیصل
صاف ایسی تن دشمن سے نکل جاتی ہے — بخیہ گرد ڈہونڈہتا پہرتا ہے نشان مفصل

تعریف اسپ

گر تیرا اسپ ہو جولانگر ادوار زمان — سیر امروزہ مین جائی پس فردا سی نکل
جو بیان کرتے ہین کچہہ گام کشائی اسکی — دور آخر پہ نشان دیتی ہین گام اول
شرق مین نکلے اگرچہ تو سر مغرب لام — باگ کو چہیڑ کے اسکے تو اگر کہونی چل
ہی چہلاوہ یہ زمین پر تو فرشتہ سر چرخ — جوش دریا مین ہی اور برق سر تل و جبل
گل مین بو نور مین ضو آب مین ہی طغیانی — قہر مین نعرہ غضب جنگ مین اعدا مین اجل
اسکی تعریف کی جملہ سی ہی پامال خیال — بیمثالی ہی غرض اسکی لئی کہتہ مثل
ہو تو کسطرح سی ہو حصر شتابی اسکی — معنے جست میری طبع سی جاتے ہین نکل

تعریف فیل

پشت پر فیل کے جلوہ تیرا یون نور نظر — چرخ پر چودہوین شب ماہ کی جیسی مشعل
اوسکی خرطوم شب تار دراز الامین — اوسکی دو دانت دو دست ید بیضا مثل
کوہکن کہئی جو خرطوم کو اسکی ہی بجا — دونو آغوش مین دو شیر کی جاری جدول
گو سواری سی تیری ہی وہ فلک پر آسوا — پر ہی فطرت کی بلندی یہی ہی مسجود زحل

قطعہ

ہو جو کشتی مین تیری روشنی طبع کا ذکر
دُر بنی آب بنی سیب مین چشم اشہل

کیا لٹایا ہے کفِ رادنی تیری زر کو
کہ ہی خورشید کو اب کیمیا ساز ہے اسہل

تیریِ زرریزی کی گر اہل چمن کو ہو خبر
دامن کوہ سی دامانِ صبا ہو اثقل

رنگِ آمیزیٔ حسرت سی بہت ہی ہم رنگ
تیری اعدا کا ہے گلزار مقرِ مقتل

قہر کب تیرا وسی امن عدم مین دیتا
ہاتہ رکہتے نہ اگر پشتِ معاندی اجل

تیری دشمن کی گرانیٔ تمنا ہے غضب
کوکب بخت کو ہی وزر ہبوطِ اسفل

لوح محفوظ کو دیکہا ہے مفصل جسنے
تیری اوصاف کو اب جسے سنی وہ مجمل

داد خاطر مین تیری آب و گہر کی ہی مثال
ذات مین عدل تیری روشنی شمع مثل

قطعہ

تاب کیا ہی جو کوئی ظلم کسے پر کر جائی
کہ سیاسی تیری جائی کوئی کیونکہ نکل

شعلہ گر حسن کو فنا کر کے گریزان ہووے
ہو عرق ریزی خجلت سی ہوا مین دلدل

غل و غش عہد مین تیری نہین چہپتا ہرگز
آب اگر شیر مین ڈالین تو مٹا جائی و ابل

مدح شمشیر

گر تیری تیغ کو آجائی سر قطع نور
چشمۂ مہر ضیا خیز ہو کالا بادل

سینۂ گاو زمین اسکا نیام کہتہ
زنگ آلود ہلال فلک اسکا مصقل

امتحان کسنی کیا تہا دم ایجاد اسکا
کہ فلک کے ہوی طبقات جدا مثل متصل

ہی یہہ وہ حجت قاطع کہ نہین اسکا جواب
خون ہو جاتی ہین ذہنو نمین براہین و علل

اسقدر برق ہی شبدیز پریوش اوسکا — کہ ذرا ہمرہی غیر سے گرجائے پچل

پہر توچمکارنے چمکارتے یون اوڑجائے — دست سائس مین ہجائی لگا داغ کفل

اوسکی وہ نغز نگاری کہ اول ہووے مبہم — اوسکی وہ سحر بیانی کہ احق ہو جہل

صلح کل اوسکی اگر عرض جہان پر ہوجائے — شیشہ و سنگ سے اوٹہہ جائے سر جنگ و جدل

کف تقدیر پہ رکہے جو وہ حلم اپنا اوٹہائے — پہر نجنبش ہوئے کام عدو رہوی شل

آتش قہر اگر اوسکے بلندی پکڑے — آب صد بحر کو یکلخت زمین جائے نگل

بخت اعداکو چڑہاتا ہے گرانیکے لیئے — اسپ چابک قدم چرخ جرون ارجل

کوکب بخت ضیا خیز سے اوسکے کیا دور — چشم خورشید کو ہو جائی اگر آزار سبل

اوسکی اعدا کی تمناسی بڑہے ناز یہ ناز — بدگمان رہتی ہی اب در رسید و اجل

سلک اکلیل ہی کیا اوسکا شراک النعلین — افسر تاجوری اوسکا غلام ازل

چند تا چند بس پردہ ثنا پردازی — ابتو ای شوق یہ پڑہتا ہوا اوس در سے یہ چل

مطلع ثانی

پستی فکر سے ہے دور تیرا اوج محل — آسمان خشت ہی ایک اوسکی یہ مردود عمل

جو تیری لطف پہ مرتا ہی نہین فکر حیات — جو تیری خلق سے جیتا ہی نہین خوف اجل

پیش و پس ایک سا عالم ہے تیری خوبی کا — ذات ہی تیری مگر ظل خداوند اجل

تیری اخلاق سے حاسد کا نجائیگا رنج — نکہت گل نہین کرسکتے مداوای جعل

گر تیری خلق مین لکہون مین صحیفہ کوئے — سبکو ہوجائے یقین ہی یہ کتاب منزل

پوچھتے کیا ہو محبت نہین تازہ آزار
جو دمِ نزع ہی عالم تہا وہی روزِ ازل

جادہ پانو مین لپٹتا ہی سلاسل بنکر
کس طرف چلتی ہی ای وحشتِ دل آگے چل

زہی وہ دل جو ایک انداز ہی مین خون ہو جائے
ہای وہ جان جو ایک بات ہی مین جائے نکل

داغ پیشانیٔ زاہد ہے سیہ سا ہی سیہ
بحرِ رحمت کو کیا چاہتا ہے مستعمل

مجھسے اولجھین وہ سلجھے گئے ہین عدو سے جتنے
رشتۂ جانمین ہین وہ پڑی بل پر بل

کیا بلا صحبتِ اغیار کا ہی تجھمین اثر
جیسے تو دلمین بسا دل ہی ہوا یار دغل

رخ پہ آ جمکا جو پنہان تہا تیری دلمین غبار
ہی غلط جو یہہ سمجھتی ہین خط آیا ہی نکل

اب بنا چاہتا ہے ہمدم و ہمراز بنیا
اب ہوا چاہتا ہے ناصحِ مشفق مختل

ای **قلق** سخت ستایا ہی فلک نے تجکو
داد چاہے ہے تو چل روبروے میر اجل

محورِ عدل و کرم **کلب علیخان** داور
مرکزِ فضل و شرف دائرہ علم و عمل

اوسکی گر روشنیٔ رای نہوتے بالا
کیونکہ مہتاب شبانگاہ جلاتا مشعل

لمع ہی روشنیٔ رای سی اک اوسکی برق
قطرہ ہی ایک عرقِ جہدِ سخا سی بادل

پیش طاق اوسکا ہے معراجِ قمر کا زینہ
آستان اوسکا ہی آئینۂ پستیٔ زحل

مہر کب ہے خلشِ خارِ حسد سے اوسکے
آبلہ سینۂ افلاک مین آیا ہے نکل

اوسکا وہ رعب کہ جس بزم مین ایکدم بیٹھے
شعلہ کے تاب ہی کیا شمع مین کرے جا عمل

قطعہ

اب سفینون پہ اوڑی پہرتے ہین وہ شعلہ عذار
آب مین مچھلیان تک عکس سے جاتی ہین جل

سوی گلشن دف ونی لیکے چلے پیر وجوان
بیخودی کہتے ہے اے شیخ کہین تو بہی چل

پند آموز کا معلوم مداوائے جنون
کہ فلاطون تو اوڑا پہرتا ہی جنگل جنگل

جہوکے جہوکے مین صبا کے ہی ترقی وجد
زاہد اب بادہ گساری مین ہوا ضرب مثل

ق

انبساط اب وہ ہوا مین ہی سمائی آکر
کہ ہر ایک عقدہ کی ہی ساتہ لگا ناخن حل

خود بخود غنچہ نمط مہرۂ ناقوس کہلا
دانۂ سبحہ یہ چٹکی کہ پڑا شیخ اوچہل

شعلۂ شمع سے ٹپکے ہی ترپہائی دماغ
آب و آتش کا اس ایام مین ہی ایک محل

کرکے معشوق سی پیمان کو پشیمان ہوئین
یعنی ہر عقدہ کو اسوقت مین لازم ہی حل

سبحۂ شیخ پہ گلدستہ کا ہی سبکو گمان
گل صد برگ جو ہر دانہ سی آیا ہی نکل

شیشۂ سرو سے چہلکے ہے شراب ریحان
نغمۂ دلکش ساقی ہے نوای صلصل

خوان رحمت ہی کشیدہ و وادی مین اب
گل ہی مہمان خرابہ سی لگا تا بجبل

چین زدہ کوئی نہین اب یہ نہالی و صنال
تنگ کوئی نہین ہی اب مگر عاشق کے بغل

گرمی حشر مین تر دامنے ہے آسایش
توبہ اب جام سی صوفی ہے سمجہتا ہی زلل

لا تو ای ساقی بدست سبو عید ہی آج
الوداع رمضان ہی کہ مین پڑہتا ہو غزل

پہلے ارمان سی ای جان جفاکش نہ نکل
ہر نفس لب پہ یہ کیا ہوشمین آ مجہسے نہ جل

اس گرانباری حسرت کا ٹہکانا کیا ہے
گور تک لایا بصد عجز مجہے دوش اجل

یہ نمو ہی کہ حجل قابل اشجار ہوا
زخم تیشہ نہین کہلتا کہ کہان تہا ول

بسکہ اب شانہ صنوبر کا ہی شعبہ انگیز
عقدۂ طرۂ طرار ہے مالا ہیخل

بسکہ ہر شی مین رطوبت ہی بہر گیا ڈہلے
شیشہ می میری ہا تو نسے اگر جائی نکل

لاکہہ جلوی ہوی ایک فیض ہوا مین پیدا
شجر طور رہے جلتے ہے سپند منقل

سادگی سی ہی گرے سبکے نظر سی پر آب
اطلس چرخ نی ہو کون سے بہری جیب و بغل

در و دیوار سے بتخانہ کے برسی ہی نور
جلوہ آرا ہی صفا بسکہ ہوی لات و ہبل

جوش فوارہ سی ہین رونگٹی سبزہ کی کہڑے
کوہ دیکہے تو رگ سنگ سے خون آہی ابل

یہ خودی حسن خدا دادی بخشے سبکو
لیتی ہی بوسی اب آپ اپنی لبونکی جدول

سایۂ لف ہی اب تاز گیو نسنی سنبل
کاسہ آب ہی طغیانیو نمین اب جنبل

گل نسرین پی جو پڑ جاکے ہے ہوسے پانون
چشمۂ شیر امنڈ آئی ہی سا ہتل سا ہتل

قطرہ قطرہ در غلطان ہی مگر شبنم کا
کہ نظر پڑتی ہی جب قطرہ پی جاتا ہی ہل ہپل

گر کوئی سنگ شرر خیز تراشے معمار
ہر خط کف پی گل و لالہ وہین آئین نکل

اب زمین قاسم مقسوم فلک ہے یعنے
چرخ پر چرنے لگے سبزۂ تر جدی و حمل

صبح کا خیمہ ہی کس درجہ فراخی منزل
شام کا چار حد کون سی باہر ہی محل

چہوڑتا ہے کوئی گلریز اگر آتشباز
نخلۂ طور بہے جاتا ہی طراوت سی جل

کان گلشن مین ایک انداز ہوا ہی پیدا
کہ ہی گلچین سے سدا جو ہری کو ردو بدل

بلبلون کی ہی زبان پر ہمہ نغمات زبور
سر بسر ہر ورق گل ہی کتاب منزل

کیسا ہی زاہد خود بین رکہی بچ بچ کے قدم
شادیٔ گل مین یہ بیدار ہی نرگس شب و روز
چشم میخوار کے لڑتے ہے کچہہ آتا ہی جو بن
گل سر مست خودی حسن مین ہی کیا خود دار
دید گلشن کو اوڑہی پہرتی ہین کیا کیا رو مہر
دیکہے گر بہول کے صوفی بچہ سنبل کیطرف
برہمن زادون نی ماتہی پہ لگایا ہی غبار
ہی مگر تیشہ بکف کوہکنِ خون آلود
خطبہ خوانان چمن مین ہی عجب کج بحثی
گل ہنسی دیتی ہین اور غنچہ کہلے پڑتے ہین
اب طلسمات جہان دیکہہ کی جاتی ہی عقل
کہل گئین نرگس بیمار کی آنکہین یعنی
غنچون نی لال کیا پیٹ کی منہ کو اپنی
منتظر شیشہ ہی استادہ چلے جلدی جام
کسقدر چٹکیان لیتی ہی خوشی جسم ترے
شیخ ثابت قدم آتا ہی سو می میکدہ یون
توڑ کر سطح زمین کو گئے شعبے باہر

ڈوب جاہی گل و لالہ مین مگر تا بہ بغل
فرصتِ چشم زدن پائی تو سوئی دو پل
بنتِ رز پردۂ انگور سے آتی ہی نکل
بلبلِ وقفِ فنا عشق مین ہی کیا بیکل
بسکہ چہایا ہوا ہر وقت رہی ہی بادل
بن لگائی لگی آنکہونمین یکایک کاجل
یعنی اب سطح زمین ہو گیا لوح صندل
کب ہی یہہ لالۂ خونبار سر سطح جبل
طرح ریزی سخن مین ہوئی سامان ازل
ہے نیا بلبل نالان کا کچہہ انداز غزل
آتی ہی بیضۂ بلبل سی نوا ہای غزل
معتدل راست ہی اس فصل مین اوزان اعدال
سوسنِ تیز زبان کی گیا کیا لب سے نکل
کہ صبا آتی ہی ہاتون سی گئی یار نکل
گرتی ہی جام مین می ٹپتی ہی ایکبار اچہل
ہوش کہتا ہی تو آہستہ میری بہی چل
پہوڑ کر سقف فلک کو گئی اشجار نکل

دوش صرصر پہ اوڑا دیکھ کے قزاقِ خزان
ہوگیا وتنا ہے مفقود سوادِ دیدہ
جنبۂ روز سے وتنے ہے مفصل دیکھے
کاکلِ شب کے درازی ہوئی چینِ ابرو
روز نے ہاتہ بڑہایا جو مثال مجنون
شبِ سودا زدہ کو جتنا ہوا استفراغ
للہ الحمد کہ اب وقتِ بہار آپہنچا
ہوگیا میکدہ مین بادہ گسارونکا ہجوم
فتنہ نرگس کی نگاہونسی لگی اوٹہنی پہر
لالہ و گل کی یہ ہی دورِ تسلسل کی دلیل
ن نسیمِ سحر اٹہکہیلیان کرتی نکلے
ا یہ خارِ رگِ گل پہ اگر پڑ جائے
بالمو بیل مین ہی تاک کی ایسد ایسد
رکہڑائے ہوئے پہرتے ہی صبا مستانہ
یا سوہان نہ دہ رنگ زمرد ہی غبار
شِ شش رنگ ہے اب یون رگِ گل سی ظاہر
ت در دشت اور پہرتی ہین صد ہا گلشن

شاہِ گل عرصۂ گلشن مین جو آیا ہی بتجمل
چشمِ شب جتنی تکبر مین ہوئے ہوتی احول
جتنی مجمل تہی سو معنی ما قل و دل
طرۂ روز سے جب کہل گیا بیتابِ ختم بل
لیلیٔ شب نی بصد غصہ سمیٹا آنچل
ہوگیا روز کے وہ ما تخیّل کا بدل
دستِ ہر ذرہ مین ہی خلد کا نقشہ مجمل
آگیا جوشِ بہاران سی دماغونمین خلل
خنجرِ بید کے پہر تیز نظر آئے پہل
کہ نہایت ہی ہی اس فصل کی مثلِ اول
صحنِ میخانہ مین جون مست کوئی جا بہی
خون یہہ امڈی کہ ہوجا لبالب جل تہل
ہین تماشائی کی ہر تارِ نگہہ پر سو بل
رکہتی رکہتی ہی قدم جا ہی ہر گل سی بہل
دامنِ بادِ سحر تک ہے دو خابہ مخمل
موج زن خون ہو جیسے دمِ فصد اکحل
شاخ ہر آہو مین پہوٹ آئی ہین لاکہون کونپل

یہ گرد آئے اگر دائرہ کے جون پرکار — محال نقطہ پہ ہو احتمالِ وقف و درنگ

قدم اگر یہہ رکھے کوہ پر دمِ گرمے — نظر سے دیکھہ لے اُسکی تحرکِ رگِ سنگ

تعریفِ شمشیر

نیو چھہ تیغ کے جو ال نیون کا کچھہ تو حال — یہ اژدہای سیہ سر ہے آسمان آہنگ

جو جا چھپے کوئے زخمی پہاڑ مین اسکا — تو اوسکے سہم سی ہو کوہسار مردا سنگ

پڑی جو اوسکے سمندر مین آتشِ لمعان — تو بچہ ہای سمندر دی مادۂ خرچنگ

جو لون طلسِ افلاک سی ہووی دو چار — زمین خون مین ڈوبی کٹی یہ اوسکا رنگ

نہین ہی تیغ مگر ہے عصای موسائے — کہ لقمہ اسکا ہی اک اژدہای توپ و تفنگ

جہان مین اسلیئے آتی ہین چار فصل جدا — کہ کاٹتی ہی یہ یکدست بشترِ چورنگ

دعائیہ

دعا کو ہاتہ اوٹھاتا ہون عاقبت مین ہہے — کہ اس زمین مین عرفی کا قافیہ ہی تنگ

زمین کو ہتی صرف تا ہو دستِ فراخ — اسیرِ طولِ امل جب تلک کہ ہو دلِ تنگ

غنی کی تا کہ ہو طینت مین ذلتِ درویش — گدا کی دلمین رہی جامِ جم سی جبتک سنگ

فلک نگین ہو اور نقش ہو تیرا اقبال
خنک ہو عیش مین تو اور قلق ہو گرم آہنگ

قصیدہ بہاریہ

تیغِ خورشید حمائل کئی بیٹھا ہی حمل — خیمہ گاہِ دی بہمن مین پڑی ہی ہلچل

اوٹھائی خلق سی تیری بہار نی صدمے — گرائی نرگس فتان سی اشک رنگ برنگ

لگائی کان ہی بخشش پہ تیری کانون کو — بچھائی ہی بحر ہی دامن کو اپنی صدف و سنگ

چمن مین گر تیری شیرین کلامیان پہیرو — حباب شہد نظر آئین باغبان کو سر تنگ

تیری سخن سی زبان خدا ہی ہم نغمہ — تیری زبان سی کلام خدا ہی ہم آہنگ

تو سادگی ہی کوملی سجدو کو آرایش — غلاف کعبہ ہی یہ وہ ہی پارۂ ارژنگ

عدو ہی خوش کہ برابر ہی حلم و قہر تیرا — پہ بیخبر ہے کہ ہوجائگا اوسی اورنگ

اگر تیری دل روشن سی حسن لیوی فیض — کری عذار کو تعلیم کاکل شبرنگ

ہوا ہی تازہ و تر خانہ کشت امید — کہ کوچہ کوچہ نکالی ہی تونی نہر گنگ

اگر مزاج مین آئے تیرے حمایت صلح — خمیدہ ہو سر فتنہ شکستہ پای جنگ

جو تو کمند کشائی پہ لے آئے میدانین — تو ہو حرون فلک پای بند پالاہنگ

تعریف اسپ

تو عرش جاہ اب اہل زمین مین کیونکہ ہو — کہ زیر ران ہی تیری آسمان شتاب خرنگ

جو اسکے نعل سی کوئی بنائی آئینہ — تو کیا مجال کہ پہر پاس آئی گرد زنگ

قدم یہ رکھتا ہے اب عرصۂ گاہ وہم سی دور — کہ طول کون تو اسکی ہوا ہی صرف تنگ

فقط یہ وہم ہے گلگون جو اوسکو کہتی ہین — کہ ہی محال جو پکڑ ہوا کی قید ی رنگ

عرق جو آئے دم کا دہ قطرہ قطرہ سے — روان ہو دجلہ بیتا ہی یہ شوخ و شنگ

ہمونکی مجکو سبک خیزیون سی ہی حیرت — یہہ طرفہ ہے کہ گری ہمرہی آتش سنگ

تیری نگہ پہ چڑہا ہے عدو جو جہکتے ہے
وگرنہ تجہسے ستمگر مین یہہ حیا و ننگ

گرائی دیتا ہون عشق و ہوس کو نظر و سے
اوٹہا ہی لیتا ہون اس غم کہ ہے صلاح درنگ

نہی وہ خورد کہ لقمہ جگر ہو خون ہو آب
نہی وہ خواب کہ بستر ہو خاک بالش سنگ

ق

قلق یہ ڈہنگ ہے نا آشنا یون لگا گیا
غیور ہو کے نکر خون دانش و فرہنگ

غزل سرائے مین کیون دلکو خون کرتا ہے
کسیکے مدح طرازیکا گر تو اب آہنگ

اگرچہ مدح طرازی مین اب ہی ذلت فقیر
ولیک اونکی لیئی جو حریص ہین بی ننگ

نہ تجکو خواہش دولت نہ اونکو ہی نخوت
ہزار شکر کہ ممدوح یار ہی ہمرنگ

عروج نشہ ہستی محمد اکبر
فروغ جوہر اول ذخیرہ فرہنگ

مطلع ثانی

محل جاہ کا تیری فلک ہو جب ہنگ
جو ہو برابر درنگ سایہ اورنگ

کشیدہ سر ہوا اگر گرمئے غضب تیرے سے
تو کوہ آب ہوا اور موج آب تختہ سنگ

ق

وہ کیا ہے جو کہ تیری شان پر نثار نہین
وہ کون ہی جو تیری وضع پر نہین ہی دنگ

تہی ہلال ہوا بہر زینت تہ نعل
ہے چرخ کج شدہ کو پای بوس کا آہنگ

زمین وقار مین اب آسمان کو کیا سمجہی
کہ ہی وہ تیری گرانسانگی سی ہم پا سنگ

ق

نہ ہو جو چہہ قدرت دست سخا کو تولنے
نہ بحر ہے ہے برابر نکان ہی ہم سنگ

کہ نقش کف ہی تیرا آفتاب کیمیا سانے
اور اونگلیون کا تیری عکس شعبہ ہای گنگ

وہ تو نے مایہ دریا کیا ہے گرداباد
کہ قطرہ قطرہ نظر آیا صوت دل سنگ

دلِ غمین کی تواضع ہے ختم میکدہ پر
کہ پای بوس ہے مے اور خمیدہ پشتِ چنگ

کشادہ ہی درِ دل اور بستہ دستِ فلک
کشیدہ ہی سرِ مطرب بلند ہے آہنگ

اوڑی ہی گرد کدورت زمین سی اس درجہ
خمیدہ پشت ہوا آسمانِ نیلے رنگ

تمام صرف ہوی چین جو موجِ ساغر مین
نہ خم ہے زلف مین نی جبہ بخل مین آژنگ

خمیر مایۂ جنت جو یہہ ہے ہو تو ہو
کہ خاکِ میکدہ مین ہین ہزار ہا نیرنگ

عجب نہین کہ ملایک بہی ہوئین تر دامن
کہ جوشِ عالمِ آب اور فلک ہے چقرِ تنگ

تو احتشام کو میخانہ کی نہ مست سے پوچہہ
فلک پیالہ ہی ایک اور زمین ہی نارنگ

رہی گی تا بکجا تو یہ سدِّ راہِ دیر
چلی گا تا بکجا ساتہ عذرِ لنگ

ستم ہے تازہ جوانانِ پارسا پر لب
کہ دلمین جوشِ مے اور آنکہہ مین حیا و ننگ

عجب ضعیف مزاجو نمین تقویت آئی
کہ توڑتی ہی بطِ مے کی صوت کیرِ پلنگ

کسی سی کیونکہ ہو تمکینِ دیر سنجیدہ
فلک ہے رطلِ گران کی مقابل ایک پا سنگ

غزل پڑہو نمین اب ایسی کہ چشمِ ساقی سی
کنایہ خیز زیادہ ہو اور سیر آہنگ

غزل

زمین سی جہگڑا ہی اے دل تو آسمان سی جنگ
خراب ہین تیری اے خانمان خراب ڈہنگ

نظیرِ گلشنِ میخانہ اور سبزۂ خلد
حریفِ مستیٔ پیمانہ اور شیرہ در بنگ

بہ کم نگاہیٔ پنہان ہی کسکی دشنہ گزار
بہت ہی غور طلب ہے جو دل کا روزن تنگ

فلک کے تارا دہانی پڑی شبِ ہجران
نہ دلمین طاقتِ نالہ نہ نالہ مین آہنگ

در مدح مشفق فرخندہ سیر حافظ محمد اکبر ضلعدار اٹہرگنگ

صباح عید ہی اور باد ہای رنگارنگ
ہر ایک سیکو نکیو نکر ہو میکدہ کی اُمنگ

حکیم آہی ادہر سے اوٹہای جام جم
ادہر سی مست چلی لیکے عود و بربط و چنگ

ادہکتا جاتا ہی کیا تیز تیز شیخ حریص
اوچہلتا چلتا ہے کیا جلد جلد زاہد لنگ

فلک سی ابر اوٹہا اور غبار غم بیٹہا
کشادہ دل ہی جہان توبہ پر ہی عرصہ تنگ

اب اہل میکدہ ہر گز سیاہ کا نہین
کہ شیشہ شیشہ سے ہے جلوہ ریز حسن فرنگ

شراب و ساقی و مطرب ہین جمع خاطر سے
فلک کو اوڑ گئیے لیکر بلند سئے آہنگ

تمام گردش گیتی ہوئی ہے صرف جام
کہ سر پہ بیحرکت آسمان کہڑا ہی دنگ

کچہہ ایسی ابر اوٹہے جہوم جہوم کعبہ سے
کہ زُہرہ چرخ سی اوترے بغلمین لیکر چنگ

حکیم نکتہ کشا مغلطہ مین ہی می سے
کہ آتش آب ہوئی یا ہی آب آتش رنگ

کس اعتدال سی اوٹہتے ہے موج ساغر مین
نچا بگی شتاب اور نکاہلی درنگ

غریب جوہر صہبا ہے بے کثافت عیش
عجیب جام ہی آئینہ بے کدورت زنگ

جوان ہین بادہ گسار اور رسیدہ بنت رز
عجب نہین کہ اوٹہی درمیان سے پردہ ننگ

حکیم تنگ ہین رندونکے فیلسوفی سے
کہ گام گام پہ ہے فرش دانش و فرہنگ

ہر ایک منتظر حکم و نقد توبہ بکف
بہرا ہے میکدہ میں رطل ہی اب تنگ

ق

رسیدنی ہی حریم گاہ ساقی و صہبا
شنیدنی ہے حریفان بادہ کش کے ترنگ

لبون پہ نغمہ ہی اور ساغرونمین صہبا ہے
بغل مین ساقی ہی اور محتسب ہے صد فرسنگ

اب کوئی پانو کسی کے نہین پڑتا لیکن ۔۔۔ یا سر دشمن بدخو کہ سر زلف دراز

چل گیا خاطر عالم لیے فریب الفت ۔۔۔ ہوگیا کون و مکان صید تیرا بی تگ و تاز

نہ چھپے پر نہ چھپے تیرے محبت آخر ۔۔۔ بت پرستی ہتی صنم خانہ مین کعبہ مین نماز

یہ جو کچھہ مدح لکھے ہے تو محبت کی سبب ۔۔۔ نہ مجھے حرص کسی شی کی نہ دولت کی آز

تنگئے بخت سی خوش ہون کہ صلہ کو لیکن ۔۔۔ کیجے مقدار گر و کیون کرم بے انداز

کیونکہ تقدیر سے امید بہی مین رکہون ۔۔۔ کہ بنی نوع کو جب میری دیا سیر و نیاز

تجہسے نسبت ہی جو حاتم کو تو جز و کل کے ۔۔۔ وہ عرب کی لیئی فیاض تہا تو خلق نواز

تو نی دولت کا جو در کہولا کہا ہی شب و روز ۔۔۔ ہوگیا غم مین بخیلون کا در رزق فراز

کیونکہ ہو میرا سخن تیری سخن پر سر سبز ۔۔۔ ہی محالات سی جب سحر کا ہونا اعجاز

نکتہ ور تو ہی ہے کیا ہدیہ تیرا میری نکات ۔۔۔ نالہ زاغ کے سنتا نہین بلبل آواز

قطعہ دعائیہ

جب تلک روز نعم فاقہ کش و مفلس کو ۔۔۔ سوئی نعمت ہو نظر شوق مین باحرص و آز

چرخ نا اہلون کو تا خلعت زیبا بخشے ۔۔۔ شاہراہون مین لٹے مفت متاع بزاز

عید کا جشن ہو جبتک کہ ہر ایک دل کے نوید ۔۔۔ جل نو پہنے گدا شاہ قبہائے طراز

تاکہ ہر سالہ رہی عید کا چرچا گہر گہر ۔۔۔ دل ہر شخص ہو درخور فراغ عشرت ساز

انجمن ہو تیرے آباد مے و ساقی سے ۔۔۔ قلق شوخ طبیعت ہو وہان نغمہ نواز

منتظم تیری اگر رای رزین یہان نہو
تو نہ پاوین کبہی یہان اربع عناصر انتظا

قطعہ

دلمین کچہ تو ہی سمجہ لی مین کہون یا نہ کہون
لب پہ کیا لاؤن کہ صد خون ہی میرا حرف

اتنا تقدیر نے ہی مجکو کیا کوتہ دست
حق نے بخشش مین کیا جتنا تجہی دست دراز

قطرۂ دلمین تمنا سی تمنا ہے بہری
گر شنا گر نہو تو تو مین ڈبو دون یہہ جہاز

در پہ جمشید تیرے کاسہ بکف ایک درویش
اور سکندر تیری خدام کا ایک آئینہ ساز

کہینچکر کیونکہ نہ لاتی کشش دل تجہہ تک
کہ ٹپکتا ہی تیری وضع سی میرا انداز

دست زر ریز تیرا طبع گہر خیز میری
فرق اتنا ہی ہے لیکن وہ حقیقت یہ مجاز

کیا عجب ہے جو ہو لغزش تیری مدحت مین مجہے
ہے یہ نغمہ سبب وجد عراق و اہواز

تعریف اسپ

سایہ کوڑے کا اگر اسپ پہ تیرے پہر جائے
اثر سم سی بنی چرخ برین سینہ

چوکڑی چرخ یہ بہولے کہ گرے پانو مین
گردم جست سر معرکہ تو دے آواز

حشر اوٹہی گرد سی جولان پہ آجائی اگر
پہر کسیکو نظر آوے نہ کچہہ انجام آ

تیری شمشیر عدو کی ہی مگر کچہہ حامی
خود بخود آپ کو کرتا ہے وہ دو چند انا

ایسا ہے ہجو عدو سے تیرے خامہ بدنام
جیسے ہون مدح سی تیری مین ہما ہمہ

گرم بازار رہی حساد رہی یو نہین سر
روز و شب گوکہ ملی جائی جہان و عمر قا

ق

تیری بخشش سی زمانہ یہہ ہوا مستغنی
نہ کسی سر مین ہوس ہی نہ کسی دل مین آ

بسکہ تقریب ہوئی تیری ہم آغوشی کے ۔۔۔ اہلِ عالم کا یہی حیلہ ہوا پیش نماز

عید گہ مین ہے تیرا ایسا خوش انداز قیام ۔۔۔ جیسے سرِ ولب جو باغمین سب سی ممتاز

طوفِ در تیرا ہے احرام مرادِ دل و جان ۔۔۔ کیا عجب ہند مین آجائین اگر اہل حجاز

عام مہمانی تیری بزم مین ہی روزِ عید ۔۔۔ زاہد و رند کے ہمکا سگے ہے آج جواز

اللہ اللہ رے تیرا نورِ صفائی باطن ۔۔۔ بزم عرفان مین تیری سبکا نمایان ہے راز

تیری پیشانی پی وہ کہلتا ہی نورِ عرفان ۔۔۔ کہ صفائی احدی کا ہی توہی آئینہ ساز

حرفِ منصور تو کہہ دعوئی فرعون سے ڈر ۔۔۔ تا کجا پاسِ شریعت کہ نہین مین غماز

تجکو رعشہ نہین یہ جودتِ ہمت سی تیرے ۔۔۔ ہر رگ و پی سی ہی تحریک کے دہی بی انداز

تیری ہر روز مین ہنگامہ صد عید ہی صرف ۔۔۔ جشنہا سلف اب چرخ کریگا احراز

ضبط ہر چند کیا تیرے محبت نہ چہپے ۔۔۔ نغمہ عریان ہی رہا گو ہی پسِ پردہ ساز

لب پی ہین خلق کی تیری وہ سخنہا طویل ۔۔۔ کہ صفاتِ ارمی اوسکا ہی جبر و ایجاز

کسطرح سی تیرا افسانہ بخشش نہ سنون ۔۔۔ کہ میری بخت کو درکار ہی ایک خواب ناز

غور سی دیکہہ کہ ہی گورِ عدو کا سامان ۔۔۔ عہد مین تیری جو باقی ہی نشیب اور فراز

جسطرح سی تیری اقبال کی دولت مدام ۔۔۔ اسطرح سے تیری اعدا کی اجل ہی دمساز

تیری حاسد کو اگر مادرِ ایام جنے ۔۔۔ حشر تک نہ ہوی تا الم سی گرفتار گراز

کیا بہلے ہی دل و درد مین محبت تیرے ۔۔۔ جیسے آیات سی قرآن کی آرایش کا ناز

تیری ہر عزم کے تائیدِ الٰہے ہمراہ ۔۔۔ تیری ہر رای کی نہ چرخ شریک و انباز

در مدح حیات خان نصب اگر دادو سلمہ ربہ

شب فتہ مین میری طبع کو تہا نظم پہ ناز — لفظ الہام تہا ہر ایک تو معنے اعجاز
فکر گر طبع پی غش تہا تو رسائی اوسپر — مین فدا ذہن پی اور ذہن ہی جودت جانباز
تہا ہر ایک حرف زبان پر میرے حسن بلقیس — اور ہر معنیٔ نازک تہا سلیمان انداز
ہر ارادہ تہا میری دلمین عجب دور اندیش — ہر ادا تہی میری نظرون مین غضب صبر گداز
کونسی تہی وہ ادا جو کہ نہتی وقف کمین — کون انداز تہا جان پر کہ نہتا صرف نیاز
جو کہنچی صفحہ پہ مد کہنچنے لگے ابروسے — جو لکہا حرف ہوا تنکے جوانِ طناز
نقطہ نقطہ سے انا الشرق کا تہا جوش وخروش — گریۂ خامہ سی تہا صفحہ پی صد خندۂ ناز
ایسا کچہہ بندہ گیا شیرازہ سخن سنجی کا — کہ میرا کلبۂ تاریک تہا شہر شیراز

قطعہ گریز

سچ تو یہ ہے کہ طبیعت نی کیا حیلۂ نظم — ورنہ لاریب میرا خامہ تہا ایک وحی طراز
یعنی الطاف شمیم خلق اتم جانِ جہان — جسکے مخیم سی ہوا بلدۂ میرٹہہ ممتاز
نام کا اوسکے ہے وہ طرفہ معما کہ ہوجسمین — دو نوا جزا سے ہے ایک اوسکے نمایان اعجاز
یعنی تصحیف و ترادف ہی فقط جانسے اوسے — اسلیئے تار ہے ہستی ابد سے دمساز
اوسکی مدحت کو لکہا ہی بصد انداز غریب — جسکو پڑہتا ہوا آیا ہون سوئی حجلہ ناز

مطلع ثانی

گرچہ عالم کے لیئے عید ہے صد مایۂ ناز — پر تیرے خوان پہ خود عید ہی مہمانِ نیاز

اسم ممدوح حیات خان ہیں
فقط ادا یا باعتبار صوری تصحیف اعلیٰ اور معنی
خان قدر اسم
دراز از جان
بانقیبار اور انہوں
حیات ہیں اور ہر
حیات خان
حاصل شود
۱۲

ہی تیری دست گرفتہ عدو کی افسر فرق
حشم یتول ہی سکا تو فتح ہے جا گیہ

دلِ حسود مین ہی یہ عصائی موسائی
کہ ایک لقمہ ہے اس اژدہا کا جہم غفیر

قطعہ

مدیح جیسا ہون مین ویسا ہی ہی تو ممدوح
کہ دو جہانکے ہین وابستہ ہم مین دار و گیر

تیری قدم کا سہارا نہو زمین لرزے
جو مین نہون تو یہ بہری کاہی کو یہ چرخ شریر

اگرچہ صرف زبانی ہی نذر کیا کیجے
براے مغان ہی غنی کی لیئی دعای فقیر

معما باسم نراین داس ممدوح

سر ہر اس نرکہہ قلب ہو دلِ دنیا
کہ نقدِ نام ہے تیرا عیار عالمگیر

قطعہ دعائیہ

رہی یہ عالم اسباب جب تلک یعنے
نیاز فقر سے ہو ناز جاہ کے تشہیر

قیود فکر نہ واچاہین تا دلِ منعم
اسیر ہو دلِ مفلس مین رنج عالمگیر

نگاہِ یار مین جبتک ہو وصف شکن عمزہ نفیر
ہوس شکستِ وٹہائی کہ عشق رہو کی

رہی درونہٗ عاشق مین تا فشارِ غم
اخیر گوشۂ دامان پہ لائی دل کا عصیر

نثار آپ سی پروانہ تا کرے خود کو
اور اس بہانہ سی سر ہووے شمع کی گلگیر

فلک کے سمت رہین وا دو چشم نرگس کے
اور اوسکو خواب تخیل سی تا کرین تعبیر

قلق ثنا گر ہشیار نغمہ آرا ہو
سیاہ مست رہی تیری بزم خلد نظیر

جو دانت عوز سی دیکھے دو دستِ عذرا ہین
شبِ فراق سے کیے ہوی ہین دامنگیر

جو یہہ زمین پی ہنو وہی تو زلزلہ آجائے
کہ روز آب سی ہو وقفِ سیل مثلِ حصیر

لحد سی مردۂ صد سالہ چونک اوٹھتے ہین
کہ شورِ صور ہے البتہ پانو کے زنجیر

سپہر ہے ناصیہ پے اوسکے اس صفائی سے
کہ مہرِ چرخ ہے غرقابِ چشمۂ تنویر

قدم سی اسکی دماغِ زمین ہی عرش پہ آب
کہ پائی بوس ہین ہر گام چار بدرِ منیر

قیاس مین نہین آتی سبکروی اسکی
کہ ابتدای قدم مین ہی منزلون کا اخیر

تعریفِ اسپ

ترا سمندِ صبا سیر برق ہے گویا
کہ تازیانہ ہے اوسکو دمِ عرق تقطیر

نہ ابر و باد رہین پایمال اس سی کیون
کہ اسکی سایہ سی کہنچتے ہے برق کی تصویر

نظر غلط ہے منجم کے کہکشان کب ہے
غبارِ راہ کے ہے اسکے چرخ پر تحریر

خیال گردِ رہ اسکے تو سایۂ عنقا ہی
بس اسکا مثل ہی ہمثل بے نظیر نظیر

محلِ دیدہ ہی رکہتا قدم ہے نظرون پر
مقامِ فکر ہے عقل و خرد ہے اسکا اسیر

توصیفِ تیغ

مین تیری تیغ کے اوصاف کسطرح لکہون
زبانِ خامہ بریدہ ہی کیا کرون تحریر

صبا جو لگ کے چلے مرگِ ناگہان بنجائے
بجہے ہے زہرِ اجل مین مگر تیری شمشیر

جو اسکی آب مین آجای جوشِ طغیانی
تو موج موج سی ہو پای مرگ مین زنجیر

جو یادِ تیغ مین چار آئینہ عدو پہنے
ہر آئینہ مین عیان نیمرخ ہون دو تصویر

ق

گرہ کشا ہے جبینِ کرم تیری ایسی
کہ رشک سے ہے خراشیدہ ناخنِ تدبیر

وہ کونسی ہی گرہ جو نہین کہلے لیکن
ہی تیرا بندِ قبا میرا عقدۂ تدبیر

تیری نشاط مین کیونکر نہین ضیافتِ عام
کہ ہم مزاج ہین اس عہد مین صغیر و کبیر

یون ہی جو بزم سی تیری بلند ہوگی نشاط
تو کیا عجب ہی جوان ہووے پہر بہی چرخِ پیر

نہو قدر جو ہوا خواہ تیرے الفت کی
تو آب و آتش و خاک ہون نہ اتصال پذیر

عدو کی نیستی ہستی نہ کس طرح سے ہو ایک
کہ خود قضا ہے خلا و ملا مین تیری مشیر

نماز میری پرستش ہی تیری صورت کے
قبول ہی مجہی فتوائے مفتیِ تکفیر

طبیعتون سی اوٹہی ضد تیری محبت مین
شراب پیتی ہین صوفی بجائی آبِ شعیر

ق

تیری عدو کو چڑہایا زمانہ نے اتنا
کہ اوسکے تحت ثری مین تہا آسمان مصیر

مگر یہہ شعبدہ تمہید بازگشت کا تہا
گرا یا سر کے بل انجامِ کار مثلِ تیر

وہ زہرِ مرگ مین ہی جوہرِ گدازشِ جان
بنا ہی جس سی تیرا مدعی بے توقیر

ق

تیری حسود کے دولتمین گر ترقی آئی
اور اوسکی حرص سی بڑہجائی اوسکا زر کثیر

نیت سی اوسکی ہی لیکن حساب اتنا تنگ
رقم کے جائی پی ہو جائینگے صفر جاگیر

تعریف پیل

جو تیرے پیل سبکسیر کا مین لکہون وصف
تو پای خامہ کا ہو ماہ کی جبین پی اسیر

وہ کوہِ طور ہے اور تو ہی موسئ ثانی
تو گرد راہ تیرے سرمہ ہی برای بصیر

تو اپنی عہد کا خسرو ہے کوہکن خرطوم
کہ دو نو پہلو مین بہتی ہی اوسکی جوئ شیر

یہ سنتی ہی مین اُٹھا اور لکھا یہ مطلع صاف
کیا ہی بیت مقدس کو ہند مین تعمیر

حساب فیض مین ہے تیرے ذرہ مہر منیر
جو کوئی جمع کرے پائے ایسی کسر کثیر

وہ تونے مایہ دریا و کان لوٹا یا ہی
کہ آفتاب ہی خون آب آب ابر مطیر

لب سوال کی ملتی ہی سیر ہی سائل
عجب نہین ہی جو شاید خرید لیوین فقیر

اگر ہے مایۂ دولت کا بحر و کا مین گزارا
تو بحر و کا نکو تیری جمع دسے نہین ہی گزیر

سخا مین تونے یہ دریائی زر بہایا ہی
کنار سیل کا ہی مہر ذرہ منگیر

او دہار ہتی ہین مئی ند تیری دولت پر
مغان پلاتا ہی اور سب ہے ہی بہت دلگیر

ق

کہان تلک مین تیری گنج بخشیان لکھون
مٹائی حاتم و قارون کے جاہ کی تشہیر

نہین خزانۂ قارون مین اب بجز حسرت
لحد مین خفتہ ہی حاتم کی جائی پر تشویر

جو سوی چرخ ہوا تیرا دست داد بلند
فروتنی سی ہوا آب آب ابر مطیر

تیری غنا سی ہوا کائنات کو وہ قرار
نہین ہی اب حرکت سی لب عنا خوگیر

نہین ہے تیرا اگر روز صرف بالائی
پہر آسمان پی ہی مامور کار کسکا دبیر

مین تیری خلق کی کیا عطر سائیان لکھون
ہر ایک قدم پی ہی گلزار خطۂ کشمیر

ق

تیری صفائی باطن وہ نور روشن ہے
کہ تیری دل کا سویدا ہے مہر پر تنویر

تیری زمانہ کی ہین روز و شب صباح خلد
ہر ایک جان ہی بشر ہر ایک دل ہی بشیر

نہین ہی کوئی پریشان مگر دل دشمن
نہین ہی رنج مین کوئی پہ جاکی پیر

ڈوبا ہی چرخ تنگ آب نی وہ دریا دل
کہ برسون خاک پہ روئیگا جنکی ابر مطیر

وہ بزم درہم و برہم ہوئی کہ خون ہی دل کا
رخ طرب نی ملا ہے غبار جائے عبیر

وہ زلفہای معنبر ہوی ہین رزق زمین
رہیگے خاک سے تا حشر مشک کی تبخیر

اب اوس جناب پی ہی چار بالش جہان
کہ ذرہ ذرہ جہان انکا تہا عقل کل کا مشیر

تہی جس حریم مین سرگرم درس عقل وہان
نہ گوش رمز شنو واہی نہ لب تفسیر

اونہین کی نعش کو کہوایا شوم قسمت نے
جو پر مورین کہنچین تہی چرخ کی تصویر

سخنور و نکے ہین ماتم مین لفظ و معنی خون
ہر اک کشش ہی ہر اک حرف کی لئی شمشیر

ہر ایک سطر ہے صد پیچ و تاب مین درہم
سیاہ خامہ ہی ہر صفحہ نقش ہی دلگیر

ہر ایک حرف گرہ بنگیا ہے سینہ مین
وفور رنج سے درخود گرفتہ ہے تقریر

رجوع بہ ممدوح

مین رووں تجہسے کہانتک وبال گردون کو
نہ آہ مین ہی اثر اور نہ ضبط مین تاثیر

گیا وہ وقت کہ ہر شام صبح جنت تہی
غنیمت اسکو سمجہ اب بہی اور نکہ تاخیر

چل اوس جناب پی ہی جو کہ قبلۂ امید
در کریم سے زیبا نہین ہے عار فقیر

تو داغ دل کو دکہا جاکی اوسکی حضرت مین
کہ جسکا ذرۂ عتبہ ہے ماہ پر تنویر

سخی ابن سخی لالہ نراین داس

عطا معاش و کرم خواہ امیر ابن امیر

مطلع

عبث ہی محیطِ رجالی مین آبرو کہوتی / کہ مال مال ہین چشمِ ہنر مین آپ حقیر

جواہراتِ عقولی نہ دین کسیکو کہ چرخ / فریبِ قدر مین چہینے ہی گوہرِ توقیر

بنا ہی گر مین مگس سفرۂ زمانہ کا / تو گوشِ قدر مین طنین نہ ہی صدای صفیر

کبہی مین آبِ ہوس سی نہو لنگا تر دامن / کہ موجِ حلہ خار ہے مجکو نقشِ حصیر

یہ ترہات سے جبکہ طبع نے میری / کہا کہ حیف تری عقل کیا ہوئی دلگیر

جما ہوا تہا جہان نقطۂ شکوہ ترا / مٹایا چرخِ بریں نی وہ عالمِ تصویر

کنوئین مین حسن گرا عشق دشت کو بہاگا / نہ وہ خدنگِ مژہ اور نہ وہ دلِ نخچیر

ملا ہی خاک مین وہ کاروانِ یوسف خیز / کہ نورِ چشمِ حقیقت سدا رہے گا بصیر

نہ اب وہ خندۂ برگِ گل نہ عطر ریزِ وہ رخ / نسیم لائی گی کس جا سے مایۂ تعطیر

نہ وہ مکانِ مشرف نہ وہ مکینِ شریف / نہ دستگیرئ درماندگان نیای ستیر

وہانکی بزم ہوئی پائمالِ رزمِ قضا / چراغ داغ ہے اور فرش گردشِ تقدیر

فلک نے اونکو دیئے حلہ ہای استبرق / کہ جنکے واسطے تہا چرمِ خام تازہ حریر

جہان تہی فرش پی انبارِ گل خس و خاشاک / اب اوس مکانمین ہی صد تو دہ آہنی زنجیر

جہان کا بادشہ بزمِ نغمہ تر تہا / ولی عہد وہان کا ہی نالۂ شبگیر

جس آستانہ پی تعمیرِ خلد تہے قربان / اب اوسکی دوش پی ویرانگی ہوئی جاگیر

وہ قصرِ نور ہوا وقفِ خار و غارتِ غور / کہ جسکے خاک مین تہی ایک سیف گرداگیر

وہ لوگ جنبشِ مژگان تہے جنکو رنجِ سفر / برہنہ پا ہین مسافت مین پانوئین زنجیر

شب گذشتہ میری طبع میری بالین پر | کھڑی تھی سکتہ مین اور زیر لب تھے یہ تقریر

اگر زمین پی فلک ہے تو عرش پر مین ہون | وہ میر بےمثل رفعت مین نی علو مین نظیر

جو خبث چرخ بنا میرا اختر قسمت | تو میری خانہ خرابی سپہر کے تقدیر

نگر ستا تا ہی وہ اور مین چپ ہون جان لیا | کہ گویا نالۂ دل مین ذرا نہین تاثیر

ابھی جو قہر مین آون تو عرش سی ہو ندا | تو نوجوان ہی بس بستہ پیر ہی بی پیر

کبھو تو لاؤن کہان سی دل و جگر ایسے | کہ خون ہو ضبط سی اور جور کا نہو وی اخیر

وفا کریگا کہانتک معاش غم پر دل | رہی گی تا بکجا غرق خون جان اسیر

وہ ڈھونڈہی کوئی ملجا کہ جسکے ہیبت سے | اس اپنی مکر سے باز آئی چرخ پر تزویر

مین سنکے چونک پڑا اور کہا کہ ای ناکام | لبون پی بار دگر پھر نہ لائیو یہہ نفیر

جو یہہ ہی ڈہنگ ہین تیری تو ہی سلام میرا | کہ خاتمہ ہوا ہمت کا حوصلہ کا اخیر

نہ عندلیب قفس ہون کہ آب و دانہ پر | کرون ترانۂ دلکش کو بادکوب صفیر

نہ شمع ہون کہ پہرون بزم بزم مین روتا | تا آل کار رہون خاک دیدۂ تاثیر

نہ دہ مژہ ہون کہ شوخی و بیحیائی سے | ہر ایک کے گوشۂ دلمین ہون خار دامنگیر

نہ راز عاشق ناکام مدعا ہون مین | کہ بزم بزم مین ہون صرف بیہدہ تقریر

یہ دور دور ہوا و ہوس سی ہون گوسون | کہ تشنہ لب ہون جنت مین فرق جوی شیر

اگرچہ خاک پی آب حیات بہے برسے | کبھے بھی گوشۂ داماں میرا نہو نمگیر

ہزار سنبلہ بنجائین گو بروج فلک | مین ایک دانہ نمانگون اگرچہ ہون مین فقیر

قصیدہ

لبون تک آکی پہری حیف آہِ بی تاثیر
غضب ہے افلاکِ بدگمان ہی دامنگیر

جو چشمِ غور سی دیکہا تو طشتِ پر خون ہے
وہ آفتاب سمجہتا تہا جسکو جامِ شیر

زمین پی جادہ سلاسل فلک پہ کاہکشان
کدہر کو آفتِ زندان سی جا بجا ہے جہٹکے اسیر

فریب خوردۂ دوران ہون مجہسے پوچہی ہی قدر
کہ کیا ہی آبِ خضر جسکو کہتی ہین اکسیر

مین وہ شہیدِ فنا ہون کہ خاکسی میرے
اوٹہیگا یاد مین قاتل کی نعرۂ تکبیر

کہین مین بیچ ہون نشانہ مرادِ دوران کا
کہ سانس سانس سی لگتا ہی بر مین پی تیر

خصوصیت میری رنجش کو ایک شی کی ہے
مین حرفِ بخ ہون گویا کہ در جلدِ تنگیر

ہوائی دہر وہ ناساز ہے کہ غنچہ بنے
قلم سی نیم شگفتہ ہو گر گلِ تصویر

ہر ایک معنیِ رنگین سی خونِ دل ٹپکا
میری زبان ہی میرے قتل کے لیئے شمشیر

دیا کمال ہی مجہی چرخ نی بدین تقریب
علی الدوام رہی تا زوالِ دامنگیر

عجب نہین کہ ہی آبلہ تنورِ فلک
کہ ہی تپادشِ دل سی سرشتہ میرا خمیر

میری مزار سی دامن بچا کی چل اے چشم
کہ اک طرف فلکو پڑی ہی یہ خاکِ دامنگیر

کیا ہی مینی ہی بالا روی شعر مین پست
ہوا ہون آپ ہی صیادِ چرخ کا نخچیر

میری بہار خزان ہی وہ نخلِ ماتم ہون
کہ جسکو دیکہہ کے بہرا ہی چشمِ ابرِ مطیر

نکیونکلے شعلے دبی میرے خاکسے لیس مگر
دمِ فسردہ مین خفیہ ہی مایہاے سعیر

قطعہ گریز

پئ ثواب تو قانع اسی پہ ہے ورنہ
ق ٹہکانا کیا ہی ترقی کا کچھہ نہین تعداد

تری شمارِ مراتب عقول سے خارج
تیری ہدایتِ منصب نہایتِ اعداد

مین خاندان کا تیری صفت کسن پہ ختم کرون
ق ازل سی تا بابد ہے تسلسلِ امجاد

مثالِ فضل مین رکہتے نہین تیری اسلاف
شرف مین اپنی نظیر آپ ہی تیری اولاد

وہ ہی تو ہی تیری تدبیر جو مشیت ہی
اسی سی ہی متاثر نظامِ کون و فساد

اگر تو چاہے بدل دی ابہی میری تقدیر
ہی تیری ہاتہ مین اصلاحِ خوب و زشتِ عباد

روائی کارِ دو عالم تیری قلمرو مین
خرابہ خطۂ فتنہ و ملکِ امن آباد

تیری عدو کو نہین جاہ و سروری زیبا
ہوا ہی ظلِ ہما ہی کہین نشیمن جاد

تیر از ہیرِ عداوت زمین کا پیوند
تیرا اسیرِ محبت زمانہ سے آزاد

بہارِ خلق سے تیرے ارم کو کیا نسبت
شرارِ خشم سی تیری فلک کی کیا بنیاد

وہی ہی قبلہ گہہ جاہ جس سی تو ہی خوش
ق وہ ہی ہی راندۂ درگاہ جس سی تو ناشاد

یہہ کیا غضب ہے کہ تو مہربان ہی جس پر
فلک ہے مجہہ پہ غضبناک اور سپہر بیداد

بہولا یا منطق و حکمت کو جورِ فاقہ سے
بجز تصورِ نان اور کچہہ نہین اب یاد

یہہ وقتِ لطف ہی کر لطف ورنہ پہر مین کہان
کرے جو رحم تو صد شکر ورنہ صد فریاد

قطعہ

طریقِ دہر ہو تا رسمِ شادی و ماتم
رہین زمانہ مین جبتک کہ شاد و ناشاد

تیری حضور مین دایم ہو عیدِ شادی جشن
تیری عدو کی رہی ساتہ مرگ ماتم زاد

قسم ہے شعلہ افسردگی دل کے جو / بجہائے آتش خورشید و کورۂ حداد

قسم ہے تشنگی جان ناشکیبا کے / کہ چشمہ سار نظر آئے خنجر فولاد

قسم ہے مژدہ رسائی قتل عاشق کے / کہ خیر باد کہے جان تو دل مبارکباد

قسم ہے سادگی فرقۂ مسلمان کے / دو خشت کہنۂ مسجد پہ یہہ غزا و جہاد

قسم ہے ہایچے اشعار کے میری اسپر / کہ جس دماغ مین ہو دود بوئی استعداد

تو میری ملتی کو گنج خرد کا ملنا جان / ہی ورنہ زاندۂ درگاہ فرقہ حساد

دلیل چرخ کو ہے میری دشمنی کی ہے / کہ نقش ناصیہ ہے دایم اہمک اوسناد

ولیک مجھکو نہین ڈر کہ میرا حامی ہے / جناب سید برکت علی سپہر مراد

تیری سخا سے نہ کیونکر ہو بحر خاک نشین / کہ تونی آب گہر کو کیا ہے گرد آباد

کمال و فضل کو فضل و کمال تیری ذات / شرف کو عز و شرف ہے تیری خجستہ نہاد

تیرا جمال زوال نظر ہے حاسد کا / تیری فروغ سی خورشید تک بہی مستعاد

زہی خجستہ بیانی عیار منطق نطق / خہے شگفتہ نگاری بہار باغ مراد

وہ حرف فتنہ کو کاٹا ہی تیغ انشا ہے / کہ تیری خامہ سے شرمندہ خنجر فولاد

ق

تیری متانت انشا خلاصۂ فطرت / تیری بدیہہ نگاری بدائع ایجاد

نہین ہی سہو تیرے یاد مین کسی صورت / تیری غلط بہی یہ صحت کا جسم سی ہی صاد

اگر ہے عادت خلقی سی سہو تجہہ مین تو بس / نہ مدعی کی خطا اور نہ اپنا احسان یاد

سرشتہ داری ہی ہر چند شغل آبائی / مگر ہے تیری غرض اس سی انتظام بلاد

بلائی بازوی قاتل ہیری شہادت سے ۔۔۔ کہ بعد قتل ہے بر خود غضب ہا جلاد
تجہی ہی روی نبی بات بات پر ظالم ۔۔۔ تیری زبان ہوا ور کاش ہو میری داد
شب فراق مین یکبار مجہپہ ٹوٹ پڑا ۔۔۔ خدا ہی جانی کہ تہی آسمان یہ کیا افتاد
کہان یہ مطرب و می اور عنایت ساقی ۔۔۔ سہی کہ خلد مین بہی ہوگا سایۂ شمشاد
قلق زبان ہی جو منہ مین تو حال دل کی لیئے ۔۔۔ پر اب خموش ہو اور کر دعا کہ مبت عباد

قطعہ دعائیہ

رہی جہانمین جب تک علاقہ و پیوند ۔۔۔ ہہم جاکر و شہ چاہین باہم استمداد
جو جان سپاری خدمت سے شاہ ہو خوشدل ۔۔۔ تو قدر دانی منصب سی ہو ملازم شاد
جلومین دولت و اقبال تیری ہو ہر وقت ۔۔۔ کنیز خاص ہی یہ وہ غلام خانہ زاد

قطعہ در تہنیت عید در مدح منشی برکت علی صاحب

حریف خام یہ شیوہ تیرا نہین بہتر ۔۔۔ کہ لاف صلح ہے لب پر تو دلمین جوش فساد
لی آج عید ہی ملتا ہون تجہسے ہو کر صاف ۔۔۔ اور اسپہ کہا تا ہون سوگند ہا صداقت ایجاد
قسم ہے نغمۂ بیت الصنم کے وقت سحر ۔۔۔ کہ جسکو سنکے کرین سہو لا الہ عباد
قسم ہی سیر نگاہان بزم وحدت کیے ۔۔۔ کہ جنکے چشم سے نا آشنا ہی لبت و کشاد
قسم ہی سرخوشی بادۂ دشت امین کے ۔۔۔ گرا یا ہاتہ سے موسی کی جسنے جام سداد
قسم ہی غیرت شرک اوس حریف کی مجکو ۔۔۔ دم نظارہ نہ چاہی جو چشم سی امداد
قسم ہی لرزۂ عاشق کی وقت کشتن یار ۔۔۔ کہ جسکو دیکہہ کی ملجائین چرخ کی اوتاد

تو دل لگا کی سُنی تو مین اپنی جیکی کہون
وگرنہ مجھکو نہین شوقِ نالہ و فریاد

یہ امر سچ ہی نہین اسمین شاعری کہ تیرا
نجاہ مین کوئی نا بخو د مین ھمزاد

فلک جو تیرے مقاصد مین ہو بطی آسیر
تو پائمال کری اوسکو جوشِ صرصرِ عاد

صبا جو تیری خوشی کی خلاف چل نکلے
تو بیم خوف سی رہوی حصار بندِ جماد

جو ابر میکدہ پر آ لے اور نہ تو جاہی
تو برق خون ہو اور رعد نالۂ ناشاد

یہ سب صحیح و بجا ہے نہین خلاف کہ تو
زمینیون کا ماب آسمانیون کا معاد

مگر **قلق** سا سخن سنج مدح گو تیرا
اوٹہائی چرخ برین کی اور سقدر بیداد

اِرم نہین ہی یہ دنیای چندروزہ کچھہ
عوض مین جسکو ہو ہر سالس حسرتِ شدّاد

ظریف طبع ہی شاعر ہے مرد خوشخو ہی
بولا کے اوسکو سوئے محفلِ ابد آباد

رہائی چرخ کی دی گوشمال سے اوسکو
کہ تیرا حلقہ بگوش اور پہر نہو آزاد

غزل بہی لکھتا ہون بہر تمیز طرزِ سخن
کہ اہلِ ذوق کو رہوی میرا ترانہ یاد

غزل

نہ دی فریبِ اثر مجکو نالۂ ناشاد
کہ یار حیلہ طلب بخت بد فلک بیداد

شبِ فراق سی کچھہ صبح وصل دور نہتی
مگر ہے حشر دمِ شوق جلوہ کی میعاد

نہو جہہ چرخ سے تقریبِ حشر و نشر نہو جہہ
کہ میری خاک کو کرنا ہے عاقبت برباد

مین تجہسے شکوہ تغافل کا کسطرحسی کرون
جو غیر دل سی تیری جا آئی میری یاد

یہان تو سر کو جہکائی بنی گی مستونکو
کہ فرشِ کعبہ کبھی بتکدہ کی تہی بنیاد

جہادِ دین کی لیئے ترا دست جہد عمود
نمازِ خانہ کعبہ کو تیرے ذات عماد

تری عدو کو جو پستی مین یک نظر دیکہین
تو سر کے بل ہی ہون تحت الثری مین سبع شداد

ورم جگر مین گر اعدا کی ہو حسد سی عیان
کر آب تیغ سے الماس ریزہ گہس کے ضماد

وصفِ تیغ

جو تیری تیغ نکل آئے فرق دشمن پر
تو جرم نالہ سی ہو لخت لخت صدہ فریاد

صبا جو لگ کے نکل جای اسکی دامن سے
تو باغ و راغ مستردہ ہو مثلِ نقش مراد

تعریفِ اسپ

ترا سمند جو کاوی پہ آئے میدان مین
تو آسمان کو غبارہ بنائے لطمۂ باد

جب آیا ذہن مین قدرت کے اسکا پیکرِ نقش
تہی اپنی جودتِ فطرت پی غش دمِ ایجاد

نہو چہہ اسکی قدم کو دمِ عنان تازے
زمین پی قہر ہے اور آسمان پہ بیداد

صہیل سم ہی اگر استعارتاً دمِ رعد
تو سایہ برق سی ہی کچہہ کنایتاً ایراد

توصیفِ فیل

جو تیرا فیل دمِ معرکہ ہوا مین بہرے
طبق زمین کا اوڑجائی مثل کاغذِ باد

وہ دلفریب ہین خرطوم اور دو دانت سپید
کہ ایک لف کی دو پہلو مین ہین دو دامن صاد

قیاس یہ بہی غلط ہی جو غور سے دیکہا
تو جوہی شیر دلا یا ہی طور سی فرہاد

دقائی قہر مین اوسکی دو گوشت کی حرکت
لگای کشتی گردون کی گر ملیا نچہ باد

پلک کے مارتی یون زیرِ خاک جا بیٹھے
کہ جسطرح تہ دریا حباب بی بنیاد

اظہار حال

مین بوالفضول نہین اور زیادہ سنج نہین
کہ میری دین مین عبادت ہے قتل ابنِ زیاد

ابھی جو منہ سے نکالون مین حرفِ جان پرور
تو روح زار بنے دشتہای خاک و باد

جہان مین روشنی طبع کا کرون اظہار
وہانکی ذرون مین ہو مہر اصغر الافراد

جو مدعی ہی وہ آ ہی پڑہے قصیدہ کو
کیا ہے ہمنے حکم داورِ سخن بنیاد

جنابِ شیفتہ نواب خواجہ تابش کلام
کہ جسکے وصف مین مطلع ہی یہہ طلسم داد

شمارِ وصف مین گر تیری خرچ ہون اعداد
تو مختصر نظر آوین الوف جائے احاد

عیارِ جوہرِ برہان کو تیرا ذہن محک
سلامتی عقل کو تیرا علم اسناد

جو فرق کوہ پہ ڈالی وقارِ حلم کو تو
تو حشر تک بہی ہنووی تمایزِ ابعاد

بنایا چرخ نہم عرشیون نے کرسی پہ
کہ تا کہ آئے نظر تیرا عالمِ میلاد

رہی گا کیونکہ سلامت خزانۂ قارون
کلیدِ بابِ کرم اور تیرا دستِ ا

دمِ سخا تو اگر جو ثمین اولٹ دی فرش
تو زر گرفتہ ہو تا عرش جرمِ خاک و باد

تری کرم کو تلاش آز و حرص کے یہانتک
کہ جیبِ صبر ہے اور تیرا دستِ استبداد

زر و گہر کو قدم مین بہی جا نہین ملتے
کہ صرف کیسۂ مفلس ہے تیرا دستِ جواد

کہین ہو پور جہان خانہ زاد ہی تیرا
کہ تو عروسِ جہانکا ہی نوجوان داماد

ق

جو تو فسردہ جہان معرکہ مین ہو جائے
ادہر آئی پانوکے نیچے غبار پوچ نہاد

تو یہہ غبار کو تمکین تیری قدم سی ہو
ذرا نہ ہلنے دی ہرگز دبا کی دامن باد

قسم ہے شیخ کی دعوای خرقِ عادت کی
ثبوت جسکا نہین جز عمامہ پر باد

قسم ہے رنگِ گنہگار کے دمِ پرسش
اور اوسپہ تیغ کشیدہ ہو روبرو جلاد

قسم ہے شہرتِ شہرِ بہشت منظر کے
کہ جسمین کوچہ بکوچہ اوجاڑ ہے آباد

قسم ہے بادِ مخالف کی وقتِ غرق جہاز
کہ لائی سبکے زبانون پہ ہر چہ بادا باد

قسم ہے اوس نگہِ سادہ پر شرارت کی
بنی حلاوتِ جان جس سی تلخیِ بیداد

قسم ہے اوس بمِ افسردہ و برشتہ کی
سرشتگی سی بنا جسکے یہ دلِ ناشاد

قسم ہے قصہ بڑہانیکے ابن مریم کے
فلک پہ لیگیا اہلِ زمین کا شور و فساد

قسم ہے جرأت رستم کی وقت قتلِ پسر
دیا ہی جسکے عوض آسمان نی جاہ شغاد

قسم ہے مشکلِ طفلِ سبق گرفتہ کے
کہ جسکو یاد نہو جز طپانچۂ اوستاد

قسم ہے منصبِ نااہل و قدرِ دوران کے
اور اوس سی اہلِ ہنر کو ہو چشمِ استمداد

قسم ہے ضبطِ دلِ ناشکیبِ عاشق کے
کہ زیرِ تیغ نہ دیوین اجازتِ فریاد

قسم ہے چارۂ تکلیف و درد افزا کی
کہ عین زخم فروشی ہی چارۂ فصاد

قسم ہے تلخیِ شیرین فریبِ الفت کی
کہ جس سی سیر نہین روحِ خسرو و فرہاد

قسم ہے یاسِ اسیری و نبضِ حاکم کے
نہ جستجوی رہائی نہ قید کے میعاد

قسم ہے قلقلِ مینائی می کی گر زاہد
دو قل سُنے تو کبھی چار قُل نہ رکھی یاد

قسم ہے بیخودی اشکِ ناشکیبا کی
کہ جسکا جادۂ خشکی ہے دجلۂ بغداد

قسم ہے اپنی زبان کی کہ غرق خون ہوجائے
جو لب تک آئی کبھی بھول کر بھی حرفِ مراد

قصیدہ

کدہر ہے اے قلمِ واسطی طویلِ نجاد		کہان ہے ای منشِ سوختہ کثیر ر
یہ عزم ہے کہ لکہون وہ قصیدۂ روشن		کہ جسکو دیکہہ کے کہلجای چشم کور س
شکستہ خامہ سی کرسی نشین وہ لکہون حرف		کہ خوشنویس قدر کا ہو جسپہ چشم سے ص
وہ حرف حرف سی پیدا ہو فیض روح القدس		عقیم طبع کو دون جس سی مژدۂ اولا
سوادِ نقطہ سی وہ سر خوشی ہو موج فزا		نثارِ صفحہ کرے جامِ جسم خطِ بغد
یہہ جدولون پہ ہوا نبارِ معنیِ نازک		کہ خطِ جوہری ہو جای قابلِ العا
یہ رمز ہای متین سی لطیف طبع ہو خلق		کہ انبساط کا دامن ہو انقباضِ جم
یہ حل شعر مین ہون نکتہای لاانجیل		کہ نونیاز طلب آی شخصِ استعد
بناؤن معنیٔ رنگین ادا کی ایک جنت	ق	کہ خار خاطر گلچین ہو حسرتِ شد
جو زلف حور ہو جاروب کش ہر ایک در پر		تو پاسبان ہون خوبانِ خلخ و نوش

ق ک

قسم ہی حکمت یزدانِ اہرمن کش کی		کہ ہی وہ جزو بزرگ توافقِ اضدا
قسم ہی حضرتِ مرسل کی پیشوائی کے		کہ گام تنگ ہے پیرو کا جسکے دشت مع
قسم ہی حضرتِ مریم کی شرمساری کے		کہ جسکے جہیپتی ہی کیا کیا کہلے زبانِ ع
قسم ہی ایسی مسافر ندیدہ غربت کی		کہ آیا خلد سی دنیا مین لی رفیق و ز
قسم ہی عجز ادب کوش اون مریدون کے		کہ جس دیار مین ہو عشق صاحب ارشا

پیاکیا تڑپ ہی ہین بڑا سانحہ ہوا | بولے اگر یہ دوست تہی قاتل وہ کون تہا

یہ دشمن قدیم منافق ہین اسے پہپہے
باہم مخالفت مین موافق ہین اے پہپہے

قبر نبی مین نقب کیا اور رو دیئے | خلفا کے خون دلکو پیا اور رو دیئے
کوفہ مین سر علی کا لیا اور رو دیئے | زہر اجل حسن کو دیا اور رو دیئے

پہر آج کیون نہ مکر و خدعت کرینگے یہہ
تفضیح تا بروز قیامت کرینگے یہہ

یہ ہی تو اہلبیت کی نقلین بناتی ہین | یہ ہی تو خاک آل عبا کی اڑاتی ہین
یہ ہی تو گہر علی کا ستم سی جلاتی ہین | یہ ہی تو مصطفے کو بہی تہمت لگاتی ہین

یہ دوست ہین تو دشمن دین اور کون ہے
یہ ہین محب تو خصم لعین اور کون ہے

بس اے قلق خموش نہین طاقت کلام | حقگوئی تیرا کام ہی حق تجہپہ اختتام
جلتے ہین جو حریف اونہین کہے ہی اصل خام | اہل حسد سی ڈر نہین سنتی ہین خوا مام

تو شاعرون مین مستحق یاد ہو گیا
عرضی تیری قبول ہوئی صاد ہو گیا

ناظرین فن شعر و سخن کو واضح ہو کہ اس مرثیہ کے (۱۸۶) بند ہین

تمت

فریاد تھی رباب کی لوگو مین لٹ گئی
گھر سی وطن سی اپنی برائی سی چھٹ گئی
روتی ہوئی یہی ڈرتی ہون جی ہی مین گھٹ گئی
شرم وحیا کی ساتھ جہان سے نہ اوٹھ گئی
کیسی ذلیل ہوگئی لٹتی ہی راج ہائے
میری سکینہ بیٹھی ہی بن باپ آج ہائے

کہا کر طمانچہ ہول سی صورت ہوئی ہوا
رخسار سرخ ہو گئے اور نیل پڑ گیا
کانون سی خون بہنے لگا در جدا ہوا
کہتی تھی بار بار کہ ابا کو دو بلا
کیا اسنی میری باپ کو دیکھا نہین کہین
فضہ پکاری زور سی ہونگی یہین کہین

کسکو بولاؤن باپ تو جم جم ہی آئینگے
اکبر نہین جو دوڑ کے تمکو چھوڑائینگے
عباس بہی نہین جو گلے سی لگائینگے
واری نہ رو چیخ کے دونا ستائینگے
بی بی ہماری سارے خریدار مر گئے
کسکو پکارتی ہو کہ غمخوار مر گئے

راوی کا ہے بیان کہ حرم سر بسر تمام
جب قید ہو کے آئے در کوفہ پر تمام
مخلوق کا ہجوم تہا اور نوحہ گر تمام
ڈالی سرون مین خاک یہی بیخبر تمام
کہتے تھے ہای ہای ہمارا حسین ہائے
ہم پیٹنے کو رہ گئے مارا حسین ہائے

زینب نے سنکے شور یہہ سجاد سے کہا
ہے ہے انہین خبر نہوئی وا مصیبتا

دیدو خدا کی واسطے سر میری بہائیگا

مدفن بناؤنگی یہین تکیہ بناؤنگے
پیاسا جو آئیگا اوسے پانی پلاؤنگے

دونگی سبیل میوہ کی پودے لگاؤنگی
مین جلتی تہی پانو یونہین جان گنواؤنگے

میرا تو ڈہیر ہوگا پیارونکے ڈہیر پر
بس پڑ رہونگی مشہدِ غازی دلیر پر

بانو کی تہی فغان مین کسی موہنہ دکہاؤن اب
لوکا لگی عجم مین پڑو بہاڑ مین عرب

پتہر پڑے وہ کوک پی یہ مانگ پر غضب
جینے کا یہان ٹہکانا نہ مرنیکا وہان ہی ڈہب

پاشاہ دشمنون مین نہ عزت گنواؤنگی
دیکہونگی موہنہ کسیکا نہ اپنا دکہاؤنگی

لونڈی بنونگے کسکے کہ سردار مر گئے
اپنے پرای ساری ہی دلدار مر گئے

جاکر بکون کہان کہ خریدار مر گئے
اب کس سی کہیئے حیدرِ کرار مر گئے

پوتی طمانچہ کہاتی تہی سر ننگے ہی ہو
اور بیٹیونکو کہینچتے پہرتے ہین کوبکو

اس دشت پر عذاب سی یاشاہ الوداع
ہے ساتہ ساتہ صدمہ جانکاہ الوداع

ماتم تہارا ہی میرے ہمراہ الوداع
پر آس میرے ٹوٹ گیۓ آہ الوداع

جانونکو لیکے بس نکیا سر بہی لے گئے
رنڈسالہ کے عوض میری چادر بہی لے گئے

اودہی نہ مین جہان سی اور سب ہوئی ہلاک
مٹی ہی میری بہار ہی پڑجائی مجہپہ خاک

نیزہ پہ ہی حرم کی سپر وامصیبتا — زہرہ کا پاش پاش جگر وامصیبتا
اب جائیے کمک کو کدہر وامصیبتا — رفقا کے ساتہ ساتہ ہین سر وامصیبتا

ایسا زمانہ تنگ غریبون پہ ہوگیا
ہرگز نہین سوائی سر نیزہ کوئی جا

بی یار و بی دیار سہی اور یہ دغا دریغ — ان دشمنون مین کوئی نہتا آشنا دریغ
گمنام گہر نبی و علی کا کیا دریغ — ایسا پہرا زمانہ ہوا کیا سی کیا دریغ

ڈرتے ہین اب یزید سے سب وامصیبتا
انصاف ہوگا دیکہیے کب وامصیبتا

آغوش فاطمہ کی کمائی ہزار حیف — جنگل مین دشمنون نی لٹائی ہزار حیف
دکہیا بہن بہی آن نہ پائی ہزار حیف — لکہا میری نصیب کا بہائی ہزار حیف

ای شمر النس جان کی تصویر کٹ گئی
سر کاٹتی ہوئی تری چہاتی نہ پہٹ گئی

کنبے قبیلے والے ہو خوف خدا نہین — بہائی کسی بہن سی تو ایسا چہٹا نہین
میری طرح کلیجہ کسیکا پہٹا نہین — سب جہیل لونگی جان پہ کیا کچہہ بنا نہین

کچہہ رنج لٹنے کا ہی نہ صدمہ لڑائی کا

پلایا شمرِ خوک یہہ کیسے پُکار ہے | دُلدل سوار تیرا یہہ نیزہ سوار ہے

زینب کی ساتہ ساتہ تہا ہیورِ نکار و حالم
خیمہ مین آگ دیکی نکالے حرم تمام

بین زیر نیزہ لگے کرنے برملا | کسکا بہروسا اب ہمین اور کسکا آسرا
را ہمارا ہوئیگا کیونکر لکہا ہوا | سیدانیون کا غول ہی یہ ننگی سر کہڑا

پابند سخت ہوگئے کہکر کہان مرین
دُکہڑا یہی ہمکو کہ نہین آتا ہی کیا کرین

ہرا کا باغ کٹ گئے گلون تک ہوا قلم | سبکا عیوض مین جانتی تہی تیرا ایکدم
یادر تو خیر سر پہ لیے ہتی گو انکہہ مین تہا نم | مین آئی ہی نہ پائی یہہ کیا ہوگیا ستم

واری تری گذرتی ہی دنیا گذر گئی
سبکے بلائین لیکے یہ رنڈیا نہ مر گئی

سیدانیونکو لوٹتی پہرتی ہین بد معاش | نیزہ پہ سر الگ ہے الگ جسم پاش پاش
تر پیچلے کہین کو کہین ریزہ ریزہ لاش | ہی اور ظلم تازہ کی باقی مگر تلاش

پرسا کہا نہ بیٹہہ کے لون تیری بہت کا
رستا کوئی بتادی مجہی میری موت کا

دیکہتے ہون صورتِ جلاد کیا کرون | سنتا ہی کون بیوہ کی فریاد کیا کرون
بن لٹ گئی جہان ہی آباد کیا کرون | بہولی ہتی تجہہ پہ سبکو تیری یاد کیا کرون

زرعہ نی دستِ چپ کو کیا تیغ سی جدا | اور تیر ابو الحتوق کا ماتھی مین جا کھبا
کاہل نی پاش پاش کلیجہ کو کر دیا | ابنِ انس کا تیر قفا دوز ہو گیا

تھرا کی شاہ کہتے تھے ای ربِ ذوالجلال
دنیا سنان و تیغ ہی تو ہی ہی سبکی ڈھال

غش کہا کی ذوالجناح سی ناچار گر پڑے | شہ کیا گری کہ حیدرِ کرار گر پڑے
لغزش سی حق کی احمد مختار گر پڑے | حمّالِ عرش فرش پی ایکبار گر پڑے

دیوار کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا
قرآن ٹکڑی ہو کی سر فرش گر پڑا

سینہ پی چڑھ کی خولی نی پہر سر جدا کیا | اور قیس[1] نے قطیفۂ اطہر جدا کیا
اسحٰق[2] نے قمیصِ منوّر جدا کیا | لو ستر فرض بحر[3] نے آکر جدا کیا

نوکِ سنان پی فرقِ مبارک چڑھا لیا
نیزہ پی آفتابِ قیامت اوٹھا لیا

خیمہ کے در پہ زینبِ بیکس تھی انتظار | ناگاہ سامنی سی نظر آیا راہوار
سوچی کہ غش ہوی جو گرے شاہِ ذوالفقار | بولی کہ ای رفیق کہان ہی تیرا سوار

کہتی ہوئی نکل پڑی ای بھائی دیکھنا
آئی ہی صدقہ ہونے کو مان جائی دیکھنا

بھیا کدھر ہو منتظر یہ بہنا نثار ہے | بیوون کی چین کا تو ہمین پہ مدار ہے

[1] قیس بن اشعث ۱۲
[2] اسحق بن حضرمی ۱۲
[3] بحر بن کعب ۱۲

لازم ہے درگذر یہہ مقام گریز ہے

ہے عمر خضر خیر سے گر ایک دن ٹلا
بغض و حسد ہے قہر غنیمت خلا ملا
خواب و خیال ہوگیا آنکہو لسنی جو ٹلا
مجھپر مصیبت آج ہی اوسپر اکل بلا
پندار زندگے پہ کوئی بدگمان ہو
ممکن کہ مجھسے پہلے عدو کا نشان ہو

اب بھی ڈرو خدا سی جو ہونا تہا ہو چکا
حیلہ سی یاد غا سے جو ہونا تہا ہو چکا
تقصیر سے خطا سے جو ہونا تہا ہو چکا
حق پر رہو بلا سی جو ہونا تہا ہو چکا
اللہ سے ڈرو جو عدو مصطفے کی ہو
کیا سطوت یزید کہ بندے خدا کی ہو

کیا لوگے مار کر مجھے ای دشمنان دین
لی بازوون مین زور نہ زر درمیان زین
ایک جان رہگئی ہے بہت خستہ و حزین
وہ بعد ازین نہو گی کہ باقی ہی کچھہ نہین
للہ جانے دو کہ نکل جاؤنگا کہین
کیا بات ہی جو ٹال دو ٹل جاؤنگا کہین

ٹہرے لب فرات جو شاہنشہ امم
چارون طرف سی ٹوٹ کی اعدا ہوئی بہم
کہتے تہے تشنگی مین تو یہہ کچھہ کیا ستم
سیراب ہوتی ہی غضب آویگا ایکدم
ہی زندگے عزیز تو اب سر اوتار لو
پیاسا ہے مار لو اسی پیاسا ہی مار لو

جو شہسوار تھے، وہی ریگِ روان بنی
جنکے چلے دماغ وہ اوڑکر دہوان بنی

اقبال و جاہ و دولت و حشمت کی اصل کیا
جو ہیو فنا ہو اوسکی رفاقت کی اصل کیا

کبر و غرور و نخوت و ثروت کی اصل کیا
اس زور و زر کے قوت و طاقت کی اصل کیا

گذرا نہ ایک دن کہ ہزارون گذر گئے
پوچھا نہ یہہ کسینے کدہر تھے کدہر گئے

جس گہر مین گام گام پہ دولت کا ڈہیر تہا
عشرت کا خواب ناز کا نعمت کا ڈہیر تہا

ہر ہر قدم پہ گوہر راحت کا ڈہیر تہا
آخر اوسی مقام پہ حسرت کا ڈہیر تہا

گر شہ نشین مین صبح ہوئی شام گور مین
لاکہون گڑہی مین گر گئی اپنی ہی زور مین

پست و بلندِ دہر سے ہر دم عیان ہی گور
گر یاد کوئی رکہی تو یادِ جہان ہی گور

جز مشت خاک کچہہ نہین سبد کان شاہی گور
جو لامکان پہ رہتی تہی وہ انکا مکان ہی گور

باقی اوسیکا نام ہی ہر شی ہلاک ہی
کیا زور و زر کہ خاک کی سوغات خاک ہی

یہ جاہ و مال و دولت و اقبال تا بکجا
صیدِ زبونِ خلق کا پامال تا بکجا

خوبئ شکل و زشتئ اعمال تا بکجا
میری ستانی سی کوئی خوشحال تا بکجا

آئی کو صبح و شام مین یہان رستخیز ہے

ظلمت کدہ جہان کا شفاف ہوگیا
میدان صاف قاف سی تا قاف ہوگیا

لیکن رضائی شاہ کو تسلیم جہک کے کی
تعظیم اس ظفر کی مشیت نی رک کے کی

تغیر چہرہ ہوگیا عالیجناب کا
حملہ ہوا حواس پہ یہ اضطراب کا
اور یاد آیا حکم رسالت مآب کا
رستہ لیا سرادقِ عصمت قباب کا

خیمہ پہ آکے آخری صورت دکہا گئی
جولان کیا وہان سے تو دریائی آگئی

دریا کے رہ پہ تہام لیا شہ نی راہوار
سُن لو جو کچہہ مین کہتا ہون ہو جاؤ ہوشیار
حجت تمام کرنے لگے ہو کے استوار
جو کارِ بد ہی اوسکا برا ہی مآلِ کار

اُس حبِ جاہ و مال کا انجام کچہہ نہین
ناکام خود کو کرتی ہو یہ کام کچہہ نہین

دنیا ہی بی ثبات تماشائی خواب ہے
آفت مین صبح ماہ ہی شام آفتاب ہے
جو سامنی ہی وہی نظر پر حجاب ہے
ہر ذرہ دست بردۂ صد انقلاب ہے

ہر قصر سیم و زر و مین تقسیم ہوگیا
ہر نقد ریگزار مین ہاتو سی کہو گیا

کل جنکی در پہ نوبت و کوس و نشان تہے
ہمسایہ سپہر جو عالی مکان تہے
آج اونکی گور کی بہی نہ قائم نشان ہے
ایسے مٹے کہ گردِ پسِ کاروان تہے

امکانِ ضد تصورِ اشیا سی اوڑ گیا
رنگِ یقین مرقعِ دنیا سی اوڑ گیا

رنجِ فسادِ خاطرِ دانا سے اوڑ گیا
صوت کا احتمال ہیولا سی اوڑ گیا

عیسے ہلاک خوف ہوا جنگِ شاہ سے
بہاگا سپہر دیدۂ سوزنکی راہ سے

کبر و غرور و کفر سے خالی جو جا ہوئے
منکر رہا نہ ایک بغاوت فنا ہوئے

مید المنین پُر صفا ہی راہِ ہدی ہوئے
باقی ہتی اوسکی ذات کہ جس سی بقا ہوئے

متمردونکی سارے سہارے ہوئے عبث
کذب و دروغ بہرتی ہتی ماری ہوئے عبث

آوارگے مین موت کو بہوِ نجال ہو گیا
راہِ گریز آئینہ مثال ہو گیا

ہر دم لرز لرز کے بُرا حال ہو گیا
اشکال مین تداخلِ اشکال ہو گیا

نقطہ بی تنگ اپنی محیط فلک ہوا
ہر بار خطِ جادی بی سرطان کا شک ہوا

اولٹی گری نشان پہر پری سمت ہٹ گئے
گاجر کی طرح خنجر و شمشیر کٹ گئے

سر پر جو پڑے ہی آتی ہتی آخر اولٹ گئے
سب ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ذرو مین بٹ گئے

پامال ہمہ کی کوہِ ستم گرد ہو گیا
دیکھی زمین جو سرخ فلک زرد ہو گیا

ہر چند عرصہ گاہ نہ انصاف ہو گیا

اعداد نیم ہی ہو گئے الضاف ہو گیا

کشتون سی گور پہٹتی ہتی مجروحون سی اجل

پیدل ہٹی سوار ہٹے موہنہ کو پہیر پہیر
کیا ایک صد ہزار ہٹے موہنہ کو پہیر پہیر
...ک کی بار بار ہٹے موہنہ کو پہیر پہیر
یہانتک ستیزہ کار ہٹے موہنہ کو پہیر پہیر
...ہل جیا گروہِ ستم سے نکل گئے
دنیا و دین و عہد و قسم سی نکل گئے

...یلغار سب مین پڑگئی آخر بتری پہری
فوجِ ستم مین آنکی نالان اجل پہرے
...ہوڑون سے تا بہ اشتر و افیال تہر تہری
مغفر سے لیکے موزۂ پا تک ذری ذری
کہتے تہے شکل ایکی ملی امن و چین کے
لعنت یزید پر ہے دہائی حسین کے

...یہانتک بہے کہ خود کو ڈبایا فرات مین
جز خون مطلق آب نہ پایا فرات مین
...تشنہ لبی نی دود اوٹہایا فرات مین
کچہہ دخلِ آب کام نہ آیا فرات مین
کہتا تہا ظلم یہ ہے مزا منع آب کا
تم جانو اور مقابلہ جانی جناب کا

...ہتی ہتی سرکشی کہ ذرا سر بچائیو
نخوت بہی میری ساتہ ہی افسر بچائیو
...چار آئینہ کو رکہیو نہ بکتر بچائیو
عزت ہی کچہہ تو جانکو بچکر بچائیو
جرأت نی جی کو چہوڑ دیا آس توڑ کر
مردانگی نی رخ نکیا موہنہ کو موڑ کر

پکڑی زمین نی پانو کہ آوارہ گرد تھے
گرمی مین اپنی خون کی چل بچھہ کی سرد تھے،

یہ بدحواس وہوش ہوی فوجِ فتنہ گر ترکش مین تیغ ڈھونڈتی تھی خود مین
سر پر چڑھے ہوئے تھے سوارونکی فکر سر اور سر پڑی ہوی تھی پیادونکی پانو

سینون پی اپنی اپنی ہی بھالی اولٹ پڑے
پیچھے ہٹے پیادے رسالے اولٹ پڑے

اہل کمان پی آنکے ایسے کڑے پڑے شمشیر سرفشان کی سنان پر چھرے
زاغِ کمان پی نوکِ دو پیکر کھڑے پڑے پیچھے کھنچے کمان کمین مین پڑے

پیچھے ہٹی کمان جو سر دوش چھوڑ کر
نکلے بغل سی تیر بھی ترکش کو توڑ کر

لنگوریان اوڑاتی ہی لنگور ہو گئے چہرونکے رنگ اوڑ گئے کافور ہو گئے
پھری پڑی کچھہ ایسی کہ زنبور ہو گئے آیا جو ایک پاس تو سو دور ہو گئے

گردِ وغا سے برق تھی مشعل بکف فرار
ماہی سی لیکے ماہ تلک صف بصف فرار

ٹھوکر لگے جو ایک کی ٹکرای صد ہزار ہل چل مین ایک ایک پے گرتا تھا بار بار
افواج پی یہ رنگ تھا میدانِ کارزار گھوڑی سقط پیادونپہ اور گھوڑون پر سوار

چھپتے پھری تھی بجلے گران گرکے روحون سے اجل

اسکی گذر تہی سینون مین اوسکی سرِ راہ ۔ دیکہا یہ موت کا تہا تو یہ مرگ کی تہی راہ

ایک ہی طرح کی دہاک تہی نزدیک و دور مین
طوفان چہپا سفینہ مین اور حشر صور مین

دونو کا عزم ایک تہا اور ایک دم قدم ۔ اوسکی قدم کو کوفت نہ اسکی ہی دم مین خم
یسی تہی ایک جان کہ دو قالب ہوئی بہم ۔ اوسکی فدا تہی روح تو قربان اسکا دم

یہ اسپہ چل گئی تو وہ اوسپر لپک گیا
چمکے جو یہہ ادہر تو ادہر وہ چمک گیا

سوار اور پیادے سب آوارہ گرد تہے ۔ گویا کہ رفت و روب ہزیمت کی گرد تہے
ہنڈی بہرین تہی سانس جو مردان مرد تہے ۔ شبدیز و ذوالفقار کی گرمی سی سرد تہے

کہوئی گئی کچہہ ایسی کہ بس پا گئے شکست
یہ اشتہائی مرگ بڑہی کہا گئے شکست

یغ و فرس سی تیر اسد مین لرز گیا ۔ رستم تہ زمین لحد مین لرز گیا
و حادثہ تہا اہلِ حسد مین لرز گیا ۔ ہر فتنہ اتہامِ مدد مین لرز گیا

نقشہ زمین کا سورۂ زلزال ہو گیا
اوٹہتے ہے اوٹہتے حشر بہی پامال ہو گیا

نکرہ تہے اپنے جان بچانی کی فکر مین ۔ اور موت پیچہے پیچہے بہانی کی فکر مین
یر سپر تہے موہنہ کی چہپانی کی فکر مین ۔ تیرِ قضا تہا اپنی نشانی کی فکر مین

تہا نہ ایک بہادرِ یکتا کو دو کیا
روشن ہی آسمان پہ کہ جوزا کو دو کیا
شل نقطہ ہی قاف مین عنقا کو دو کیا
مشرک کی ساتہ ساری ہی دنیا کو دو کیا
ہر چیز فرش و عرش کی ایک پلمین دو ہوئے
ذاتِ خدا ہی دیدۂ احول مین دو ہوئے

گمراہونکو جب اسنی ٹہکانی لگا دیا
اور باو پانی خاک پہ طوفان اوڑا دیا
دونونی اپنا اپنا تماشا دیکہا دیا
شق ہوگئی زمین فلک کو گرا دیا
یہ زور رہتی وہ شور رہتا یہ برق وہ سحاب
یہ غیظ مین ہوا ہوی وہ قہر مین عتاب

پہرتے تہے تیز تیز یہ دونو کہ الامان
سر ریز فتنہ ریز یہ دونو کہ الامان
پست و بلند خیز یہ دونو کہ الامان
چرخ و زمین ستیز یہ دونو کہ الامان
لی بہاگتی زمین کدہر آسمان کو
دونونی تنگ کر دیا ایک ایک کی جان کو

ہر شش جہت بلند تہے فریادِ الحذر
اہلِ وعید نالۂ ناشاد الحذر
آوارگے فتنہ و بیداد الحذر
کیا کیا ہلے ہے کفر کی بنیاد الحذر
کیا غیظ مین تہی ادہر شمشیر الحفیظ
لرزان ادہر تہا نعرۂ تکبیر الحفیظ

دونو تہے ساتہ ساتہ لبانِ مدد نگاہ
جس سمت کو پہری نہ پہری اسطرف سپاہ

ماہِ سپہر ماہی دریای چین تہا

اُمڈے جو یک بیک تو کفِ آب ہو گئے
لرزان ہوئی یہہ موج کہ بیتاب ہو گئے
قطرہ مین چہپکے گوہر نایاب ہو گئے
نکلے جو بچکے خشک تو شاداب ہو گئے
دریا کے قطرہ قطرہ مین شورِ عظیم تہا
ہی ہی ہر ایک صدف مین ہر ایک دُرِ یتیم تہا

یہ قلزمِ محیط کے جب کہوج پر چڑہے
قطرہ زنی سی بادلونکے فوج پر چڑہے
ہوکر سوار آب ہر ایک موج پر چڑہے
مانند شیر دہار کی ہر اوج پر چڑہے
اب اسکی عزم گرم سے ناپید ہو گیا
دیکھو نہ خشک چشمۂ خورشید ہو گیا

بُرِش سی اسکی چرخ تہ آب جا چہپا
ہر مرغزار و دشت مین کیا کیا بہرا چہپا
اور بحر کٹکے کوہ کے دامن مین آچہپا
غرقِ خلابِ خاک ہوا جا بجا چہپا
دریا یہہ تہوڑا تہوڑا ہوا اسکی تاب سی
تہا ڈوبنی کی فکر مین موجِ سراب سی

برہم کیا یہہ اسنی قرار و ثبات کو
مجروح کرکے رابطۂ کائنات کو
تہی رعد و برق ڈہونڈتی راہِ نجات کو
کاٹا ہے اسطرح سے امیدِ حیات کو
اب ہر نفس کی ساتہ ہی دہڑکا لگا ہوا
سبکو ہی اپنی موت کا کہٹکا لگا ہوا

ان بجا بیون پہ حیا بہی نہ چہٹنے دی
قدمون پہ سر گرائی اور انگلی نہ اوٹہنے دی

ارمان کو لیکے جنگ کی حسرت نکل گئے
بی غیرتون کو چہوڑ کے غیرت نکل گئے
اوجہل مین پشت پہیر کے قوت نکل گئے
آنکہین چرا کی صاف مروت نکل گئے

میدانِ جنگ چہوڑ کے عالم نکل گیا
سایہ کو جسنے دیکہہ لیا دم نکل گیا

حُبِ علی مین لپٹی ہی جاتی تہی دوڑ کر
صف زیر صف زمین پی بچہاتی تہی دوڑ کر
ناز و نیاز سبکے اوٹہاتی تہی دوڑ کر
ہر ایک کو گلی سی لگاتی تہے دوڑ کر

جو سر گران ہوا وہ سر جنگ اوڑ گیا
لوہو سپید سبکا ہوا رنگ اوڑ گیا

صرصر تہی دشت مین تو چمن مین نسیم تہے
شعلہ تہی خار زار مین گل مین شمیم تہے
طوفان تہی کہین کہین ابر کریم تہے
گہہ گردنِ غضب گہی فرقِ حلیم تہے

خوف و رجا کی حق مین بشیر و نذیر تہی
آخر تو تیغ نائب ربِ قدیر تہی

پہر بحر کے طرف یہ چلے ایسے گہاٹ سے
ہر موج ٹکڑے ٹکڑے ہوئی ہٹکے پاٹ سے
ساحل نہ لب گزیدۂ حسرت تہا چاٹ سے
زیر و زبر زمانہ ہوا اسکے کاٹ سے

برج اسد طویلۂ گاوِ زمین تہا

رفتار تھی قدم سی جدا اور تن سی سر
بھاگا پسر کو چھوڑ کے میدان مین پدر

ہر ایک کا علاقۂ پیوند قطع تھا
وابستگیٔ دہر کا ہر بند قطع تھا

تابش سے اسکے آگ لگی آفتاب مین
اخگر ہر ایک قطرہ بنا اضطراب مین
ماہی موج برق رسیدہ تھی آب مین
ڈوبے نگاہبان فرات اسکی آب مین

اس خورد بُرد پر بھی تو صابر لقب رہی
دریا خون پیگئے اور خشک لب رہی

لاتی تھی غول غول کو یہ گھیر گھیر کر
پیچھے رہے اجل جو چلے پھیر پھیر کر
کشتون مین ڈوب ڈوب گئی تیر تیر کر
پہنچے تو بعد عمر دگر خیر خیر کر

تھی کچھ تو انتظار اجل مین کھڑی ہوئے
اور کچھ تڑپ رہی تھی زمین پر پڑی ہوئے

مثل نسیم صاف چمن سی نکل گئے
مانند روح کوچہ تن سی نکل گئے
خوشبو کی طرح سرو سمن سی نکل گئے
صابن کی تار ہو کے بدن سی نکل گئے

سر دوش سی الگ تھا ولیکن عیان نہ تھا
جو زخم کارگر تھا اوسیکا نشان نہ تھا

جسکے لپیٹ کی سینہ سی یہہ مہ لقا لگے
کیا چوٹ تھی کہ دل ہی مین ہر ایک کی جا لگے
جی جان سی چھوڑ آیا نہ رکھی ذرا لگی
برباد تھا وہ جسکو ذرا بھی ہوا لگی

دل ہی کی دلمین رہگئی جو جسکے سر مین تہے — فریاد تہی گلو مین نہ طاقت جگر مین تہے
مجروح تہی جو شکل رہائی نظر مین تہے — مذبوح وہ امان جو قضا و قدر مین تہے

ابتک دل نفاق مین قطع و برید تہی
حقا کہ یہہ امانت تیغ شہید تہی

سی گذر کے ناخن پا تک گذر گئی — وہانسے بڑہی تو تحت ثری تک گذر گئی
پلٹی تو دشت و کوہ و سما تک گذر گئی — سدرہ سی چلکے عرش علی تک گذر گئی

جو زین پر تہا اوسکا جدا بند بند تہا
گہوڑی سی جو گرا وہ تڑپکر سپند تہا

نکلا جو موہنہ سی ایک کی ایلو وہان چلے — تو دوسرا پکارا یہہ آئی یہان چلے
کہتا تہا تیسرا کہ چلو میری جان چلے — چوتہا جو کچھ کہی سر نوک زبان چلے

ایک ہی نظر کے ساتہ کہانسے کدہر گئے
یہ آئی وہ چلے ادہر آئی اودہر گئے

آیا جو سامنے وہ ہے خونخوار کٹ گیا — فارغ ہوا کہ جان کا آزار کٹ گیا
اسوار تا بسایہ رہوار کٹ گیا — یکبار جیسے جو لشکر قرار کٹ گیا

رستی سفر کے کٹ کی یہ آوارہ ہو گئے
ٹکرا کے نسو نے جان دی سینے جو دو ہو گئے

الفت جدا تہی دل سی تو دل سی جدا جگر — آنکہین کسی طرف تہین پریشان کہین نظر

الله رے جمال کہ شان جلال تھے

نکلے جو یہ تو جن و بشر ہو گئے نہان
پھٹ پھٹ گئی زمین شجر ہو گئی نہان
مجروح ہو کے تیغ و تبر ہو گئے نہان
پامالیون مین سینہ و سر ہو گئی نہان
دامان رحم چہرہ پہ لیکر قضا چھپی
اور عافیت بہی گوشۂ مرقد مین جا چھپی

سرعت مین مدح و ذم سی سراپا کشیدہ تھے
سایہ سی اپنی طایر شاخ بریدہ تھے
اتنے سبک خرام کے خود ہی ندیدہ تھی
جسکی نظر پڑے وہی آفت رسیدہ تھے
اوصاف اوسکی لکھنے مین خامونکی سر کٹے
ہر بیت پر ملائک مضمون کی سر کٹے

بدمست ہو گی گاہ بہکتے ہوئے چلے
گاہے سمٹ کی سُنکے سرکتے ہوئے چلے
بنکر جگر کے کور کسکتے ہوئے چلے
پیچھے ہٹے تو اور لپکتے ہوئے چلے
پامال ہو گی نیستی ہستی کی سر ہوئے
ہل چل مین کائنات ادہر اودہر ہوئے

کھنچ کھنچ کے تھم گئے جو سر منکرین پر
لاشے تہ رکاب تھی اور سر تھے زمین پر
گاہی کرم فلک پہ کیا گہہ زمین پر
بوسہ دیا جناب کی گہہ آستین پر
کھنچتے رہے کہ قید شریعت ضرور تھے
دست امام مین تھی مروت ضرور تھے

نکلے وہ کیا کہ جان ہی تن سے نکل گئے
ناگاہ روح سہم کے سن سی نکل گئے

قبضہ پہ ہاتھ پڑتے ہی اوٹھا جہان سی شور
پانون پہ آپڑا نہ وبا آسمان سی شور
باہر ہوئی وہان سی زبان اور زبان سی شور
ظاہر تھے یہ نیام سی اور درمیان سے شور
ہر عقدۂ نقاب رخ لافتا کھلا
قدرت کھلے خدا کی علی بند کیا کھلا

نکلے وہ جب ذرا سے تو ساری سرک گئی
چمکے اس آب و تاب سی تاری سرک گئے
خورشید و ماہ ایک کناری سرک گئے
عیسٰے و خضر وہم کے ماری سرک گئے
نکلے تو ماہ چھوڑ کے ہالہ نکل گیا
گویا دل خموش سی نالہ نکل گیا

نکلے بغل سی ہٹ کے دل آرام کیطرح
چمکے کنارہ کر کے مہ شام کی طرح
دامن کشیدہ یاس سی تھی کام کیطرح
اوگلے پڑی تھی شوق سی پیغام کیطرح
باہر نیام سے نکل آئے وہ اسطرح
پرواز اوڑ گئے پر عنقا سی جسطرح

یکبارگی نیام سی باہر جو آگئے
خیرہ تھے مہر و ماہ نگاہون میں کھا گئے
سب بجھ گئی زمین پہ حیرت یہ چھا گئے
ٹکرا گئے حواس نظر لڑکھڑا گئے
انداز بیخودی سی خودی پائمال تھی

ایک ہی صدا مین اوسکی ہوا کوہ بی ثبات
آیا جو زلزلہ تو ہلے ساری کائنات

ربِّ علا کا جوشِ فگن قہر ہو گیا
اولٹا نظر پلٹتے ہی ہر شہر ہو گیا

حیوان کے ہو قتل کا ایسا جب انتقام
آلِ نبی کی خونکے عوض مین ہی کیا کلام
برسی گا خون عرش سی اور قتل ہو گا عام
اب بہی کہو پکار کے توبہ ہے یا امام

وسعت بہت ہے رحمتِ پروردگار مین
اس جبر پر ہے صبر ابہی اختیار مین

سمجہاتی تہی جو شامیونکو شاہِ نامدار
بعضے تہے خوفناک تو بعضے تہی شرمسار
پنہان تہا کوئی منفعل اور کوئی آشکار
چلایا دیکہہ کر پسرِ سعدِ نابکار

کیا سُن رہی ہو شاہ کی ترکی تمام ہے
جی چہوڑتے ہو ایک ہی حملہ کا کام ہے

انعام وجاہ ومنصب وجاگیر لو ابہی
ہی عیش عمر بہر خطِ تقدیر لو ابہی
جانی نہ پائی کہینچ کے شمشیر لو ابہی
تاراج کر کے غارتِ شبیر لو ابہی

چارون طرف سے ٹوٹ پڑی بیشمار فوج
اک شاہ بی پناہ تہے اور صد ہزار فوج

لی ذوالفقار شاہ نی پہر تو نیام سے
نکلے وہ برقِ شعلہ فشان ابرِ شام سے
مشتعل زبانِ تشنہ وہ باہر تہی کام سے
فریاد سر بلند ہوئی خاص و عام سے

وہ نور ہون جو شکلِ محمد مین تہا عیان
اور فاطمہ کے بطن مین چندی رہا نہان
پردہ ہوا جو حد سی زیادہ اوسی گران
مجمین حسین ہو کی ہوا نامی جہان
اب فدیۂ قبول جنابِ کریم ہون
ایجادِ کائنات کا اجرِ عظیم ہون

شانِ عجم بہی مین ہی ہون فخرِ عرب ہون مین
والا حسب ہے مین ہی ہون عالی نسب ہون مین
دنیا و دین کے دولت و اعزاز سب ہون مین
احسان کردگار ہون اور فضلِ رب ہون مین
اوٹہتی ہی میری دولت و اقبال خاک ہے
انصاف و عدل و دین و دیانت ہلاک ہے

شمعِ حرم کا نورِ تجلیٔ کوہِ طور
سایہ سی میری ہی یدِ بیضا خمول و نور
شمع و چراغِ بزمِ رسالت کا صاف نور
تفریحِ دشتِ قدس و سرورِ حریمِ طہور
وہ درِ تہ نشینِ محیطِ ظہور ہون
ظلمت زدائی شمع حرم گاہِ نور ہون

ہی ایک لقف بخش یہ حکومت یہ احتشام
خاشاک ہی ہماری ہی گہر کا تو روم و شام
نعلین مین ہمارے ہے ہر شاہ کا مقام
در پر ہمارے صبح ہے ہر آرزو کی شام
ادنی غلام اپنی ہوی شاہ ایسی لاکہہ
کیا ایک یزید راندۂ درگاہ ایسی لاکہہ

سب پر عیان ہی ناقۂ صالح کی واردات
جب ذبح اوسکو کرنے لگے لوگ بد صفات

سن لی تیری جز تو مناقب ہمارے سن

آدم کے نسل مین ہے ہمارا خمیر نور
ظل خدا ہین ہم ہے کہ ہین باعث ظہور

واقف نہین محل سے ہماری قریب و دور
غیب الغیوب جانتی ہو جسکو ہی حضور

ہر مرتبہ ہمارے بلندی سی پست ہے
واجب کیا خدا کو ہمین نی کہ ہست ہے

ذات امام علم نبوت کا باب ہے
مین روشنی ہون دین اگر آفتاب ہے

رمز ہدی و معنی ام الکتاب ہے
اوسکا مین ہی جواب ہون جو لاجواب ہے

وہ شمع ہون کہ ہوتی ہی گل ہی جہان سیاہ
ظلمت سی شکل اپنی چہپائین گی مہر و ماہ

افسوس ہی کہ واقف اسرار تم نہین
راہ ہدی و حق کے طلبگار تم نہین

اور باریاب حضرت جبار تم نہین
اور قدر دان احمد مختار تم نہین

جب مین نہین تو کچہہ بہی نہین اس جہان مین
یہ بوریای باد ہے تہ ایک آن مین

مین وہ علم ہون سایہ مین جسکی ہی لا اِلٰہ
ہون وہ ستون جو پشت نبوت کی ہی پناہ

وہ تیغ ہون کہ جس سے کٹے کفر و کفر خواہ
وہ چتر ہون کہ سایہ مین ہین جسکے مہر و ماہ

دیکھو کسے گراتے ہو سایہ ہون عرش کا
گرتی ہی حشر آئیگا پایہ ہون عرش کا

دنیا کی سب چھار نہ مٹتے اولٹ گئے
کشتون سے اپنے غار جہنم کے پٹ گئے

آئین جو ہم خوارق عادات پر ابہی — اک لقمہ برق و باد کا ہو خشک و تر ابہی
گر جائین آسمان سی شمس و قمر ابہی — تیغ جلال خلق کے ہو جائی سر ابہی

ہو جائی گر اشارہ شجاعت کے جوش پر
جتنی کہڑی ہو سر نکسے کے ہو دوش پر

پانی جو چاہین ہم تو ابہی ابر شمس مطیر — ماری زمین مین ٹاپ امنڈ آئی جوی شیر
پر شیر جام سامنے لائے مہ منیر — اور لیکے آفتابہ خورشید دوڑی تیر

جنبش سی موج ریگ کی پر آب دشت ہو
پانی پہری زمین پی نایات دشت ہو

تیغ و سپر کے زور پہ اور مجہسے کارزار — پہیکون جو مشت خاک تو ہو جاو سنگ بار
بدلون نظر تو یہ تہ و بالا ہو آشکار — دب جائین اپنی سایہ مین جتنی ہین یہ سوار

جو تیغ اوٹہائے اوسکے ہے حلقوم پر رہے
ہرگز نہ ظلم پہر کسے مظلوم پر رہے

پر کیا کرون کہ اوسکی مشیت ہی اور ہے — مجبور آپ ہو لی مین قدرت ہی اور ہے
عمداً گلا کٹانی مین قدرت ہی اور ہے — یہ جنگ اور ہی یہ شجاعت ہی اور ہے

ماہی سی تا بماہ مراتب ہماری سُن

سقے پکارتے تھے سبیلِ امام ہے
جی بھر کے خوب پی لے کہ لبریز جام ہے
ساغر چھلک رہے تھے تو مشکین بھری ہوئین
پر آب تھین صراحیان کوری دھری ہوئین

پیاسے سبو و جام پہ یہ ٹوٹ کر پڑے
یا گھوڑی پر تھے یا کہ سرِ خم نظر پڑے
جیسے کہ برق قلزم و جیحون پر پڑے
اور بہت سی تڑپتے تھے تشنہ جگر پڑے
ڈلوایا اونکے موہنہ مین گلاب و نبات کو
کچھہ پاس ہو زبان کا تو بہولو نہ بات کو

سب سے سلوک دل سی کئی جان کی طرح
خدمت مین تہا مبالغہ مہمان کی طرح
پیش آیا شکل اُنس سی انسان کی طرح
اور وہ بہی دلبری سے نہ احسان کی طرح
کسطرح سے مین اونکے اذیت کو دیکھتا
مہمان کو دیکھتا کہ مروت کو دیکھتا

اب وہی مین ہون وہی ہو تم نا خدا شناس
اب کیا کوئی جہان مین رکھیگی کسی سے آس
کچھہ خوف ہی خدا کا نہ کچھہ مصطفےٰ کا پاس
حملہ ہی نہ ہزار کا اور تین دن کی پیاس
بچونکو میری قتل کیا تاک تاک کر
تشنہ دہان ساری تڑپتے ہین خاک پر

مین بہی شجاع ابنِ شجاعِ جہان ہون
اس فاقہ مین بہی قبلۂ تاب و توان ہون
روباہ ہونگی ہون موت تو شیرونکی جان ہون
جنبش کرون تو زلزلۂ آسمان ہون

کل ہی کی یہ تو بات ہی کچھہ فاصلہ نہین — یہ بھی اگر دروغ ہے تو کچھہ گلہ نہین
مدِ نظر کچھہ اسکے بیان سی صلہ نہین — فوج یزید ہے یہ میرا قافلہ نہین
کوئی توانہین ہوئی گا مردِ خداشناس
اظہار حق کریگا جو ایمانکا ہوگا پاس

گھیرا تہا فوجِ ظلم نے جب آنکر حرم — اور ہر طرف سی کرلیا زیرِ نظر حرم
محصور تہا محاصرہ مین سربسر حرم — بادِ سموم تیز تھے اور ریگ پر حرم
یہہ دہوپ شعلہ خیز کہ اللہ کی پناہ
مرتی تہی ماری پیاس کے جتنے ہی یہ سپاہ

افراطِ العطش سی جو بلان ہوئی سپاہ — اور چہوڑ کر محاصرہ لی اپنی اپنی راہ
حُر آیا میری پاس بہت خستہ و تباہ — کی عرض آب چاہیئے اس شب مین تا[illegible]
تاب محاصرہ نہین اب فوج شام کو
للہ عفو کیجئے قصورِ غلام کو

حُر سے کہا گیا کہ عبث اضطراب ہے — پانی ہماری ساتھ ہی کارِ ثواب ہے
ناحق کا بندگانِ خدا پر عذاب ہے — کوثر کو ہم لٹاتے ہین کیا چیز آب ہے
جب آپ وہان نہ کوثر و تسنیم دینگے ہم
پہر بخل جامِ آب کا یہان کیا کرینگے ہم

غل ہر طرف نقیب کا تہا حکمِ عام ہے — فوجِ خدا مین آج تمہارا مقام ہے

ڈہایا ہے زور کفر کو کیسا جہان سے

ہر چہوڑ کر مہاجر و انصار ہے رہے
جاہ و حشم لٹا کے خریدار ہی رہے
بندہ دلے سے مرنے پہ تیار ہی رہے
کیا یار غار ہے کہ وفادار ہی رہے
یہانتک فنا ہوی تھی ولائی رسول مین
بنوائی اپنی قبر بہے پائے رسول مین

ور اہل کوفہ تہے میری ہژدہ ہزار دوست
ہو ہو کے دست بیع بنے راز دار دوست
یک ایک تہا مبالغہ مین جان نثار دوست
اب ایک بہی نہین ہی بجز کردگار دوست
آج اپنا سر خدا و محمد کے ساتہ ہے
کل قوم پر دغا کی گریبان ہاتہ ہے

شکوہ اگر دروغ ہے اور یہ بیان غلط
دیکھو تو کسکے مُہرین ہین اور کسکے ہین یہ خط
مسلم کے قتل کا مجہے شکوہ نہین فقط
میراث میری صبر ہے صد شکر ہر نمط
کیا ایک کا خیال کہ مین سبکو رو چکا
فوج خدا و گنج محمد کو کہو چکا

گو سود مند پند نہین اب ذرا تمہین
ایماندار ہوتے تو ہوتی حیا تمہین
ہوتا جو پاس سرور ہر دو سرا تمہین
آتا مرے ستانے سی خوف خدا تمہین
گو قتل میرا عین رضائی خدا ہوا
پر منصفی کا خون تمہین کیونکر روا ہوا

قرنا کو پہونکتے ہوئی داود تہی وہان
تہانبی ہوئی تہی عیسے و ادریس ساربان

پہنچے جلو مین بڑھ کے اولوالعزمئے کلیم | اور جرأت خلیل بڑہے خادم ق
او تہی دعائی لوط او لٹ دینی کو جحیم | اور مصطفائے عرش کو کرنے لگ

آئی ہوائے عاد اوڑانے کیواسطے
اور موج جوش نیل بہانے کیواسطے

پہر خدا نی عرض کی یاشاہ خوشخصال | روکے نہ مجکو صبر تو اب سب ہیں
جاہ و حشم کا انکے نہ کچہہ کیجئے خیال | ایک ہی نظر کو پہیر کے دیکہو تو ا

شہ نی کہا کہ ہمکو عنایت ہی چاہیئے
امت سے کیا لڑینگے مروت ہی چاہیئے

پہر آپنے بہ لطف و عنایت کیئے سلام | غصہ کو روک روک کی اور دلکو
یہ کیا کیا ہے کچہہ تو کہو ائے گروہ شام | تہے جو خاندان رسالت کیا

وہ بات کہتا ہون جو کسی پر نہیں نہان
تم بہی تو جانتے ہو کہ شب ہے یہ عیان

دیکہو فقط رسول خدا کے تہی چند یار | اور خویش و غیر دشمن جانی تہے د
تہی سارے بت پرست خدائی مین بیشمار | اللہ رے صدق عہد کہ تہے کید

ہرگز کیا دریغ نہ کچہہ مال و جان سے

...ند حیات سی آگے نکل گیا | یہانتک بڑہا صفات سی آگی نکل گیا

ہر چند اس سی کون و مکان گرد بُرد تہا
پر یہہ بہی جوشِ خونِ شہادت کی گرد تہا

...رخ ہر خرام مین صد بارہ پس گئے | کیا آسمان ثوابت و سیارہ پس گئے
...د کر سپہر خوف مین آوارہ پس گئے | تابِ صدا و طاقتِ نظارہ پس گئے

کادہ سی اوسکے کون و مکان بہی کمند مین
تہا یہہ بہی ایک معجزہ شکلِ سمند مین

...سقر خرام تگاور سے دنگ تہے | ہیبت سی بیم و یاس کے صحرا کی رنگ تہے
...ش مین نیم کشتہ شکارِ پلنگ تہے | مجبور زندگے کے فراخی سی تنگ ہے تہے

تہا شامیو نمین شور یہ کیسی ہوئی صباح
دیکہا جو غور سے تو برآمد ہی ذوالجناح

...ہے جا بجو کو ہوئی شاہِ دین سوار | تہی گرد و پیش صبر و توکل کے چوبدار
...بڑہے جلو مین ہدایت یہ بار بار | مجرا ادب سی ہوش سی ای قومِ نابکار

بوسہ دیا رکاب کو اقبال و جاہ نی
پکڑا شکار بند رضای الہ نے

...حصا بدوش اگر چوبدار تہا | یعقوب کی تہی ہاتہ مین فتراکِ بادپا
...رح کی ندا تہی نقیبِ شہ ہدا | اور حسن یوسفی تہا خواصی مین ہشیوا

دریائے شور اوٹھتے ہی یہہ تیز ہو گیا
قطری اوڑی تو اور بہی مہمیز ہو گیا
تہرا کے آسمان زمین ریز ہو گیا
پیمانہ سبکے موت کا لبریز ہو گیا

صورت لرز رہی تہی یہ طوفانِ نوح کی
ہر موج دست توبہ تہے عجزِ نصوح کی

دریا کو اِس سی بچنی کی پائی نہ کوئی جا
گہہ کوہ پر چڑہا تو کبہی خاک پر گرا
گہہ بہرِ امن بیخِ نباتات مین چہپا
وہان بہی نپایا امن تو پہر خاک مین ملا

پہر خاک سی بخار ہوا اور مآل کار
باران بنا اور اوس سی بنا دُرِّ شاہوار

براقیت سی اُسکے ہوا آبِ جو سپید
چشمِ سیہ سے آبِ خضر تہا فنا مین قید
نظروں سی اسکی موج لرزنیکو نا امید
تیور مین اوسکی لطمۂ طوفان کے نوید

گرداب کی جو گرد تہی گردِ سمِ سمند
سوراخِ مور مین ہوا طوفانِ نوح بند

پہنچا سوئے فلک تو ملک صاف اوڑ گئے
خورشید و ماہ چہپ کی تہِ قاف اوڑ گئے
مجہول ہو کے عقل کے اوصاف اوڑ گئے
لوح و قلم سے معنئ انصاف اوڑ گئے

رفرف پہ جا چڑہا تو گرا عرش سرنگون
پلٹا ذرا تو عرش پہ تہا فرش سرنگون

صحرائے کائنات سے آگے نکل گیا
میدانِ شش جہات سی آگے نکل گیا

کہتے تھے آپ یوسف کنعان کا گرگ حال

گذرا چمن کیجے سمت تو گل اور ہی کہلا
خجلت سی کی صبا نی تہ سنگ اپنی جا

سرعت سی بند دم تہا روانی نہر کا
گلگون تن سی اوسکی گلستان ہوا ہوا

دیکہا تو رنگ گل مین ذرا ہی چمک نہ تہے
بو کیا کرے دماغ کہ اصلا مہک نہ تہے

چمکا ذرا جو جنبش سبزہ سی ناگہان
وان سی اوڑا تو نشو و نما ہو گئی تہا عیان

بو ہو کے رنگ گل مین نظر آیا ہیکمان
القصہ برگ و بار مین چل پہر کے خوش عنان

اہل نظر کا لذت کام و زبان تہا
لذت سے حبت کی تو روانی جان تہا

غوغا ہوا محیط جو اوسکے شباب کا
پانی ڈہلا جو خوف سی چشم حباب کا

ہیبت سی جی بہر آیا ہر ایک موج آب کا
گرداب نیل ہو گیا دامن سراب کا

یکبار سگے ہوا یہہ تلاطم مین اضطراب
کشتئ نوح ڈہونڈہتا پہرتا تہا ہر حباب

ہر سیل آب غارت پامال ہو گئے
ہر موج در ہمی کی لیئ جال ہو گئے

ہر جوئی دشت صورت غربال ہو گئے
ہر شکل قطرہ رعد کے تمثال ہو گئے

آوارگے تباہ تہے خوف ہلاک مین
ماہی مین تہا نہنگ تو ماہی تہی خاک مین

اسرار غیب کہلنے مین بندہنی مین تہا خیال
گو دیکہنے کو خواب تہا پر فہم مین محال

آئی مین وہم جا نہین ہوش و حواس تہا
پڑہنے مین یہ شکوہ کہ اعدا کی پاس تہا
ہر قید سی تہا دور اشارہ کی پاس تہا
اور رکنی مین تڑپ کی شہید کے دو پاس تہا

روندا زمین و چرخ کو یہ آدہ جاؤمین
خورشید و ذرہ تلنی لگی ایک بہاؤ مین

ہلتا تہا ہر مکان و مکین اوسکی دہاک سی
شمس و قمر تہی خاک نشین اوسکی دہاک سی
برہم تہی ہر کمند و کمین اوسکی دہاک سی
سر در ہوا سپہر و زمین اوسکی دہاک سی

جب شش جہات اس سے نہ سبقت نما ہوئین
چارون طرف لپٹ کی فنا ایکجا ہوئین

آیا جو سوئی دشت نیستانمین شعلہ تہا
اوٹہنی مین تہا لپٹ تو جہٹنے مین صاعقہ تہا
کچہہ جست کی تو دامن گردونسی جا لگا
اور گرد سی غبار سی صرصر کا حوصلہ

سایہ چمک کے خرمن صد برق بنگیا
ہر ذرہ مدعئ انا الشرق بنگیا

لرزان تہا اس عقاب سی وحش و طیور تک
پامال خاک و خون تہی ضیاد دور دور تک
رفتار شیر چل نہ سکی پائی مور تک
پیچہا نہ کہتے تہے صبا پہر کی دور تک

تہرا رہے تہے ایسے بد اطوار و بد خصال

سایہ کو اپنی دیکھہ کے چمکا جو کچھہ کہین ‏ ‏ ‏ ہٹنے لگا سپہر سمٹنے لگے زمین

بدلی ہوئی کنوتیان اوبلی ہوئی نگاہ
کہتے تہین اب ہنین ہی کسیکی کہین پناہ

قربان تہا ہلال اگر نقش نعل پر ‏ ‏ ‏ سرعت کو سجدہ کرتا تہا ہر گام پر قمر
ہر گرد جستہ چشم کواکب کی تہے نظر ‏ ‏ ‏ تیور سے اوسکے رعد کا پرآب تہا جگر

ناگاہ نعل سی جو شراری ہوئے بلند
ہر برج آتشین سے ستاری ہوئے بلند

کس دہوم سی چلا ہی وہ جب تہان سی چلا ‏ ‏ ‏ سرعت شکستہ رنگ تہے جرات گریز پا
شعلہ لپک کے چادر قلزم مین جا چہپا ‏ ‏ ‏ داماں سنگ ڈہونڈتی پہرنے لگے صبا

مغرب سی ہٹ کی جانب مشرق جو کچھہ ہٹا
سایہ پلٹ کی سینۂ گردونیہ جا چڑہا

سایہ سی اوسکی شمس و قمر گرد بُرد نور ‏ ‏ ‏ ظل ہما غبار کا اوسکے فروغ دور
طلعت سی اوسکی ناز فزا عالم ظہور ‏ ‏ ‏ تہا عرش اوج مین تو تجلے مین کوہ طور

در صفا و نور کے ایک موج آب تہا
ہر گام اوسکا چشم کواکب مین خواب تہا

اصطبل مین براق و غا مین ہزبر تہا ‏ ‏ ‏ سرعت مین تہا نشاط تو مہلت مین ابر تہا
چلنے مین تہا نسیم تو رکنی مین ابر تہا ‏ ‏ ‏ بڑہنی مین تہا امید ترپنی مین صبر تہا

عابد گرے قدم پہ کہ اے شاہ بحر و بر
کچہہ غور ہو تو جای ندامت ہی کسقدر
اکبر ہوا شہید کہا مجہسے خورد تر
ہر چند ہون مریض ولی اذن دو اگر

رن کی زمین کو تہ و بالا ابہی کرون
جی جاؤن گر تلافیٔ حضرت مین مین مرون

فرمایا جانشینِ امامت ہی کون پہر
چشم و چراغِ بزمِ رسالت ہی کون پہر
حلّالِ مشکلاتِ شریعت ہی کون پہر
نقشِ نگینِ مُہرِ نبوت ہی کون پہر

اسرارِ انس و جان کی تم ہی تو کلید ہو
ہو جاؤ تم شہید تو کعبہ شہید ہو

سمجہا کی سبکو شاہ نی خاموش کر دیا
پہنی زرہ مشابہ حمزہ سپر قبا
پہر خلعتِ رسول کو زیب بدن کیا
لی ذوالفقار زیر بغل مثلِ مرتضا

دستارِ مصطفےٰ جو ہوئی زیب فرقِ نور
ہیبت یہ کہہ رہی ہتی اجل سامنے سی دور

یون آئی خیمہ گاہ سی پُر قہر شاہِ دین
زیر و زبر زمانہ ہوا دیکہکر جبین
جسطرح نیستان سے بڑہی ضیغمِ عرین
خم تہا سوارِ عرش تو عیسےٰ سرِ زمین

یہ چہرہ پر جمال جلالِ جناب تہا
جس ذرہ پر نگاہ پڑی آفتاب تہا

یا گاہ سی سمند ادہر آیا ہو کے زین
ہر ہر قدم کے نقش سی پیدا مہِ مبین

صورت کے دیکھنے کو ہے ترساؤگی کہین

اماں پہپہی چچی کو رولاتی ہو ہائی ہائے
کہرام ساری گہر مین مچاتی ہو ہائی ہائے
بہلانیکو گلے سے لگاتی ہو ہائی ہائے
دامن تم اپنا مجہسے چہڑاتی ہو ہائی ہائے
دامن کبہی نہ چہوڑونگی کتنا ہی تم چہڑاؤ
مجہکو نہ لیچلو تو چچا کو بولا کے لاؤ

شہ نے کہا پکار کے زینب سی ای بہن
آخر رضای حق مین ہی بہبود ہر سخن
اس خاندان کا صبر ہمیشہ سی ہی چلن
ہین واسطے ہماری ہی دنیا کی سب محن
تم صابرہ کے بیٹے ہو درکار صبر ہے
لازم ہے صبر حصۂ ابرار صبر ہے

پہر بہی جلیگا قتل ہے ہونگے لئین ہم
اوسکی رضا مین کسکو ہی دم مارنیکا دم
گردن جہکے ہے اور نہین ابرو مین جائے خم
راضی ہین ہم رضا پہ کچہہ صلا نہین ہے غم
بہاری کرو نہ دلکو سبکدوش ہی حسین
فریاد یہ تیری ہی کہ خاموش ہے حسین

دنیا ہی کون کام نہین کائنات سی
ہم تشنہ جان سیر ہین آب حیات سے
فارغ ہین اضطراب حیات و ممات سے
ہر آن مین علاقہ ہی اوسکی ہی ذات سے
ہمتو ازل کی نذر ہی ہر دم رہی شہید
آیا نہین کبہی بہی محرم مین روز عید

کیجے دعا کہ ہوا ہی قصہ میرا تمام
وارث بغیر زندگی عورت کی ہی حرام

فرمایی کہ کون میرا بعد آپکے
جینے کا کچھہ نہین ہی مزا بعد آپکے
مین اور ہجوم رنج و بلا بعد آپکے
کیا آئی آئی بہی جو قضا بعد آپکے
مرجاؤن کاش صدقۂ ابن رسول مین
ڈہک جائی میرا پردہ طفیل بتول مین

بولی رباب کون سی کل اب بتاؤ نہین
چہپ جائی میری شکل جو تمکو نپاؤ نہین
کنبا ہو ساتہ اور مدینہ کو جاؤ نہین
بختاوری نصیب کے کیا منہ دکہاؤ نہین
کیا چہوڑ تمکو لائی تہی ایسی جو چہٹ چلے
قربان یہہ گہڑی کہ سب ارمان لٹ چلے

اب سبکا پردہ پوش دکہاؤ تو کون ہے
اپنا سوا تمہاری بولاؤ تو کون ہے
لیجائی جو ہمین اوسی لاؤ تو کون ہے
محمل کی ساتہ میری بتاؤ تو کون ہے
شہ نی کہا کہ جسم کا تہا کربلا مقام
اب سر رہیگا ساتہ محافہ کی تا بشام

آئی سکینہ اتنی مین حضرت کی روبرو
نمناک چشم ہو کی لگے کہنے نیک خو
رخصت کی جیس وبیس کے سن سن کے گفتگو
ابا جی تمکو جانی نہین دینگی ہم کبہو
عمو نکی طرح تم بہی چلے جاؤگی کہین

اور ہی کہین چلو جو مدینہ نہین نصیب
رونا تو ہمکو بیٹھہ کے ہوگا کہین نصیب

بہیا تمام چاہنے والون کو رو چکے
سینہ ہی داغ داغ کہ لالون کو رو چکے
کمبخت ہون کہ گود کی پالون کو رو چکے
باغِ علی کی ساری نہالون کو رو چکے

سُنسان ہی جہان بہرا گہر کیا نثار
قربان جاؤن سب ہی کو تمنے کیا نثار

چوڑی مین رو رہی ہون بہرا گہر کدہر گیا
عباس نوجوان برادر کدہر گیا
قاسم کہان گیا علی اکبر کدہر گیا
رفقای جان نثار کا لشکر کدہر گیا

آنسونکا داغ کم نہین رونیکے واسطے
طوفان سی سوا ہے ڈبونیکے واسطے

تم بہی چلے تو آئے قیامت ہوی اسیر
ابتک تو کچہہ تہے آبروی عترتِ امیر
سید اینونکی ہوی گی کیا کیا نہ دار و گیر
پہر تو نظر مین سب ہی کی ہوجائینگے حقیر

لاکہون طرح کے صدمے او عابد کی ایک جان
اوجڑ ہونکو کیون اوجاڑتے ہی بہیا خدا کو مان

بانو نے دست بستہ یہ کی شہ سے التماس
ہون غیر کفو کسکو تمہارے سوا ہے پاس
ہی عرض گر قبول ہو یا شاہِ حق شناس
ہی میری زندگی کا فقط آپ پر اساس

سب کچھہ کیا قبول شرافت کیواسطے
تم ہو خصوص عصمت و عفت کیواسطے
یونہین قنات خیمہ کے در پر ازی رہے
میدان مین میری نعش اگرچہ پڑی رہے

ہے آج خاندان رسالت کا کسکو پاس
بیوارثون کی غربت و حرمت کا کسکو پاس
سب پردہ ہین شرم و حمیت کا کسکو پاس
سب بیحیا ہین ستر سیادت کا کسکو پاس
عریان نہونا چادر تطہیر سر پہ ہے
تم جاننا کھڑا ہوا شبیر سر پہ ہے

یہ سنتے ہے جو شور اوٹہا خیمہ گاہ سے
دل قدسیونکے ہلگئے بیوونکے آہ سے
کرسی و عرش آئی نظر بے پناہ سے
شبیر سرنگون ہوئے ذکر تباہ سے
کہتی تہین شہ سے ہمکو یونہین چھوڑ جاوگے
سب آسرونکو توڑ کے منہ موڑ جاوگے

زینب نے کی یہہ عرض کہ بہیا ہمین کو دیکھہ
بیوارثی کو اور ہماری چہلن کو دیکھہ
کوفی کو دیکھہ اور ہمارے وطن کو دیکھہ
غربت کو دیکھہ اور میری رنج و محن کو دیکھہ
عابد مریض و بانوی مضطر قریب مرگ
جیتی رہی تھی آجکو مین بی نصیب مرگ

ٹلتی نہین ہو ضد سے تو بچون کو ٹال آؤ
رانڈو لسنی گھر بہراہی انہین تو نکال آؤ
صغرہ تڑپتے ہوگی اوسی دیکھہ بہال آؤ
درگور زندہ مجھکو مدینہ تو ڈال آؤ

سینہ تو رنج عون و محمد سے چھد گیا | عباس کے جدائی سے بازو ہوئے جدا
قاسم کی رن مین گر کے کیا پشت کو دوتا | اکبر نے صاف نور بصارت کو کر دیا

اک دل رہا سو اوسمین رفیقونکا شین ہے
زندہ ہے تیرا حکم کہان اب حسین ہے

عباس جب چلے تو ہوئے مرتضے وداع | شکل نبی کی ساتھ ہی تھی مصطفے وداع
قاسم کی رن مین جا کے حسن کو کیا وداع | اصغر کے ساتھ ابن علی ہو گیا وداع

گھر لٹ گیا نبی و علی کا تمام حیف
مر کر حسین زندہ رہا بہر نام حیف

تو منتقم ہے دار کا تجھ پر مدار ہے | جو کچھ عیان ہی اوسکا تو ہی رازدار ہے
ہر چند صبر و ضبط کو مجھسے قرار ہے | پر دردمند ہونا بشر کا شعار ہے

غربت زدہ حسین بہت ناصبور ہے
سیدانیونکو سونپتا ہون تو غیور ہے

آئی دعا کی بعد بس اب سوئے خیمہ گاہ | برہم حواس و ہوش تو بکھری ہوئی نگاہ
شور رضینا لب تو سینہ مین جوش آہ | آتی ہی دی دعا کہ خدا کی تمھین پناہ

دیکھو ذرا نہ خیمہ سے باہر تم آئیو
اس خاندان کی عصمت و عفت بچائیو

نذر ازل تھی ہمتو شہادت کی واسطے | یہ سر تھا اختتام رسالت کی واسطے

کہہ کر اوٹھے اب آسرا ہی تیری ذات کا

اول بسوئے قبلہ مناجات کیے ادا
ای قادرِ ضعیف نواز و ستم گزا
توساتہ تہا مسیح کے جب دار پر چڑہا
ہمدرد تہا دو نیم جو زکریا کو کیا

یارب تیرا حسین یہ جبدم شہید ہو
ہو امتحان قبول کہ تا مجھکو عید ہو

یہہ صبر یہہ ثبات میرا حوصلہ نتہا
توہی تہا اور کوئی سرِ قافلہ نتہا
سمجہا کہ تیری راہ پہ یہ فیصلہ نتہا
گر دو جہان ملتی تو میرا صلہ نتہا

اب گہر لئے کہ خیمہ جلے کچہہ نہین گزند
کہلتا ہے کیا گرہ سی کمر مین ہون کار بند

بندہ کی کیا مجال تیرا فضل چاہیئے
ہر دم ہر ایک حال تیرا فضل چاہیئے
سب پوچ ہی خیال تیرا فضل چاہیئے
ای رب ذو الجلال تیرا فضل چاہیئے

رضی اگر رضا پہ ہو انسانِ بی پناہ
لنگر بنی جہاز کا طوفانِ بے پناہ

پر عاقبت بشر ہی ہون گر ضعیف ہون
بی یار و بی دیار نزار و نحیف ہون
تیرا ہی ہی یہ نور مین خاکِ کثیف ہون
ایسا نہو کہ لغزشِ پا سی خفیف ہون

مجہہ مین رہا ہی کیا کہ فقط تیرا نام ہے
مرنے سے پہلے ابن علی تو تمام ہے

چاروں طرف سے حملۂ خرس و کلاب تھا
اور درمیان میں خیمۂ عالیجناب تھا

دیکھی یورش جو شاہ کی رفقائی ناگہان — آگھیرا خیمہ گاہ کو اعدا نے ناگہان
منہ پھیر اشہ سے اہل مدارائی ناگہان — گھبرایا اہل بیت کو غوغائی ناگہان
ادعان جان نثاری کو چاہا ہر ایک نے
اقاسی حق گزاری کو چاہا ہر ایک نے

اوٹھی پی قتال شجاعان حیدری — بائیں تھی خیبر افگنے دائیں تھی صفدری
خالی تھی ایک حملہ میں جو صف کہ تھی بھری — قدمونپہ تھر تھرا کے گرا چرخ چنبری
دم توڑتے تھے تیغ تو تھا سہم تیر پر
وہ ہی بچا کہ جسکے قضا ہو گئے سپر

صف پر گرائی صف سر میدان کھڑی کھڑی — اوٹھا نہنگ و شیر کا غل جسطرف پڑی
آیا نظر پہاڑ جدھر کو ذرا اڑے — پر لڑنے سے حصول مقدر نہ جب لڑی
آخر تصدق سر شبیر ہو گئے
اعمال نامی امت عاصی کی دھو گئے

سب کٹ گئی جو تازہ نہالان مصطفیٰ — غمسے خمیدہ پشت ہوا سرو مرتضیٰ
بھائی موا بھتیجا موا اور پسر موا — ہے ہے وہ ایک دل کہ بہتر کا داغ تھا
یارا رہا نہ شاہ کو صبر و ثبات کا

ہر فتنۂ قضا کو جگاتا ہے زلزلہ | زیر و زبر جہان کو سولاتا ہے زلزلہ

ہستی و نیستی کا اک انجام دیکھنا
ہر نقشِ بے ثبات کو بے نام دیکھنا

ہلجائی گی زمین لرز جائیگا فلک | تا حشر اپنی جا پہ نہ پھر آئیگا فلک
مثلِ غبار چرخ سے تھرائیگا فلک | پہلے ہے اپنے رنگ سے اوڑ جائیگا فلک

گرتے فلک کو دیکھہ کے ہٹ جائیگی زمین
مانندِ برگِ کاہ اولٹ جائیگی زمین

کعبہ سیاہ ہوویگا زمزم کو ہوگا جوش | ہر ایک فرشتہ عرش کا ہوگا سیاہ پوش
بر بالحدسی فاطمہ کے ہوگا وہ خروش | سامع کو ہوگا بیخبری کی سوا نہ ہوش

فریادِ اہلِ بیت سی ہو گی قضا خجل
تسلیم سے ہمیشہ رہیگے رضا خجل

ہنگامہ صد ہزار کا مظلوم پر دریغ | ظلم و ستم کا حادثہ معصوم پر دریغ
سبکے نگاہ کشتنِ مغموم پر دریغ | یہ ظلم اور قبلہ مخدوم پر دریغ

ہو کیوں نہ حشر سبطِ پیمبر کا سامنا
یہ سامنا ہی داورِ اکبر کا سامنا

پوری نہ پڑھ چکے تھے نمازِ سحر امام | نقارہ کوب معرکہ مین آئی فوجِ شام
گبر و یہود میسرہ و میمنہ تمام | تھے قلب گہ مین ذلت و ناموس ننگ نام

یہ تہلکہ زمانے مین یکبار گے ہوا — پانی مین خاک خاک مین جا کر چھپی صبا
اور کوہ زیر کاہ کمین گیر ہوگیا — رفعت نبی کی حضیض کے دامن مین آ گئی جا

دنیا و دین و عزت و دولت بدل گیے
اپنی جگہہ سی اپنے محل سی نکل گیے

افسوس ہی کہ آج مدینہ ہی غرقِ خون — نوحِ عرب عجم کا سفینہ ہے غرقِ خون
خیر البشر کے جان وہ سینہ ہی غرقِ خون — اور سعی فاطمہ کا پسینہ ہے غرقِ خون

چرخ و زمین تمام ہے کون و مکان اخیر
ہی وقتِ عصر دورۂ آخر زمان اخیر

گرتے ہین آج مسجدِ اقصے کے اب ستون — اب ہوتی ہین ثوابت و سیارہ سرنگون
اب آسمان سی اوٹہتا ہی تاریک ابرِ خون — اب ہر ملک کو ہوتا ہی سرسام سی جنون

نورِ نگاہ اب کوئی دم مین فنا ہوا
اندہیر سے کہیگے تجلّے یہ کیا ہوا

امید آج خون ہے اور آرزو تمام — ہر سعی کا اخیر ہے ہر جستجو تمام
دُرِّ صفا و نور کے ہے آبرو تمام — ہر وصف کا ہی خاتمہ ہر گفتگو تمام

ہیہات جانِ ختم رسل کا ہے خاتمہ
بیتاب مرتضے ہین تو بے چین فاطمہ

اب کوئی دم مین خاک کو آتا ہی زلزلہ — محور سے آسمان کو گراتا ہی زلزلہ

مرثیہ امام ہمام حسین ابن ابی طالب علیہ السلام

جب صبح کربلا مین دہم کی ہوئی نمود — چہائی شفق فلک سے عیان تہا ہجوم دود
گرنا نگاہ نور سی تہا مہر کا صعود — ہر ذرہ خیرگی سے تہا خال رخ ہنود

تہا نور دور مہر سے اور مہر نور سے
خود کو ٹٹولتا تہا ہر ایک قرب دور سے

ہر ذرہ مین تہا نور نہ تہی نور مین ضیا — خورشید مین نہ سایہ سایہ مین تہی صفا
لمعان نہ تہی نظر مین نظر مین نہ تہی فزا — شعلہ مین تہی نہ تاب نہ تہی تاب مین جلا

نور نگاہ سایۂ مژگان سی تہا نفور
اور تہا ادہر اشارۂ مژگان کہ دور رو

وحشت کا جوش باد سحر مین کہ الامان — خار دماغ بوی گل تر مین کہ الامان
تیغ بہار شاخ شجر مین کہ الامان — بی رونقی یہ نور نظر مین کہ الامان

داغ نظر تہا نور مکدر نگاہ مین
تمیز تہا نہ چرخ کو خورشید و ماہ مین

وقت سحر اعادۂ شب کا ہوا گمان — خورشید کی نکلنی پی چہپنی کا تہا سمان
جوشی نظر کے سامنے آئی سو رائیگان — ہر سو عیان تہی شکل تباہی نہان نہان

کہتی تہی صبح شام سی پردہ نہ اب وہی
اچہا تو ہو جو تفرقہ روز و شب مٹی

محفل سی اوٹہون جبکہ جہان سے ہی اوٹہو نمین

ای چرخ ستم ہی کہ ستانیکو ہمین تہے
کمبخت تیری ناز اوٹہانیکو ہمین تہے

یہ اشک اِن آنکہوںسی بہانیکو ہمین تہے
اس آتشِ حسرت کی جلانیکو ہمین تہے

یہ حادثۂ سخت اوٹہانیکو ہمین تہے
اس بزم مین کیا جاںسی جانیکو ہمین تہے

جو حادثہ اسوقت ہی کس وقت ہوا تہا
معشوق بہی عاشق کی لئی کوئی ہوا تہا

دیکہون یہ تیرا حال جب ای دشمن لعنت
یاد آئی جو رسم اگلی تو آجای محبت

دی میری وفا مجکو ہی خود طعنۂ غیرت
لون اپنی ہی گردن پہ یہ سارے ندامت

مرہم ہوئی زخم جگر عذرِ مروت
پہر شکوہ نرہوی کوئی باقی نہ شکایت

آخر کو گلے سی تجہے ناچار لگالون
پہر جان وجگر کو وہی آزار لگالون

در روبرو بٹہلا کی کہون دیکہہ میری جان
دشوار تہا جو تمکو وہ مجہکو ہوا آسان

یعنی جو کہا اسکا دکہا یا وہی سامان
آخر تو ہوا کیسا پشیمان سا پشیمان

وارہ کیا آپ کو اور مجکو پریشان
اب سحر بیانی پہ تو لایا میری ایمان

وہ نظم محبت مین دل آویز سبق ہون
بیچین کیا تجکو بہی آخر تو قلق ہون

تمت

ترا دامن مژگان ہی نہین شرم سی کیسر
گردن کا اوٹھانا بہی نزاکت سی ہی دوبھر

بی شبہ ہی دل خلق کا کاکل یہ گران بار
ہان چین بجبین ہی شکن طرۂ طرارہ

منہ پہیر کے گہہ کہوے کہ اللہ رہی نخوت
کیا لعل جڑی ہین کہ نہ دیکھی کوئی صورت
قربان کیا تہا بہ سلیقہ یہ طبیعت
کیا ختم ہوئی حسن کے سب تم ہی پہ دولت
بس دیکھہ لیا اہل تمنا کی ہی شامت
اس شکل پہ اور چاہنے والون سے ہی نفرت

منہ کو تو ذرا ڈالو گریبان مین تم اپنے
بس ڈوب مرو جا و زنخدان مین تم اپنے

گیسوی دراز ایسی کہ طومارِ قضا کیا
سو ہان دل و جان ہی ادا اس سی سوا کیا
جس دل مین ہو تم دغدغۂ رنج و بلا کیا
وہ ابروی خوش خم کہ فلک ہی بہی دوہتا کیا
ہی حال برا خلق کا خوبی مین رہا کیا
ہو ذکر جہان آپ کا محشر کا گلا کیا

نظارہ سی اس وضع کی خوف آتا ہی ہی
ہر شخص اسی وجہ سی مرجاتا ہی ہی

القصہ وہ لی چٹکیون پہ چٹکیان نہ سہیم
فریاد کہ تہی ہم ہی کبہے تو خوش و خورم
بیجرمِ محبت بہی کیا چرخ نے ملزم
تو چیخ اوٹھے کہوے خداوندِ دو عالم
کیا گردشِ قسمت ہی کہ اب دہر ہی ہم
کیا خاک جئی کوئی میرا ناک مین ہے دم

بس بس میری اللہ نہ اتنا بہی گہٹو مین

مستیٔ نظر دیدۂ میخوار سی اوڑ جائے
پرہیز حیا نرگس بیمار سی اوڑ جائے
آزار جہان غمزۂ خونخوار سی اوڑ جائے
موزونیٔ خم ابروئے خمدار سی اوڑ جائے
انداز ستم ناز جفا کار سی اوڑ جائے
ہنگامہ فزائی تری رفتار سی اوڑ جائے

تو ایسا پریشانیٔ خاطر کے قرین ہو
نظارہ کہین دہیان کہین ہوش کہین ہو

ہو دل پہ ترا ہاتہ تو دل سینہ سی باہر
دامن ہین گرین اشک تو ہر اشک ہو اخگر
بیتابی و حیرت سی رہی مضطر و ششدر
ارمان ہون تری جانمین جان لب پہ ہو مضطر
ہو درد جگر مین تو جگر نوک مژہ پر
کیا میری کہ ہو اپنی بہی قابو سی تو باہر

بیتابیون کی عذر کو تو پاس اگر آئی
بس ایک ہی چلد ورمین دنیا سی گذر جائی

پہر ہنسکے کہے وہ کہ چلو ہوش مین آؤ
کیا بات نہ ملنے کے ہے نظرین تو ملاؤ
بیچین ہو کیون اتنی بتاؤ لو بتاؤ
ہی تازہ ملاقات ذرا منہ تو دکہاؤ
جاتی ہی رہی ہاتہ سی اتنی بہی نہ جاؤ
مین دل نہین عاشق کا مجہی تو نہ اڑاؤ

معشوق ہو فرمائیے عشاق ہین کتنی
مشتاق ہین بتلائی مشتاق ہین کتنی

دلکش ہی ہر انداز ہر ایک ناز ہی بہتر
گیسو مین وہ نگہت کہ صبا چلتی ہی بچکر
جب سامنی تم آؤ تو قابو کسے دلپر
رخ پر وہ صفا کہ نگہ کہاتی ہی ٹہوکر

ہر لحظہ نئی وصل کے سامان نظر آوین
تصویر یہی محفل کی تو آمان نظر آوین

ہو لطف اگر بزم مین تو ہی کہین آجاے
پہر برقع کو بیساختہ یون چہرے سی سرکاے
فریاد مین فریاد ہو اور ہای مین ہو ہاے

اور طرز سی تیری تجہی کہو یا ہوا دہ
اوڑ جائین تیری ہوش تو دل تہام کی رہجا
جان جانسی نکل جای اگر ہوش مین ہوش آے

ہو اہل تماشا کو بہی حیرت کہ یہ کیا ہی
بدحال ستمگر ہے کہین روز جزا ہے

برقع کو اوٹہاتی ہی زمانہ کو گرادی
گرمیٔ نظر سی کچہہ عجب آگ لگادی
حیرت سی مٹاکر تجہے آئینہ بنادی

محشر کو اوٹہادی تجہی خاموش بٹہادی
یہ حسن مع گرمیٔ ہنگامہ جلادی
جو مجہپہ گذرتی ہی وہ تجہہ مین ہی دکہادی

وہ چال مین تو آئی کہ رفتار کو بہولی
پہندی مین پہنسے طرۂ طرار کو بہولی

بل نکلی تیری زلف کا ہر ایک پئی ہم
گرمیٔ ادا سرد ہی خجلت سی بنی نم
بنجائی یہ کچہہ جی پہ کہ دم دم مین ہیجے بیدم

ابروسی نکلکر تیری گردن مین پڑی خم
اور درد مسیحائی لب کی ہو دوا سم
ہر غمزہ سی فریاد ہو ہر عشوہ سی ماتم

چہرہ سی تیری رنگ اوڑی چاند نا ہو جاے
اندہیر ہو کچہہ ایسا کہ تو بزم مین کہو جاے

وہ منہ ہو کہ قم تک کو ذرا منہ نہ لگاوے
اور دورِ دہان سیم عدم مین نہ سماوے
براقیٔ دندان سی صفا برق گراوے
اور چاہِ ذقن غرقۂ یوسف کو تراوے

گردن کی بلندی جو صراحی مین جھلک جاے
سرشار سیم شرم سی ہو یہ کہ چھلک جاے

ہو بحرِ لطافت کا برو دوش کنارا
مژگان مین تلاطم سا ہو گرتی ہی نظارا
یہ ذبح کرے جنبشِ بازو کا اشارا
وہ قتل یہ بسمل اوسی زخمی اسی مارا
انگشتِ حنائی تپشِ دل کا شرارا
اور ساعدِ سیمین سی ہو سیماب بھی پارا

گر شمع پہ گر جای کفِ دست کا سایہ
ہو صاعقہ پروانۂ سرمست کا سایہ

اور سینۂ آئینہ ہو وہ چشمۂ مہتاب
ہون جسکی حباب آبزنِ دیدۂ پرخواب
وہ صاف شکم ہو کہ نہو قاقم و سنجاب
مخمل بھی جو دیکھی تو یہ چونکے کہ اور مخواب
ہو ناف مین آبِ گہرِ حسن کا گرداب
اور ساقِ دل افروز ہو اک شمعِ جہان تاب

القصہ سراپا مین سراپا ہو وہ آفت
ہو بیٹھنے مین فتنہ تو اوٹھنے مین قیامت

پھر اوسکو فسونہائی وفا ساری سکھالون
پھر شوق نہی ہون کے ارمان نکالون
وہ سحرِ محبت سی وفادار بنالون
پہلو سی اوٹھی جو مین تجکو بھی بٹھالون
ہر حسرتِ خوابیدہ کو خلوت مین جگالون
نظرون سی گراؤن تجھی اور دلکو اوٹھالون

خاکستر پروانہ تجھے جس سی بنا دُون

وہ اوسکا سراپا ہو کہ دیکھا نہ سنا ہو
کانون مین جو پڑجائی تو آنکھون سی
پوشاک ہو وہ تنگ کہ غنچہ بہی قبا ہو
اور رنگ کا وہ رنگ کہ تو لپکے حنا
آواز مین وہ سحر کہ اعجاز فدا ہو
اور ناز مین وہ شکل کہ معشوقِ

دامن کی چڑھائی مین بہی پیدا ہو لگاوٹ
بگڑی بہی تو سطرح کہ گویا ہے بناوٹ

وہ سلسلۂ زلف کہ بہس جای رہائی
رنجش مین بہی آئینہ جبین پر ہو
پیدا گلِ ہر گوشہ مین سو عطر کشائی
بر پا ہو رخسار سی خورشید
ابرو کے اشارہ پہ چلے ہوش ربائی
اور دامن مژگان مین سما جای

آنکھون مین وہ جادو اگر اعجاز دکہائی
زہرہ کو فلک سے چہ بابل مین گرائے

ٹہوکر سے جو کشتو نکو وہ ٹہکرا کی جلائی
اعجازِ مسیحا بہی قدم بوس کو آ
ہر گام مین موج آبِ بقا کی اُمنڈ آئے
ہر نقشِ کفِ پا پہ خضر سر کو لگا
سایہ بہی گری خاک پہ تو حشر اوٹہائے
گر حشر اوٹہے نقشِ کفِ پا سی د

یون چرخ پہ ہر بات کو ہر دم وہ اوتارے
شیشہ مین پری کیا کہ مسیحا کو اوتارے

خود بینی کا بینے ہی سی نقشہ نظر آوے
اور نرگسِ بیمارِ عصارہ کہہ کے بتاد

ہان میری ہی خسارہ پہ یہ نیل عیان ہے
ہان میرے ہے زانو پہ یہ چٹکے کا نشان ہے

تم کاہی کو مین ہی تو کسی بر مین رہا ہون
مانند حنا غیر کے ہاتون سے پسا ہون

جانباز و لسی اس ڈہنگ کے دم باز یان اللہ
اغیار کی خاطر یہ عنان تازیان اللہ
دمباز یان اللہ سخن ساز یان اللہ
غیرون سی ہر ایک بات کی غماز یان اللہ
یہ پردہ بر انداز و لسی ہمراز یان اللہ
اللہ ری تیری شعبدہ پرداز یان اللہ

سن تو کوئی چالاک بہی ہوتا ہی تو ایسا
پردہ مین کہین چاک بہی ہوتا ہی تو ایسا

ہی شرط کہ اب مین بہی تیرے خاک اوڑاون
خونابہ حسرت کی تجہی رنگ دکہاون
اس آتش خاموش سی وہ آگ لگاون
ہر دلسی تو اوٹہہ جائی یہ نظروںسی گراون
ہو زہر بہی میٹہا یہ مزہ تجکو چکہاون
ہو شمع بہی انگشت بدندان یہ جلاون

ایسی سی ملون جس سی نہ تو آنکہہ ملائے
صورت سی تیری اپنی کف پا کو چہپائے

ہر چند تیری تازہ خریدار بہت ہین
پر یاد رہی میری بہی غمخوار بہت ہین
نایاب نہین ایسی طرحدار بہت ہین
کیا چاہئین اب یار کہ اغیار بہت ہین
غرفہ سی مری تاک مین طرار بہت ہین
گلزار وفا مین گل بیخار بہت ہین

کاشانہ حسرت مین اب اوس شمع کو لاون

ہان سچ ہی یہ تہمت تمہین بیہودہ لگائے | کیا لوگ ہین کمبخت عجب بات بنائے
کیونکر کہون ہی آپ کو منظور لڑائی | یعنی کہ ہی ابتک وہی دیدہ مین صفائی
سچ کہتے ہو تم سچے ہو جہوٹی ہی خدائے | کیا دیکہہ لیا ہی جو کری کوئی برائے

غمازون کا کیا منہ ہی ذرا بات تو کر لین
کیا اونپہ گذرتی ہی وہ اپنی تو خبر لین

کسطرح نہین پاس حیا آپ کو توبہ | کب چین ہی خلوت کی سوا آپ کو توبہ
غود کا مونسی کیا کام پڑا آپ کو توبہ | کیا دینگے فریب اہل دغا آپ کو توبہ
می نوشی کا الزام بہلا آپ کو توبہ | کہہ سکتا ہی سچ ہی کوئی کیا آپ کو توبہ

لوگون ہی کی منہ مین مئے گلرنگ کے بو ہی
جولی کا مسک جانا بہی جہوٹونکا رفو ہی

شاعر ہون اگر بات مین مین بات نکالون | تم کیا ہو کہ تصویر کو چاہون تو بلا لون
پریونکی بہی سایہ کو مین دیوانہ بنالون | ہر چند اوڑہی کوئی مگر دل کے اوڑا لون
الزام اگر آپ کو دون بہی تو مین کیا لون | خاک آنکہونمین ان تفرقہ پردازونکے ڈالون

چہلے کا کہان آپکے زانو پہ نشان ہے
اس آئینہ مین عکس نگاہونکا عیان ہے،

کیا خوب مجہی کہتی ہو تمکو خفقان ہے | تعریض سی خالی نہین جو طرز بیان ہے
تم ہوشمین آؤ تو ذرا دہیان کہان ہے، | چپ ہی کسی اور کی منہ مین بہی زبان ہے

کیا پردہ ہی پردہ مین یہ رخنہ نکل آیا
ای غنچہ دہن منہ جو ذرا سا نکل آیا

یہ قفل دہن جو کبہی کہولے بہی نہ کہلتا
یعنی کہ قسم لیکے مجہے دیتے ہو دہوکا
خلوت مین خدا جانی کہ خاک اوڑتی ہی کیا کیا
اوباش ہوس کار نی کیسا کیا جہوٹا
اس پردہ کی قربان کہ کہل ہی سراپا
خوبی کو پشیمان کیا اور حسن کو رسوا

کیا گرمئے صحبت ہی کہ جلتے ہے خدائی
کچہہ بہی نہ ہی شرم نقاب ایسی اوٹہائی

ہان رخنی بہی دیوار و نمین ہوتے ہین نہ ایسے
ہان آبرو و آب ڈبوتی ہین نہ ایسے
ہان نشہ مستے مین بہی سوتے ہین نہ ایسے
کانٹی بہی بہت راہ مین بوتی ہین نہ ایسے
ناموس و نکوئی کو بہی کہوتی ہین نہ ایسے
دیدہ کو نم شرم سی دہوتی ہین نہ ایسے

گہٹنے سے جبین مہ النور تو اوٹہاؤ
کیا سر یہ اوٹہایا ہے ذرا سر تو اوٹہاؤ

یہ رنج نہین راز محبت کہ چہپاؤن
یہ سوز نہین آتش حسرت کہ بجہاؤن
جو چاک ہی پردہ اوسی کیونکر نہ اوٹہاؤن
یہ داغ نہین نقش تمنا کہ مٹاؤن
یہ راز نہین رمز مدارا کہ بناؤن
جو شکل ہی ظاہر اوسی کب تک نہ دکہاؤن

اس وجہ سی سر تیر افرو ہی جو فرو ہے
عطر شب دوشین کی ابہی جیب مین بو ہے

کیون منہ کو بناتی ہو یہ صورت نہین اچھے
کیا آپ کی اعدا کی طبیعت نہین اچھے
یہ رنجِ عدو ایسی محبت نہین اچھے
یہ ناز و نزاکت یہ تو تہمت نہین اچھے

چل نکلی تم ایسے کہ قدم ہی نہین اوٹھتے
ایسے تو کبھی ضعف مین ہم ہی نہین اوٹھتے

تغئیر سراپا مین دمِ جلوہ گری ہے
کیون زلف مین یہ خود بخود آشفتہ سری ہے
کیا خواب مین دیکھا کہ پریشان نظری ہے
آپ اپنی خبر لیوین یہ کیا بیخبری ہے
کیون نرگسِ بدمست مین یہ نیند بھری ہے
کیا اوس پڑی رخ پہ جو کافور تری ہے

حیرت زدہ آنکھین ہین پر آشوب ہین نظرین
کیا بار ہی خاطر پہ کہ دلکوب ہین نظرین

دیکھو تو ذرا نرگسِ مخمور کا عالم
بگڑا ہی یہ رنگ رخِ پر نور کا عالم
ہی نور جبین مین شبِ دیجور کا عالم
جس طرح دمِ نزع ہو رنجور کا عالم
ہو جیسے کسے مضطرِ معذور کا عالم
نظارہ طلب ہی رخِ مستور کا عالم

نظر و سنی جو دیکھو تو مین آنکھو سنی دکھاون
تم منہ نہ بناؤ تو مین آئینہ کو لاؤن

کیسی چمنِ حسن مین یہ خاک اوڑائے
کیونکر یہ پیشانی سی عنقا ہی صفائے
کسطرح لبو نمین نہین وہ روح فزائے
کیسے گلِ رخسار پہ اوڑتی ہین ہوائین
کیونکر رخِ روشن پہ گھٹا سی امنڈ آئے
کسطرح وہ اب تم مین نہین سحر ادائے

بولو تو کہ ہر بات کی سرہم ہی کبھی تھے

کس شانہ پہ یہ زلف پریشان تھی تمہارے
کس پہلو مین یہ جنبش مژگان تھی تمہارے

کس سینہ سی یہ چہاتی تواہان تھی تمہارے
کس ہاتہ مین یہ کاکل پیچان تھی تمہارے

کس لب کی لیئی سیب زنخدان تھی تمہارے
کس منہ مین زبان شکر افشان تھی تمہارے

اس نرگس بیمار کو پرہیز تہا کن سے
مژگان سنان کار کو خونریز تہا کن سے

وہ کون ہی جسکو کہ مناتی ہی بنی تہے
جو بات بگڑتی تھی بناتی ہی بنی تہے

اوٹھتی ہی اشاروں سی بٹھاتی ہی بنی تہے
احوال دل و دیدہ سناتی ہی بنی تہے

ہر ناز کو سو ناز اوٹھاتی ہی بنی تہے
منت سی مے وصل پلاتی ہی بنی تہے

کچھ یاد تو کیجے کہ کسے بہول گئے ہو
بدلی گئی کچہہ تم تو اب ایسی گئے ہو

بیگانہ ادا ہو گئے کیا کہنے تمہارے
سب تمیز فدا ہو گئی کیا کہنے تمہارے

یا اہل وفا ہو گئی کیا کہنے تمہارے
ہر دل کی دوا ہو گئی کیا کہنے تمہارے

بل پہر کے ہوا ہو گئی کیا کہنے تمہارے
اب ہوش ربا ہو گئی کیا کہنے تمہارے

پر یہ بچی نگاہوں کی حیاداریاں دو ہے
صورت پہ برستی ہوئی ناچاریاں دو ہے

ون خاک اڑاتی ہو کدورت نہیں اچھی
کیون جی کو جلاتی ہو یہ شرارت نہیں اچھی

گریہ نی کہا بیٹھہ کے طوفان اوٹھاؤ
نالون نی کہا اوٹھہ کی فلک کو توگرا

آخر کو یہ ٹھانی کہ بس اب ہیچ ہی جینا
خون پہلے گری ہیرا تو پہر تیر اپسینا

نالون نی اوٹھایا مجھی آغوش مین لیکر
صد حسرت و ارمان کا پس و پیش ہٹا کر
آندہی سا چلا جوشمین بی منت یاور
اور خوف و رجا ئی چپ و راست گ
بیتابیون نی توسن جرات کیا شہ
بجلی کی طرح خرمن اغیار پہ گرگ

یون صاف مجھی حلقۂ اعدا سی نکالا
آیا ہی نہ تہا گو یا کہ اس جا ندیہ ھالا

نکلی تہی مین پانوسی وہ سر پہ پٹھی تہی
جون سنگ ہرا یک سانس سر سینہ زنی ہی
مایوسی و حرمان کی وہ ناوک فگنی تہی
بگڑا ہی تہا نقشہ کہ بری آن بنی
تہی ریزۂ الماس کہ نیزہ کی انی
جو دلمین تمنا تہی سو گردن زدنی

تبلائی اوس وقت یہ عیار کہان تہی
بازار مصیبت مین خریدار کہان تہی

جو مرنیکو تیار تہا وہ کون ہی کہی
جسپر کہ سدا پیار تہا وہ کون ہی کہی
جو مردۂ گفتار تہا وہ کون ہی کہی
جو مرگ خریدار تہا وہ کون ہی کہ
جو محرم اسرار تہا وہ کون ہی کہ
جو تشنۂ دیدار تہا وہ کون ہی کہ

دیکہو تو کہ سر مشق نظر ہم ہی کبھی تہی

یہ چرخ کہ ہی ایک ہی عیار و نکاعیار
اول ہی سی اس فکر مین تہا عاقبت کار
تا اہل ہوس مین ہو ترا شہرہ و اظہار
لاتا ہی عجب سانگ نئی شکل سی ہر بار
یوسف کی طرح لائے تجکو سر بازار
جان بیچ کے دیکہین تو بنی کون خریدار

ناگاہ پتا دشمن بی باک کو دیکہ
پر دی سی قیامت کو نکالا ہی کہیں سر

آئی جو عدو ہو گئے احباب کناری
نالونکی سوا کون کہ مرتے کو پکارے
جان دینی کی غیرت نی کئی لاکہہ اشارے
اور تم بہی چلی چہوڑ کے چپ شرم کے مارے
ٹہوکر کے سوا کون کہ گرتے کو سہارے
تنہائی مین شامل تہی موت بہی ہارے

احسان تہا جو اوسوقت کوئی قتل بہی کرتا
قربان مین جب ہوتا تو اب کاہی کو مرتا

جو فتنہ کہ رفتار سی تیری نہ اوٹہا تہا
جو اوٹہہ نسکے حادثہ وہ مجہہ پہ پڑا تہا
ماتم مین تہی فریاد و فغان مرگ فزا تہا
وہ پہر عیادت میری بالین پہ کہڑا تہا
اوٹہنا مجہی دشوار زمانہ سی ہوا تہا
حیرت مین تہی حسرت کہ یہ کیا ہو گیا کیا تہا

ہنگامۂ بیداد تہا وہ جان حزین پر
تہا حشر فلک پر تو قیامت تہی زمین پر

حرمان کا تقاضا کہ بس اب ہاتہ اوٹہاؤ
غیرت کا یہ طعنہ کہ چلو منہ نہ دکہاؤ
حسرت کی تمنا کہ ذرا دیکہہ تو آؤ
جرأت کا یہ غصہ کہ ابہی سر کو کٹاؤ

کہتے تہے کہ اوس شوخ کی شوخی سی یقین ہے
ہر چند وہ اس جای پہ بہی تو نہین ہے

اطوار سے ڈر کر فلک عادثہ زا کے
گہ خاک مین سوتی ہیری تکیو نکو بگا کے
شام آکی کہین کے تو سحر کے کہین جا کے

چور ونکی طرح زیست ہی تمکو چہپا
گہہ ٹہوکرین کہاتی ہیری ہم شہر مین
سونا زاو ٹہانی پڑی غماز صبا

قائم کیا ہر کوچہ مین ہر روز نیا گہر
جون گردش ایام بہٹکتے ہیرے در در

غماز ونکی ہاتون سی غضب ہوش تہی پرشان
دربان تہی خرابہ مین میری گردش دوران
کیا تم تہی بغل مین کہ قصنا سر تہے لرزان

مجموعۂ حیرت تہا میرا حال پریشان
کیا دخل کہ نیند آنکہہ مین آئی سر مژگان
کیا لب تہی لبون پر کہ لبو نپر تہے میر جان

اس وصل کی دہوکی نی بڑی رنج دئے ہین
ہر کہٹکے پہ سو مرتبہ مر مر کے جئے ہین

سر نیچے کو تہا تا صبح طنّاز سے ڈر کر
ہلتا تہا ہر ایک تفرقہ پرداز سی ڈر کر
گوشہ ہی مین رہنا پڑا غماز سے ڈر کر

رنگ اڑتا تہا احباب کی انداز سی ڈر کر
سو ساز رکہے دشمن ناساز سے ڈر کر
کچہہ بات نکر سکتا تہا آواز سے ڈر کر

جان تن سی نکل جاتی تہی آنی سی صبا کے
رو پڑتا تہا آخر نہین چہاتی سی لگا کے

گہر والون سی کیون ڈرتی ہو ڈر کس کا پڑا ہے
ہر فتنۂ محشر میری دامن سی لگا ہے

سامانِ قیامت میرے ٹہوکر مین دہرا ہے
چلدینی پہ ہم آہی تو رُکنا تمہین کیا ہے

رُکتی ہین کوئی حشر ہے آجائی تو آلی
سودا نہ یہہ جائیگا جو سر جائی تو جائی

آخر کو تجہی جذبۂ دل کہینچ کی لایا
ہمراہ حیاسی تہا ٹہٹکتا ہوا سایا
فرمایا کہ لو ہمنے تو فتنہ کو جگایا

یعنی کہ شبِ ماہ مین تو آپ ہی آیا
مینی بہی قدم دیکہہ کی آگی کو بڑہایا
گراب بہی وہی حیلۂ دوشینہ بنایا

یوسف تو تہِ چاہ گرائی سے گرا ہے
ہم آپ گری پڑتے ہین ہمکو تو حیا ہے

ناخواندہ کیا عشق نے جب آپکو مہمان
پہر شرم نی ایک گوشہ سی پکڑا میرا دامان
کچہہ بہی نہ بن آیا مجہی غم دکردہ کا درمان

اور لطف وعنایت نی کیا مجکو پشیمان
اور آگی سی کہینچا میرا غیرت نی گریبان
گرتی ہی بنی خانہ براندازیکا سامان

اے پردہ برانداز تجہی وہان پہ چہپایا
جس جا نہ پڑا تہا کبہی عنقا کا بہی سایا

ہوتی ہی سحر جاگ اوٹہا فتنۂ محشر
ناتجربہ کاری سی میرا حال تہا ابتر
جب طاقتِ ہر پائی طلب ہو گئے آخر

در در میں اجر چا تہا حکایت تیری گہر گہر
بتیا بیان لاکہون تہین مگر دل ہی کے اندر
جو اوٹہا سو دل تہام کی جو بیٹہا سو تہک کر

اس پردہ مین گویا دل بسمل کی تہی ٹکڑے

آگاہ نہ تہی آپ جو اندازِ جفا سے
کہنا کہا کی وستم مجکو یہہ دیتی ہتی دلاسے
گہروالی بگڑ جائین بگڑنی دو بلاسے
گر مجکو پشیمان بہی کرلی تو وفا
مین تم پہ مردن تم نہ ڈرو حیف
کیا تمسی توڑا اگر وہ ملائین گی

واللہ کبہی شکل جدائی ہی نہو گے
ہون تمسے جدا ایسے خدائی ہی نہو گے

کہتی تہی کوئی راہ بس اب ایسی نکالو
رسوائی کا کیا پاس ہی باتو ہمین نہ ٹالو
ہرچند سبک ہو گی پہ یہہ بار اوٹہالو
ہین خار یہہ سب اپنی مجہی اسنی
دب جائینگے سب کہنے بہدے و خاک بہی
دیکہون تو ہنر عیب کی مانند چہپ

گر پردۂ ناموس ہوا چاک تو ہو جائی
گہر لاکہہ کا ہو جائی اگر خاک تو ہو جائی

ہر شکوہ پہ کہہ اوٹہتی مین قربان تمہاری
کب دیکہئی ہم ہوینگی مہمان تمہاری
کب سر سی ٹلین گی میری احسان تمہاری
مین نکلون تو نکلین یہ سب ارمان تمہار
کب کام مین آئی گی میر یجان تمہ
ہر آن مین ہون تابع فرمان تمہار

کیون میری نکلنی کی یہہ کرتی ہو حیا تم
کم سمجہی ہو ہی ہی مجہی لیلی سی بہی کیا تم

آخر تو قدم راہِ محبت مین رکہا ہے
پہر ہٹو کرونگی کہانی سی انکا بہی

نک تھی حیا پردہ کہ منہ پر نہ ہر اتہا
قابو مین زبان تھی کہ میرا منہ کھلا تھا

آخر لبِ خاموش میرا آبلہ زا ہے
اب دل کی اگر خار نکالون تو سزا ہے

ہ وقت بھی ہی یاد کہ تم سادہ ادا تھی
زلفین تہین پریشان کھلے بندِ قبا تھی

ُینہ سے چہپتے تھے گرفتارِ حیا تھے
وہ سادگیٔ لطف کہ خونریزِ جفا تھے

قصہ ہر ایک شکل سی صد شکلِ وفا تھے
تم دیکھتی ہی دیکھتے کیا ہوگیٔ کیا تھے

شوخی کا ہر انداز کہو کسنے سکھایا
افسوس بگڑنے کو تمہین ہمنی بنایا

لکھو نکو دلِ زار سی خونریز تھا کیا کیا
بیمار کو بیمار سے پرہیز تھا کیا کیا

رفِ شکر ریز سم آمیز تھا کیا کیا
نظارۂ دزدیدہ حیا خیز تھا کیا کیا

ہان عشق پی پردہ دری تیز تھا کیا کیا
وہان حسن حیا سی ستم انگیز تھا کیا کیا

کچھہ بھی نہ سمجھتے تھے کنایٔ نہ اشارے
موںہہ دیکھہ کے رہجاتی تھی جب شرم کی مارے

جب اثرِ مہر و وفا جوش مین آیا
تمکو بھی اس آسیب نی دیوانہ بنایا

ہہ ہنگبیٔ تم ایسے کہ کچھہ بھی نہ بن آیا
کھویٔ گیٔ اس غم مین کہ کیون دلکو گنوایا

دلسے اوٹہا جوش وہ آنکھو منین سمایا
نظارۂ دزدیدہ نے یہ جلوہ دکھایا

ہر لحظہ نی پردۂ حائل کے تھے ٹکڑے

اب پیچ و خم طرۂ طرار سی کیا کام
اب سرزنئ کاکل خمدار سی کیا کام
اب جاندہئ نرگس بیمار سی کیا کام
اب کشمکش رنجش و آزار سی کیا کام
اب ساحرئ غمزۂ عیار سی کیا کام
اب سادگئ عشوۂ پرکار سی کیا کام

جس دل پہ تہمین ناز تہا اب دل وہ کہان ہے
آسان ہی جینا ہمین مشکل وہ کہان ہے

تجہسے نہ یہ امید تہے لے مایۂ راحت
بیہودہ تہے سب سابقی کیا حرف و حکایت
کیا تجکو غرض ہی کہ اوٹہا ہی تو ندامت
غیرونکو بٹہا کر تو اوٹہائی گا قیامت
بن آئی مری کوئی تو کیا تجہسے شکایت
کیا صلح سی اب بحث لڑی غیر کی قسمت

ہرگز نہ یقین ہوگا تیرے دلمین بقرر
مرکر ہی جو دکہلائین کہ یون مرتے ہین تجہپر

بحیرِ وفا ہم نہین سم کہائی کیونکر
اک مردنِ دشوار سی گہبرائی کیونکر
گمراہ تجہے راہ پہ اب لائیے کیونکر
دامانِ جفا چہوڑ کے مرجائیے کیونکر
میدانِ محبت سی نکل جائیے کیونکر
تجکو تیرے اقرار سی شرمائیے کیونکر

بیدید مروت تیری آنکہو مین نہین ہے
خجلت سی عرق چین تیرے پیشانی پہ چین ہے

ان ٹہوکرونکی کہانیسی کیا مجکو پڑا تہا
یہ وقت ہی کچہہ اور وہ عالم ہے جدا تہا
پامالِ جفا رہنا تقاضائی وفا تہا
کیا جانیے کیا ہوگیا کیا جانیے کیا تہا

تھم تھم کے میر یجان نکلتے جو نکلتے
رہ رہ کے سب ارمان نکلتے جو نکلتے

ہان ہدِ نظر خانہ خرابی ہی اگر رہتے
دردا کہ تجھے دردِ جدائی کی خبر رہتے
کیا آگی یہہ ہی طور یہہ ہی شکل گذر رہتے

تو جا کِ سرا پردہ سی کیون مجہ پہ نظر رہتے
یعنی کہ شتابی وصال آٹھ پہر رہتے
کیا یہہ ہی قیامت میرے سر شام و سحر رہتے

بن ٹھن کی تو ہر رات کو اغیار کی گھر ہو
اور صبح بگڑ جانیکے تہمت میری سر ہو

تا چند تپش خاطرِ افسردہ مین ہی ہے
فریاد سی محشر ہے دِل مردہ مین ہی ہے
ناسور پڑا دیدۂ خون خوردہ مین ہی ہے

ہون داغ نکیون سینۂ آزردہ مین ہی ہے
ہی حشر بپا جان ستم بردہ مین ہی ہے
صدمہ ہے سنا صد دِلِ آزردہ مین ہی ہے

رخصت ہی بس اب آپ کو جاؤ کہین جاؤ
ہو پردہ نشین مُنہ نہ دکھاؤ کہین جاؤ

کیا فیصلہ کو منتِ اغیار کرینگے
اب صبر ہی ہم عاقبتِ کار کرینگے
دل غیر ہی کیا ہم جو اوسی خوار کرینگے

مر جائینگے پر یہہ تو نہ زنہار کرینگے
دو نیم نہ دل ہوگا نہ ہم جا بکرینگے
جان اپنی ہی کیونکر اوسی نثار کرینگے

پھرتی ہی تیری آنکھہ کی دل اپنا پھرا ہے
اب آئین تیری گھر پہ تو مر جانیکے جا ہے

چھپتا تو میرا داغ تمنا نہ کہ تو حیف
ہاتون سی گریبان نکلتا نہ کہ تو حیف
چھٹتا تو تیرا شکوہ بیجا نہ کہ تو حیف
جاتا تو تیری ہجر کا کھٹکا نہ کہ تو حیف

حسرت ہو تیری کاش جب آغوش مین تو ہو
اور چشم تماشا مین تیرا جلوہ لہو ہو

جان لب پہ ہی اور جانمین تیری یاد نہان ہے
ارمان ہی یہ تیرا ہی جو سینہ مین فغان ہے
آنکھون مین ہی دل آنکھہ سوئی دل نگران ہے
ہا تو نہین ہی دل دلمین تیرا داغ تپان …
تیرا ہی بیان ہی جو گرہ بند زبان …
ای خانہ بر انداز کہان ہی تو کہان …

خلوت مین کیا کاہی کو تہ جلوہ گریے کو
پردہ مین چھپایا ہے غضب پردہ دریے کو

کس سے کہون جو صدمہ اوٹھائی سو اوٹھائے
اغیار نی صلح بولائی سو بولائے
انداز بگڑنیکے بنائی سو بنائے
جو سانگ مقدر نی دکھائی سو دکھا…
احباب جگر بند توڑائی سو توڑ…
کچھہ اب ہی سمجھہ لوگ ہنسائی سو ہنسا…

ہی لخت جگر آنکھہ مین فریاد ہی لب پر
محشر کو لیئے نالۂ ناشاد ہے لب پر

یہہ جانا کہ جانا تہا پر اسطرحسے جائے
اس دل نی یہ پہلی ہی سی طوفان اٹھائے
کوئی تو بگڑنیکے لیئے بات بنائے
اغیار نی جو کان بھرے تھی وہ سنا…
ناکردہ گنہ تہمت بیہودہ لگا…
جانی پہ تمہاری مجھی ارمان تو آ…

واسوخت قلق

۱۳۰۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسے خانہ برانداز حیا ہمسے پہرا تو
پامال کیا نقش وفا خوب گیا تو
کس خاطر ناکام کا آرام ہوا تو
رنگ رخ مایوس کی مانند اوڑا تو
کیا کام ہی دلمین اگر آنکہو ںسی چہپا تو
ارمانکی طرح پہر کے نہ آنی سی ہے جا تو

جیتی ہین تو مقدور تلک صبر کرینگے
مجبور رہے دلپہ مگر جبر کرینگے

پہر آئے ہے جے دیکہہ کے خالے پڑے گہر ہائے
آرائش خلوت کدہ ہے خار نظر ہائے
چین چادر بستر کے بنے زخم جگر ہائے
چنگاریون کے شکل پڑے ہین گل تر ہائے
وہ سکتۂ دیوار وہ خمیازۂ در ہائے
میدان ہے میدان ہے جاؤن مین کدہر ہائے

کیون خانہ خرابی کو میری یاد کروگے
کیا غیر کا گہر ہے جسے آباد کروگے

اس گہر سی غم و رنج نکلتا نہ کہ تو حیف
جاتا سوی دشمن ترا جرجا نہ کہ تو حیف

یہہ عشوہ اوسی کا عشوہ خوردہ ‏ یہہ غمزہ اوسی کا غمزدہ تہا

یہہ ناز اوسی کا ناز بردار ‏ ابرو کا وہی گرہ کشا تہا

یہہ شوق اوسیکا آرزومند ‏ یہہ ذوق اوسیکا فدا تہا

یہہ شانہ اوسیکا تکیۂ سر ‏ یہہ سینہ اوسیکا آئینہ تہا

یہہ مہر اوسیکے دست بستہ ‏ یہہ قہر اوسیکا ولولہ تہا

یہہ جلوہ اوسیکا کشتۂ حسن ‏ یہہ حسن اوسیکا مبتلا تہا

آخر دیکہا اوسی **قلق** کو ‏ نگران نگران یہہ کہہ رہا تہا

رفتی بشب و سحر نکردے

روز سیہم نظر نکردے

متفرقات

روزیکہ شود اذا السماء انفطرت ‏ آندم کہ شود اذا النجوم انکدرت

من دست ترا بگیرم اندر عرفات ‏ گویم صنما بایّ ذنبٍ قتلت

ولہ

ہان ہان چہ قلق کیست کہ مقہور بود ‏ کین شوخ بجاہ غیر مغرور بود

دستی ست تہیدستی مار دریاب ‏ ساغر کہ ز می تہی است پر نور بود

مطلع

کب آئی جان مین جان اور کب قدم ڈالے ‏ کہ مر رہی ہین قیامت کیسے اسری والے!

روز سیہم نظر نکر دیے

گرنالۂ دلنشین اب آتا
بیتاب وہ مہ جبین اب آتا

رکہتا وہ اگر قدم اوٹہا کر
یہہ چرخ تہ زمین اب آتا

فردا کا بہی وعدہ ہی پسِ پشت
آتا تو ہمین یقین اب آتا

یہ صبحِ ازل وہ شامِ محشر
چلتا جو وہ نازنین اب آتا

گیسوی سیاہ ہی پریشان
دن دیکہتے شانہ بین اب آتا

وہ دامنِ ناز وخاکِ عاشق
ای لختِ جگر گزین اب آتا

محشر مین چہپانی والی لاکہون
بیباک ستم کمین اب آتا

وعدے پہ نہ آیا خیر گذری
پہر تجہپہ دلِ حزین اب آتا

کچہہ جور وستم نہ پہیرنا تہا
کیون دشمنِ داد ودین اب آتا

اسطرح گیا ہے چہوڑ کر تو
غصہ کے سوا نہین اب آتا

رفتی بہ شب وسحر نکردی
روز سیہم نظر نکردی

قطعہ

جو تیرا قدیم آشنا تہا
سر حلقۂ الفت ووفا تہا

ہر تیر قضا کا تہا نشانہ
ہر ناز وادا کا دلربا تہا

یہ چشم اوسیکے سمت واتہی
دیدار اوسیکو دیکہتا تہا

ہر دانہ سبحہ سنگ و ریش
وہ بھی بہزار جانفشانی

دم ایسا چرایا اب قوی نے
ہر لحظہ ہے اپنے پاسبانی

اک درد ہے اب شریک بستر
اک داغ رہا ہے یارِ جانی

کیا تیز قدم ہے عمرِ ناکام
کیا جلد گئے تو اے جوانی

رفتی بہ شب و سحر نکردے
روزِ سیہم نظر نکردے

دم سے پہلے ہُوا ہُوا تو
اے جانِ جفا ہے بیوفا تو

مین تیری طرح تجہے بتاون
جب میری طرح ہو مبتلا تو

کیا دیر و حرم کا ایک جہگڑا
بدنام ہوا ہے جا بجا تو

الغرض بُری ہے رہنما ئی
اک مین ہون خراب دوسرا تو

بوسہ کے ہوس عدو کے ہو گئے
مت نام کسیکا لبپے لا تو

غیرون سی خوش اختلاط ہین وہ
آتی ہے کہان کو اے حیا تو

آتی نہین گر تجہے محبت
صورت میری آکی دیکہہ جا تو

ہم لین گے خدا سے تیرا بدلہ
کیا دیگا کسیکا خونبہا تو

تنہائی کا ہی خیال تیرے
فرقت کو نہ ساتہہ لیگیا تو

آنکہون آنکہو مین اوڑ گیا بس
کیا خوابِ شبِ فراق تہا تو

رفتی بہ شب و سحر نکردے

گر حسن سے انتقام لیتے | تو بھی یہ ستم روا نہوتا
احباب کو متہم نکرتے | اغیار پہ فیصلہ نہوتا
گر ناخن غیر تو بھی ہنستا | عقدہ میری دل کا وا نہوتا
کیون آئینہ ہم تجھے دکھاتے | گر شوق ہے خود نما نہوتا
سنتا جو ذرا بھی جی کی کوئی | نالہ ہدفِ صدا نہوتا
تجھسا جو مین اور ڈھونڈلاتا | مجھسا کوئے دوسرا نہوتا
ہوتا جو نگاہون ہی مین ہوتا | کیا کیا ارمان ہین کیا نہوتا
گو وقتِ وداع حشر آتا | یہ حال زمانہ کا نہوتا
اسطرح سے آسمان نہ پھٹتا | ایسا کبھی حادثہ نہوتا

رفتے بہ شب وسحر نکردی
روزِ سیہم نظر نکردی

ہر دم کے عیان ہی تیغ رانی | کٹتے نہین تو بھی زندگانی
اب ولولۂ جگر کہان وہ | ہی آتشِ سینہ پانی پانی
یخ بستہ ہے شعلۂ درونے | برفاب ہے آتش نہانی
مین کہتے ہے کہتے ہو گیا چپ | تھی زیست مگر کوئی کہانی
ہر بات کا ذکر اور مزی ہائے | اللہ رسے لذتِ زبانی
خم پشت نکیو نکلے ہو کہی اب | پہلو زنِ زورِ ناتوانی

ہندو سی یہ برہمن کو نفرت
کیونکر نگرا سپہر بے مہر

کس رام سے کر گیا ہی رم جیبہ
جسوقت اوٹہا تیرا قدم جیبہ

رفتی بہ شب وسحر نکردے
روز سیہم نظر نکردے

بیر جسم کے خاک کام کا دل
او ہٹتے او ہٹتے ہے محشر آیا
کیا غارت عشق کا ٹھکانا
دزدیدہ نظر کے ہفت رنگا ہین
اللہ رے ہجوم نامرادی
ہی محبت قرب حشر ظاہر
ہے رشک شریک بیوفائی
ہے آتش ہجر غیر کیا سڑ
بیداد سے بہی کیا کنارہ
یک لخت کیئے جگر کے ٹکڑے

یہہ چھیڑ کہ تو ہی لیگیا دل
لیجو لیجو وہ لیچلا دل
گو یا کہ بغل ہی مین نہ تہا دل
نظرون نظرون مین اوڑگیا دل
ہل چل مین کہین وہین ہادل
نظرون سے ترے مرا گرا دل
جے بیٹھتے ہے میرا اوٹہا دل
پتھر ہے اوسی طرح ترا دل
فریاد سے خون کر دیا دل
یکبار سے گے اسطرح پہٹا دل

رفتی بہ شب وسحر نکردی
روز سیہم سحر نکردی

گر عشق خود آشنا نہوتا
کوئی کبھی بیوفا نہوتا

کیا وصل مین تجھکو موںہہ دکھاتے — گر ہجر مین غمگسار ہوتا

جس قصہ کو مختصر مین کرتا — طولِ شبِ انتظار ہوتا

کب تک مین سلگ سلگ کے جیتا — کیون نالۂ شعلہ بار ہوتا

کیا میری زبان کٹ نجاتی — کسطرح ستم شمار ہوتا

گر غیر بہے غمگسار ہوتے — ناصح ہے نہ دوستدار ہوتا

یہہ بخت سیاہ جب جلو مین — ای فتنۂ روزگار ہوتا

پردہ نہ ترا کبھے بہے اوٹھتا — ہر چند کہ تار تار ہوتا

رفتی بشب و سحر نکردی
روزِ سیہم نظر نکردی

بیزاری صبر و نازِ غم حیف — عجزِ الفت زبون شیم حیف

فریاد نکشتن ستمگر — بیداد دریغئ ستم حیف

دشوار وفائی عہد فرقت — طولِ شبِ غمکے عمر کم حیف

اغیار کا جور و جبر بہے ہے — احباب کا لطف اور کرم حیف

تلخئ فراق کے سوا اب — معدوم ہوا جہان مین سم حیف

امید کا خون دیکھنے کو — ارمان کا ہجوم ہے بہم حیف

افسوس افسوس ہای صد ہای — ہیہات ہیہات دمبدم حیف

تو جائی اور آئے تیرا ارمان — اوٹھا نہ متابعت کو غم حیف

رفتی بشب و سحر نکر دے
روزِ سیہم نظر نکر دے

یک لخت پہرا زمانہ ہے ہے	فریاد بنے ترانہ ہے ہے
اسطرح چلا ہے تو کہ گویا	اغیار کا تہا بہانہ ہے ہے
تیرا آہنگ لا اُبالے	پامالۓ جادوانہ ہے ہے
بیزار یۓ یارِ غارِ بیمار	بیاریۓ عاشقانہ ہے ہے
افسونِ حموشئ جدائے	افسانہ خانہ خانہ ہے ہے
چلتے ہے زبان میری کہ خنجر	خوبے ہے تیری فشانہ ہے ہے
گیسوئ درازِ لیلِ فرقت	ہو ذکر مژہ سے شانہ ہے ہے
ہر تیر خطائے آسمان کا	تہا مین ہی مگر نشانہ ہے ہے
مانا کہ خفا گیا ہے مجہسے	رُکنے پے بہی تو رُکا نہ ہے ہے
تیزئ غضب نے بہی نہ پہیرا	کیا جلد ہوا روانہ ہے ہے

رفتی بشب و سحر نکر دے
روزِ سیہم نظر نکر دے

دلبر اگر اختیار ہوتا	تو ہی میرا جان نثار ہوتا
کیا زندگۓ فراق کٹتے	مرنا جو نہ بار بار ہوتا
ای کاش مین غیر ہو کے مرتا	در پر تو ترے مزار ہوتا

کچھہ یاد بہی ہی تجھی ہمارے
یا بہول گئے سبہی خدا کو

ہمسایہ و ہم محلہ ہہی پر
بیٹھو میرے بخت نارسا کو

کسواسطے نکلے گہر سے باہر
تو سمجھے ہہی طرزِ مدعا کو

تو بچکے چلا گیا کدہر کو
پامال کیا نہ رہنما کو

ہتی لب پی جفا کے توبہ توبہ
چہوڑا ہہی تڑپتے یون حیا کو

رفتی بہ شب وسحر نکردے
روزِ سیہم نظر نکردے

دیوانہ ہون نازِ مدعی کا
میرا ہی نیاز ہی کبھی کا

جب تو ہی نہ اپنی شکل دیکھے
کیا اسمین فتور آرسی کا

کیا شہرتِ قیس و کوہکن ہے
کیا عام مرض ہے عاشقی کا

اغیار کا شکوہ کون سُنتا
تو یار ہوا ہے کب کسی کا

کیا لب پہ شبِ فراق جان آئے
بتلا ہون مین گردِ نارسی کا

مجھکو نہین اعتبار دلبر
تجکو نہین اختیار جی کا

کیا اوسکے گلی مین جی لگیگا
کوئی نہین دوست اجنبی کا

ای پردہ نشین تجھی بہی دیکھا
تو ہی نہین اپنی بیکسی کا

موہنہ دیکھتا رہگیا گہڑا مین
چلتا نہین بس کچھہ آدمی کا

ساقی یہہ شراب ہی کہ خون ہے
جو صبح فراق لالہ گون ہے

غیرت سی اوڑا نہ رنگ اُسکا
تو دیکھہ کہ جام سرنگون ہے

ساغر کو گرا سنبھال مجھکو
بدمستے حالتِ زبون ہے

رکھہ آگ مین جادرِ گل آگین
لرزان ہون کہ سر اندرون ہے

پھینک عطر کو گرد عود بر تو
نفحات سی تیزئی جنون ہے

گل شمع و چراغ کو کہین کر
جو داغ ہے ملتہب فزون ہے

کر شیر و شراب ایک جا تو
دل پھٹنے کا غیر سی شگون ہے

اب کسکا حجاب رہگیا ہے
دربستہ تو ہی بتا کہ کیون ہے

مطرب کو خموشِ ساز کر بند
دستک بہی تو غیر کا فسون ہے

ہر نغمہ ہے بر فغانِ فریاد
ہر دم یہہ صدائے ارغنون ہے

رفتی الشب و سحر نکرڈے
روز سیہم نظر نکرڈے

کس طرح سے چھوڑ دون وفا کو
ظالم نے ستایا ہے جفا کو

توبہی تو نہین کچھہ اپنی بس مین
کیا چین ہو جانِ مبتلا کو

ہر دم سے ہے خیالِ خلوتِ غیر
کیا کیجئے جانِ آشنا کو

جائی بہی کہین یہہ شوق دیدار
آنکھون سے لگاؤن نقش پا کو

تیرا نہین رشک محبکو منظور
چھوڑون مین امید ناسزا کو

...خفہ کے رنجش ہے تو ہر دم کی لڑائی
...آگہ نہ آ آگئی اپنی توہین آئے

چھٹکر ہے تو ممکن نہین امید صفائے
ہو وصل کا ارمان جو نہو موت جدائے

ای وعدہ فراموش تو مت آئیو اب بہی
جس طرح کٹا روز گذر جائیگے شب بہی

...نہین تیری رہ تا بکجا دیر اور ایسے
...ئیلہ کوئی باقی نرہا دیر اور ایسے

سب بہر گئے تو ہے نہ بہرا دیر اور ایسے
لے روز قیامت بہی ڈہلا دیر اور ایسے

ای وعدہ فراموش تو مت آئیو اب بہی
جسطرح کٹا روز گذر جائیگے شب بہی

...زخم جگر پیتا ہون کہاتا ہون ہوا حیف
...رشید بہی گریہ سی میری ڈوب گیا حیف

جسکا یہہ سہارا ہو وہ تا چند جیا حیف
پر بزم سی اغیار کے تو بہی نہ اوٹہا حیف

ای وعدہ فراموش تو مت آئیو اب بہی
جسطرح کٹا روز گذر جائیگے شب بہی

...ہو قلق اس راہ مین وہ چال نکر جائے
...ت کی لنبی عمر ہے ایک شب تو گذر جائے

یہ شوخیان موجود نہ باہر ہو نگہر جائے
سنتے ہی وہ آتا ہے یہ پیغام اگر جائے

ای وعدہ فراموش تو مت آئیو اب بہی
جسطرح کٹا روز گذر جائیگے شب بہی

ترجیع بند

بدگمانی یہ نہین خوب کہ غماز ہین ہم — پاسبانِ طلب و حافظ ہر راز ہین ہم
بی نشانی ہی نشانِ واقفِ انداز ہین ہم — دیکھنے والی قلق کی ہین نظر باز ہین ہم

آپ ہم کوچۂ جاناں کے ہین جانیوالے
خضر کیا جانے غریب اگلی زمانیوالے

ایضاً

قاصد مجھی غیرت بھی ہی اور غیظ و غضب بھی — اور شاق ہی اب وز کے صدمۂ کا تعب
کچھہ اوسکی نہ آنیکا ہو معلوم سبب بھی — گر عذر ہی معقول ہو کہدیجیو جب

ای وعدہ فراموش تو مت آئیو اب بھی
جسطرح کٹا روز گذر جائیگے شب بھی

جب تو ہی نہین پاس تو کیا خوف قضا سے — جو تجھسے تہے امید وہ چاہین گی خدا سے
اب ہمکو شکایت نہ وفا سے نہ جفا سے — ہو شامِ جدائی و دمِ نزع بلا سے

ای وعدۂ فراموش تو مت آئیو اب بھی
جسطرح کٹا روز گذر جائیگے شب بھی

ای نامہ بر اب اوسکی تو با تو نہین نہ آنا — آتا ہی ہمین اور جگہہ دل کا لگا
آئی تو وہ آجائی نہ آئی تو نہ لانا — اسپر بھی مکدر ہو تو یہہ صاف سُنا

ای وعدۂ فراموش تو مت آئیو اب بھی
جسطرح کٹا روز گذر جائیگے شب بھی

خضر کیا جانی غریب اگلی زمانی والے

پندگو وہانکا سگِ راندۂ غوغا افزا
اسی بازار مین ہی عصمت یوسف رسوا
چشم بد دور پہٹکنے نہین پاتی ہی حیا
ٹہیرای یاد خودی شوق فنا آگے آ

آپ ہم کوچۂ جانان کے ہین جانیوالے
خضر کیا جانی غریب اگلی زمانیوالے

رفرف و عرش تو یہ ہین نہین نایاب سراغ
بسکہ ہی حوصلۂ دید عزادار فراغ
دور کتنی ہی کہ جبیر ہے فرشتونکو دماغ
لئی پہرتا ہی وہان ہاتہ مین خورشید چراغ

آپ ہم کوچۂ جانان کے ہین جانیوالے
خضر کیا جانے غریب اگلے زمانیوالے

دور جو عقل و خرد سی ہین اصلا دور
تہم قرب ہی اس راہ مین اور رسوا دور
کہل گیا جسکا پتا پاس ہی پہر دہ گیا دور
ہی سراغ اوسکا تعین سی بہت ہی سا دور

آپ ہم کوچۂ جانان کی ہین جانیوالے
خضر کیا جانی غریب اگلی زمانیوالے

ہان فقیرونکی صفت لعل مین دولت والے
ننگ و ناموس سے بیزار ہین غیرت والے
اور رقیبونکے حوالی ہین محبت والے
پردہ کی نام سے چہپتے ہین حمیت والے

آپ ہم کوچۂ جانان کی ہین جانیوالے
خضر کیا جانے غریب اگلے زمانیوالے

آپ ہم کوچۂ جانان کی ہین جانے والے
خضر کیا جانی غریب اگلے زمانے والے

شور فریاد سی ہی دور مگر دل کی پاس
پشت امید کی جانب ہی تو سر دل کی پاس

دو جہان انکا ہمین پڑتا ہی سفر دل کی
خود کو کھو یا ہے تو پایا ہمین گھر دل کی

آپ ہم کوچۂ جانان کے ہین جانیوالے
خضر کیا جانی غریب اگلے زمانیوالے

جسکو ہو دیکھنا وہ سر سی جدا ہو کے چلے
اضطراب دل مضطر سے جدا ہو کے چلے

ننگ ہم اپنے رہبر سے جدا ہو کے چلے
ہر ظن و وہم سی یاور سی جدا ہو کے چلے

آپ ہم کوچۂ جانان کے ہین جانیوالے
خضر کیا جانے غریب اگلے زمانیوالے

جابجا حسرت وارمان پڑی رہتی ہین
فتنے ہر گوشہ مین ہیجان پڑی رہتی ہین

ہر طرف تہمت و بہتان پڑی رہتی ہین
جتنے ہمسائے ہین سنسان پڑی رہتی ہین

آپ ہم کوچۂ جانان کے ہین جانیوالے
خضر کیا جانی غریب اگلے زمانیوالے

رازداروں کے لیئے دار کھڑی رہتی ہے
آشتے خوئی محبت سی لڑی رہتی ہے

پائی آزاد مین زنجیر پڑے رہتی ہے
ہوس ہمدمئی یار چھڑے رہتی ہے

آپ ہم کوچۂ جانان سے ہین جانیوالے

تو ہی ہرجائی تو اپنا ہی یہی طور سہی
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی

برہمن زادہ ہی سی کچھ نہین الفت ہمکو
فرض ہو کیونکے مسلمان سی نفرت ہمکو
یکتا مانتے کا نہین قشقہ کی رغبت ہمکو
کفر و اسلام سے یکسان ہی محبت ہمکو

توہے ہرجائی تو اپنا ہے یہے طور سہے
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہے

در بدر تیرے لیئے مفت مین رسوا ہے قلق
کیا نہین موت ہی جو تجھپے مرتا ہی قلق
لو گیا گذرا عبث ہاتہ سی جاتا ہی قلق
ہو کوئی غیر کا ہمدم تو ہمین کیا ہی قلق

توہے ہرجائے تو اپنا ہی یہی طور سہے
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہے

ایضاً

دور ہین راہ درِ یار بتانیوالے
باختہ رنگ سے جلوہ کے جتانیوالے
حسرتِ دید کو چشمک سے دکھانیوالے
ہم نہین پردۂ اسرار اوٹھانیوالے

آپ ہم کوچۂ جانان کے ہین جانیوالے
خضر کیا جانے غریب اگلی زمانیوالے

وہی تو ہی کہ جہان رنج و بلا رہتی ہین
وہی تو ہی کہ جہان نالہ سرا رہتی ہین
وہی تو ہی کہ جہان جور و جفا رہتی ہین
وہی تو ہی کہ جہان راز کشا رہتی ہین

دلبری حسن مین ہر وجہ سی معیوب سہی ‎ ‎ ‎ بیوفائی میری جان خوب سہی خوب سہی

تو ہے ہرجائے تو اپنا بہی یہی طور سہے
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہے

عاقبت فتنۂ محشر کو اوٹہایا تونی ‎ ‎ ‎ کس و ناکس کو اشارون پہ لگایا تونے
جو نہ دیکہا تہا تماشا وہ دکہایا تونے ‎ ‎ ‎ بیوفا ہمکو بہی افسوس بنایا تونے

تو ہے ہرجائے تو اپنا بہے یہی طور سہی
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی

کیا کہون دلکی حقیقت کہ تماشا ہی دل ‎ ‎ ‎ کونسی بات پہ کیا جانیئی آتا ہی دل
غور کر خوب نہ میرا ہی نہ تیرا ہی دل ‎ ‎ ‎ دلستانی ہو جسی یاد اوسیکا ہی دل

تو ہے ہرجائے تو اپنا بہے یہی طور سہی
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی

خوف اغیار سی ہرگز نہین ڈرنیوالے ‎ ‎ ‎ سیکڑون صدمے ہین لعنت مین گذرنیوالے
موت ہو اپنی کہین ہمتو ہین مرنیوالے ‎ ‎ ‎ جیتے جی منت بیجا نہین کرنیوالے

تو ہے ہرجائے تو اپنا بہی یہی طور سہے
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہے

کون کافر ہے مسلمان مگر یہہ سُن لے ‎ ‎ ‎ کچہہ نہین شرط کہ ہندو ہی ہین تیری لیے
رشتۂ جان نہین زنار کہ توڑی ہی بنے ‎ ‎ ‎ دَیر اگر چہوٹ گیا خیر کلیسا تو ہے

یادر کہہ یاد کہ عاشق کا ہی ملنا مشکل | ٹوٹ کر جوڑ تا ہی دلدادہ شیدا مشکل
پہٹ کی ملتا ہی غرض چاہنے والا مشکل | تجکو دشوار نہین کچہہ تو ہمین کیا مشکل

تو ہی ہر جائی تو اپنا بہی یہی طور سہی
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی

چہوڑ کر عشق ہوس کار بنین گی ہم بہی | جنس تازہ کی خریدار بنین گی ہم بہی
فسر فرقۂ اغیار بنین گے ہم بہی | عاقبت تجہسے ہی عیار بنین گی ہم بہی

تو ہی ہر جائی تو اپنا بہی یہی طور سہی
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی

دنسنے یا نہ سنے جسکے سنا تا ہی کون | جگر افکار سہی تجکو دکہا تا ہی کون
شنائی تہی کبہی تجہسے بتا تا ہی کون | منفعل روٹہہ کی مت ہو کہ منا تا ہی کون

تو ہی ہر جائی تو اپنا بہی یہی طور سہی
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی

یاد وفا ہی کئی کی یہہ سزا پائی ہے | کیا جفا شامت تقدیر کی رسوائی ہے
ندگی بس کے نہین موت کو موت آئی ہے | ٹہیر جا ٹہیر کہ ہمنے بہے یہ ٹہیرائی ہے

تو ہی ہر جائی تو اپنا بہی یہی طور سہی
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی

تجکو ہم بزم اغیار ہی مرغوب سہی | جو نہ طالب ہو کبہی تیرا وہ مطلوب ہے

تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی

رات دن سوز جدائی سی کہانتک مین جلون
جو چلن تیرا ہے لازم ہی وہی چال چلون
داد شیوہ کی تیری دون کہ تیرا نام نہ لون
نہ ملے کوئی جہان تجھسے مین وہان بہی ملون

تو ہی ہرجائی تو اپنا بہی یہی طور سہی
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی

صبر کب تک دلِ صد داغ دکہاؤن سبکو
تا کجا تاب تحمل کہ رولاؤن سبکو
جو کہ سُننے کے نہین بات سناؤن سبکو
جی مین ہی مین بہی وفا اپنی جتاؤن سبکو

تو ہے ہرجائی تو اپنا بہی یہی طور سہی
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی

ہر گہڑی جہگڑا ہی ہر لحظہ پریشانی ہے
روز کا رنج و محن دشمنیٔ جانی ہے
چین پیشانی سی کیا دیکہیے پیش آنی ہے
بعد ازین ہمنی بہی اب دلمین یہی ٹہانی ہے

تو ہی ہرجائی تو اپنا بہی یہی طور سہی
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی

دلکو لازم ہے کہ اور آفت جان پر اب آئے
اور جلانی کو تیری تیرا ہی ہم بزم
اپنی جلوہ کو دکہا کر یہہ تیرا رنگ اوڑا ئے
تو مجہے دیکہہ کی آئینہ حیران بنجا

تو ہی ہرجائی تو اپنا بہی یہی طور سہی
تو نہین اور سہی اور نہین اور سہی

شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہین نہین ہے

...وسکا بناؤ ہین بگاڑ پیکے شراب ہائی ہائے — میرا تڑپ تڑپ کی وہ ہونا کباب ہائی ہائے
...ڈہتی ہی اوڈہتی رہگئی جیسی نقاب ہائی ہائے — میری سماجت آہ آہ اوسکا عتاب ہائی ہائے

شام سے لیکے صبح تک وہ ہی کہا نہین نہین ہے

...پوچھتی کیا ہو دوستو رنج نشاط کا بیان — گوشہ مین ہمنی کی بسر سایہ سی بہی نہان نہان
...پاس کا لیٹنا ستم برقع کا کہولنا گران — شرم نی قہر کر دیا کہہ سکا جو لب سے ہان

شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہین نہین ہے

...فرت و ربط ہائی ہائی شعق و درنگ حیف حیف — جوشش و ضبط ہائی ہائی جی کی اُمنگ حیف حیف
...شمین نپش ہائی ہائی چرخ دو رنگ حیف حیف — عیش مین طیش ہائی ہائی وصل مین جنگ حیف حیف

شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہین نہین ہے

...بلا قلق سپہر کا مکر کوئی چلا نہین — وعدہ پی آیا اپنی یار گو کہ یقین تہا نہین
...نے لگا وہ چہیڑ سے کہیے وفا ہی ہا نہین — شامت بخت دیکہنا منہ سی نکل گیا نہین

شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہین نہین ہے

مسدس ترجیع بند

...جانِ دلِ بیتاب ہی گر جور سہی — نسبت ہے عہد تیرا غیر ہی کا دور سہی
...ذرا صبر و تحمل پہ میری غور سہی — اسپہ ہے قطع محبت ہی تو فی الفور سہی

تو ہی ہر جائی تو اپنا بہی یہی طور سہی

رنجِ شبِ وصال کو کس سے کہوں نہیں جا کے آہ
منتِ آہ و نالہ نی شوخ کی کی نہ دل میں راہ
ظلمِ فلک کا کیا بیان کوئی نہیں ...
پانو پی اوسکی سر رہا تو بہی نکی ذرا ...

شام سی لیکے صبح تک وہی نہیں نہیں رہی

سوز برای ساز ہی لیک اخیر ہے کہیں
ظلم پئے نیاز ہے لیک اخیر ہے کہیں
ضبط ضرور راز ہے لیک اخیر بہی ...
ضد بہی اگرچہ ناز ہی لیک اخیر بہی ...

شام سے لیکے صبح تک وہی نہیں نہیں رہی

شب کے کہوں نہیں بات کیا مرثیہ ہی جگر گداز
پہرتی عدو کو دیکہکر پہر گئے چشم نیم باز
میرا بیان مختصر قصۂ درد و غم ...
ترچہی ہوئے وہ یک بیک ٹہیری ہوئی ...

شام سے لیکے صبح تک وہی نہیں نہیں رہے

میری بغل بدلتی ہی ایسا وہ کچہہ بدل گیا
شانہ ہی لف ہٹ گئی چہاتی سی ہاتہ ٹل گیا
ہاتہ سی غیر کیطرح صاف میری نکل گیا ...
شل نگہ اوچہٹ گیا اشک صفت مچل ...

شام سے لیکے صبح تک وہی نہیں نہیں ہے

وصل کی شب کا اتفاق پوچہہ نہ مجہسے ہمنشین
ساغر بادۂ خوشاب دینی لگا جو مہہ جبین
اپنی ہی ہاتہ سی ہوا زہر ہلاہل انگبین
مینے کہا ابہی نہیں سُنکی ہوا یہ خشمگین

شام سے لیکے صبح تک وہی نہیں نہیں ہے

اپنی ہی عقل کے لگی اپنی ہی فہم کا قصور
ہم ہی تہی تازہ کامیاب ہم ہی کو کچہہ نہتا شعور
پاس لحاظ و شرم کو اوسکی سمجہہ لیا جو ...
خود ہی کو حوصلہ نہتا اوسکو پڑی تہی ...

دیگر

تخمیس مصرع خواجہ احسن اللہ بیان دہلوی

ل ہی کی دلمین آرزو اپنی تو ہمنشین رہے — وصل مین بہی جہا جرت اوسکی میری قرین رہے
ہے رنگ اوڑ گیا سینہ مین جان حزین رہے — الفت مین اوسکی خم رہا تہی پی اوسکی چین رہے

شام سی لیکی صبح تک وہی نہین ہین رہے

ی ہی خود بخود غضب حشر خرام ہوگیا — حرف صلائے جام مے تلخ پیام ہوگیا
ک ہی جرعہ کا اوسی پینا حرام ہوگیا — ناز ہی یہ سہی مگر اپنا تو کام ہوگیا

شام سے لیکے صبح تک وہی نہین نہین رہے

ت تصور آپکا یہان جو کرم فزا ہوا — لطف سی دلربا ہوا مہر سی آشنا ہوا
لکیا کہ مفت مین حاصل مدعا ہوا — یاد سے شوخیونکے پر تازہ غضب بپا ہوا

شام سے لیکے صبح تک وہی نہین نہین رہے

ہین غیر کے اگر تو نگیا تو کیا ہوا — سینہ بسینہ لب بلب مجہسے رہا تو کیا ہوا
ن دکنار الغرض خوب ہوا تو کیا ہوا — میری بغل مین رات بہر سو یا کیا تو کیا ہوا

شام سے لیکے صبح تک وہی نہین نہین رہے

لی اداو ناز کو پوچہہ نہ مجہسے ہمنشین — بارہ برسکے بعد وہ رات جو زلگی رہین
کے انتظار کا تذکرہ آگیا کہین — مینے کہا کہ خیر ہے سوئے گا بہی یا نہین

شام سے لیکے صبح تک وہی نہین نہین رہے

دونو کا ایک حال تہا دونو کا ایک فصد
جاری ہوا ہی خون رگِ مجنون سے وقت فصد
لیلے کے بست مال اگر نیشتر گیے

یہانتک ہوا ہون ضبط کدورت سی خاک نم
پر سہم میری گردسی ہی دامن ہلاک
جستیر تنک مزاجی سی ہون تیری سہمنا
ظالم گرُد رگل کا گریبان ہوا ہی چاک
اک عندلیب گر اجل اپنی سی مر گیے

سرگرمِ نالہ کب ہوئی بلبل ہین ہو گئے جمع
گلشن مین برگ برگ سی گل ہنگیا نہ شمع
ہی سینہ سینہ سوزِ محبت کا لمع لمع
پروانہ کونسا نہ جلا شام کو کہ شمع
روتی ہوئی نہ بزم سی وقت سحر گیی

کب تک کہون کہ شمع سی پروانہ گر جلا
کیون روتی روتی شمع نی خود کو بہا دیا
کیون گل نے نالہ سنکے گریبان کو شق کیا
اس گفتگو سی قطع نظر اس سی تجکو کیا
مجہسے جفای ہجر کے طاقت اگر گیے

کیر ہے جوشِ دل نی میری چشمِ تر کی سرخ
میری ہی سرزنی سی ہی دستارِ سر کی سرخ
میری ہی گریہ سی ہی قبا میری بر کی سرخ
لوہو سی کی ہے میری دیوار گہر کی سرخ
میرے ہی موجِ خون میری بیرون درگیے

مین آپ رویا مجکو ہی ڈوبنیکا شوق تہا
ڈوبا یہہ کچھہ کہ نام و نشان تک ڈبودیا
سب قصہ برطرف ہی دلی تجکو اس سی کیا
شکوہ کری ہی تو جو میرے اشکِ سرخ کا
تیری تک آستین میری لوہو سی بہر گیی

رونے سے تیرے آبروئے ابر تر گیے

مجنون نی کب کری تہی قبا اپنی بر کی سرخ — اور کوہکن کی بہی تہی دستار سر کے سرخ
ہان سبنی جوش گریہ سی کچہہ چشم تر کے سرخ — لوہو سی تیری سر کے ہی دیوار گہر کی سرخ

آنکہون سی موج خون تیری بیرون در گیے

ہی صلح اوس سے ہی جو حریف نبرد ہجر — اور صاف دل ہین اوس سے جو ہو جائے گرد ہجر
عاشق اوسی کا نام ہی جو رہوی مرد ہجر — دلکو تیرے نہین ہی اگر تاب درد ہجر

تو کار عشق سی تو میری جان کر گیے

یا ربط پیدا اور سے کر خانمان خراب — تا مین رہا ہون رنج سی اور تو ہو کامیاب
تو مدعی عاشقی اور مین سہون عذاب — القصہ اوسنی خط کو یہ پڑہ کر لکہا جواب

تیری ہی دل کی مہر نجانون کدہر گیے

سو سو جفا مین ایک ہی پاتا نہین وفا — ہر ہر نظر کے ساتہ ستم کا ہے مشورا
جو اہل دل سی دور ہی وہ کب ہے دلربا — شیرین کی ایک مین نکہون ورنہ بارہا

مجنون جدہر تہا وادی مین لیلے اودہر گیے

دلدادہ دلبرون سے ہین کس شان مین جدا — برہم دلی یہان ہی وہان زلف ہی بلا
جتنے ہین دور دور ہین اوتنی ہی اکہجا — یہانتک تو گہٹ مین لیلی کی مجنون سما گیا

اونکے اوس اتحاد سی باہم گذر گیے

لوہو کی گہونٹ یہان پی گر وہان ہوا ہی مصد — یہان پیچ پر تہا پیچ جو وہان طرہ کو تہا عصد

اور عذر گر قبول نہین تو یہہ غور کر | شیرین نی جور کب نکیا کوہکن کی
مجنون پی کیا جفا تہی کہ لیلے نگر گیئے

لاکہون غریب ہو کی موئی ہین وطن کی بیچ | سو خوش قماش چاک گریبان کفن کیے
کیا آج تو گرفتہ بنیا ہے محن کی بیچ | کل ہی پڑی سسکتے تہی بلبل چمن کی
ذرہ نہ اوسکے حال پی گل کے نظر گیئے

مرجائین گر حزین شب ہجران بہلی کہ صبح | منزل شناس راہ شبا شب چلے کہ صبح
بیدار شام غم ہے نہ آنکہین ملی کہ صبح | پروانی رات شمع سے اتنے جلے کہ صبح
خاکستر اونکے لیکے صبا دوش پر گیئے

ایضاً

یہان تن پرست کو ہی سدا خون دل سی کیچ | اور سر پہ کجکلاہ کی مانند قیس جیچ
مرنے کو شور شون سے نکہہ زشت اور قبیح | پروانہ رات شمع سی اتنی جلی کہ صبح
خاکستر اونکے لیکے صبا دوش پر گیئے

ہر وضع سی اب آبروی ناز تو گیئے | وہان وہ زبان دراز یان اور یہان یہ خامشی
پر تجہسے پوچہتا ہون نہین یہ سخن تو مدعی | ین تازہ کیا کیا ہی کہ بدنامی کو مری
آواز آہ و نالہ تیرے در بدر گیئے

کب آہ لب سی اوٹہی کہ بجلے نگر پر پڑے | نالہ کیا ہے کب کہ قیامت نہ آگیئے
عاشق کا مشغلہ یہ سبہی پر کبہی کبہے | حرمت رکہی نہ رعد کی فریاد لی تیرے

گر چلدیا ہی شیخ سوئی کعبہ صبحگاہ ۔ صوفی بہی دوڑا جاتا ہی اب سمت خانقاہ
اور پیر مغ نی پکڑی ہی بیت الصنم کی راہ ۔ کیجو اثر قبول کہ تجہہ تک تمہاری آہ
سینہ سے ارمغان لیئے لخت جگر گیئے

تو اور دست غیر تہا اور چاندنی کی سیر ۔ مین اور حسرتون کا بڑہانا تہا ٹہیر ٹہیر
کچہہ ہو سکے جو تجہسے تو ذکر عیش غیر ۔ مت پوچہہ یہہ کہ رات کٹی کیونکی مجہہ بغیر
اس گفتگو سے فائدہ پیاری گذر گیئے

اک عمر شوق ضبط مین سینہ کیا تہا خون ۔ ٹہانی تہی یہ کہ اوس سی نہ بولون کچہہ کہون
جب پر نظر کے ملتے ہے نکلا زبان سی یون ۔ خانہ خراب دل تو ہی لیکن مین کیا کہون
جیسے بلائے جان ہی یہ آنکہہ گہر گیئے

قطعہ

تہا ذکر کیا لکہا تہا کچہہ اوس کینہ کار نے ۔ پڑہتے ہے جان دی قلق دل فگار نے
اسباب پر یہہ نقل کے اک راز دار نے ۔ سودا لکہا فغان کو یہہ خط اوسکی یار نے
جس وقت اوسکے حال کی اوسکو خبر گیئے

وہ دعوہائے ضبط کدہر ہو گیئے ہوا ۔ اب جو نفس ہی مین ہی صد قافلہ بکا
اور نامہ بر سی کہدیا یہہ کہیو برملا ۔ سن ای فغان جہان مین عاشق جو ہو گیا
معشوق سی اسی روش اوسکی گذر گیئے

تمییز کچہہ تو عشق و ہوس مین ہو پردہ در ۔ تا بو الہوس کو ہو نہ دلیری رہی خطر

آتا ہے الجھے پے زوال اسعد رکھین

یعنے اک آشنا یہ خبر لایا پر شغف
دیکھا جو مینے جھک کے یکایک میان صف
تہی خلق جمع تیغ بکف تہا دہ منحرف
نامہ اوڑا پہرے ہے گلے مین کسی ظرف

سر سے جدا پڑا ہے سر نامہ بر کہین

جسجا ہو دل نثار وہانکا ہو یہہ سلوک
وہان کیا مری کوئی کہ جہانکا ہو یہ سلوک
اوس سی جو داد خواہ بجانکا ہو یہ سلوک
وقتیکہ دلبران جہان کا ہو یہہ سلوک

پہر دل کو دون کہو تو کس امید پر کہین

ایضاً

یہ بہی گذار دینگے جب اتنی گذر گئی
یعنے یہ کہتے کہتے نسیم سحر گئی
گریہ سی اور فغان سی تو چشم اثر گئی
کچہہ تو بہی اپنی سر پہ نہ یہان خاک کر گئی

شبنم بہی اس چمن سی صبا چشم تر گئی

فرہاد پتیون پی ہی اور قیس راغمین
اور مین ہون اپنی جائی پی تیری سرا غمین
آتش بہری ہی سنگ مین صہبا ایاغ مین
دیوانہ کون گل ہی تیرا جسکو باغ مین

زنجیر کرنے موج نسیم سحر گئی

ساقی ترا بیان یہ سنتا ہون کبہی مین
یعنے کہ دور دور ہون ہر بے ادب سی مین
جون سرو اس چمن مین کشیدہ ہون سب سے مین
نظارہ باز بزم بتان کا ہون جب سے مین

تو ہے نظر پڑا امیر سے جید ہر نظر گئی

کہتے تو کہہ چکا پہ ہوا سخت منفعل
جب پایا میرے وضع سی مجکو ہی کچھہ خجل
یعنے خموش ہو گیا سنکر وہ مضمحل
کہنے لگا یہ سچ ہے پر ابکے اگر یہ دل
بچ جائے تو نہ دون کبھی بارِ دگر کہین

ہان غیر کے بہروسے پی کیا لطفِ زندگی
پر رابطہ کسے سے نہ پیدا کرون کبھی
گو دشمن آسمان ہو زمین ہو وے مدعی
پوچھا جو مین سبب تو کہا کیا نہین سنے
قاصد میرے کے حال کی تونی خبر کہین

یہ داستان دراز ہے کیا شرح کیجیے
کچہ جی ہی جی مین او ہی جو یکبار کو لے
پر منہ پہ آئے رک نہین سکتی ہی بن کہے
نامہ لکھا تھا یار کو مین یہ سمجھ کہ ہے
عالم مین رسم نامہ و پیغام ہر کہین

گو دلمین شوق شوق کو تھا میرا اختیار
کیا بیقرار جان ہی تھی لب پی بار بار
مجبور شوق بھی نہ سہی خود تھا بیقرار
لیکن سوائی بندگی و عجز و انکسار
نقطہ ہوا اسمین حرفِ تمنا سی گر کہین

یا طرزِ مدعا کی کہین پائی جائے تہ
یا نامہ بر سے راز درونے دیا ہو کہہ
یا شکوۂ ستم کے کوئے ہو کشادہ رہ
وہان لاکے ماری مجھی گمر دن کہ حسن جگہہ
پانی کے قطرہ کا بھی نہووے اثر کہین

ثابت کرو اب اسمین جو میرا قصور ہو
گر موردِ خطا ہون تو کیا جائی گفتگو
ساری خدائی جانتی ہی ساری حال کو
ورنہ خدا کے واسطے انصاف تو کرو

ای آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین

خندیدگی گل نہین کچہہ چشم انتظار
بے اعتبار چیز کا کیا کیجے اعتبار

موج ہوای سرد نہین آہ سوگوار
ساقی ہی ایک تبسم گل فرصت بہار

ظالم بہرے ہے جام تو جلدی سی بہر کہین

وعدونکی تیری راہ دکہاتی ہی مجکو نیند
ہر جنبش نفس سی خبگاتی ہی مجکو نیند

حسرت بڑہا بڑہا کے ستاتی ہی مجکو نیند
ہوتی نہین ہی صبح نہ آتی ہی مجکو نیند

جسکو پکارتا ہون سو کہتا ہے مر کہین

مژگان کا چہیڑنا ہے رگ ابر کہولنا
کیا تجہسے ہون حریف تیرا کیا مقابلہ

آیا مژہ تک اشک کہ طوفان [illegible]
بہرنے لگے تو جون کف دریا [illegible]

دامن اگر نچوڑ لے اے ابر تر کہین

گاہی ہوا ہون خاک کدورت بڑہا بڑہا
پر سد رہ ہوا نکوئی جوش گریہ کا

گہہ شعلہ تہا مین آہ سی جسکو جلا [illegible]
خوناب یون کبہی مری چشم [illegible]

اٹکا نہ جب تک آنکی لخت جگر کہین

قطعہ

حال قلق تو کیا کہون افشا ہی چار سو
پر دوستو ایک اور سنو طرفہ گفتگو

دیوانگی کی جو شمین پہرتا ہی [illegible]
سودا سی رات مین کہا مغموم [illegible]

اٹکا ہے اندنون مین تیرا دل مگر کہین

ین گرتا ہی مثلِ شبنم کسیکو ہووے اگر بلندی
ہے ہیچ صورت ز دورِ گردون نصیب ما نیست سر بلندی

ز بعدِ مردن مگر نسیمے غبارِ ما را برد بہ بالا

ھا ہین ہم زندگی سی تنگ بلا سی جان نپش غم سی جہیدہ ہے
سکا مدفن نہین ہی ما من زمین فلک آج تک گزیدہ ہے
ہی گھون یہ کدورتین دین ہمی کو مٹی نے تو نی دیدہ ہے
نہ شامِ ما را سحر امیدے نہ صبح ما را دمِ سپیدے

چہ حاصلِ ماست نو امیدی غبار دنیا بفرقِ عقبا

ہی ما نہین ٹہرتا تو ایک جا جون صدائے قلقل
کبھی ہی لہین کبھی جگر مین کہ جسکو کہئی تیرا تامل
ہ دل مین سمجھہ تو آپ ہی یہ شوخی کیونکر نہین تجاہل
رسیدی از دیدہ بی تامل گذشتی آخر بصد تغافل

اگر ندیدی تپیدنِ دل شنیدنی داشت نالۂ ما

بار پہنچی گا عرش تک پہ نہ کھینچ دامن کو تا عطارد
خرام تیرا ہمارا نالہ اخیر رکھتی ہین ایک ہی حد
ہے تیری ہی ایک حالت کریگا کیا ہمین کوئی رد کد
بہر کجا ناز سر بر آرد نیاز ہم پای کم ندارد

تو و خرامے و صد تغافل من و نگاہی و صد تمنا

ی نمایان صفا خطی بغبار دین جو اسکی کچہ ہے
قلق صفائے وہ اٹھہ گئی اب جو اسکی ملنی کی آس تہی
رگ بریدہ شکل مطلب جا کی مقطع او ہی سنا دے
زغنچۂ نرگس سعید بیدل بہار خطِ نظر فریبے

بعجزِ حسن گشت آخر رگِ زمرد ز لعل پیدا

تخمیس اردو غزل میرزا رفیع متخلص بہ سودا

اہون کوچہ کوچہ شب روز ہر کہین
وقت [illegible] کہین ہون تو [illegible]
ہی لگی سراغ ادہر یا ادہر کہین
جی تاک تجھے دیکھی لون کہ جو ہو دکار گر کہین

ز بس سرِ و موج خجلت شود نمایان چو می ز مینا

شباب اک نقد زندگی ہی نکھو تو واعظ ہو تو نادان
کدہر ہے جنت کہان ہین نہرین کدہر ہین حورین کہان ہین غلمان

سنین گے افسانہ تیرا اگر تو پہلے میخانہ چل سیر
ز صفحۂ رازِ این گلستان از نسخۂ رنگ

نگشت نقشِ دگر نمایان مگر غبار ہی ببالِ عنقا

نہ جانے دینی کی ہمکو مہلت نہ دم کی لینی کی جان کو فرصت
یہ کیا کیا ای طلسمِ آفت نقاب کی ساتہ اوٹہی قیامت

نہ ضبط کرنیکی دم کو قدرت نہ نالہ کرنیکی دلکو جرأت
با و بلین جلوہ ات ز دلہا رسید صبر و گداخت

کجاست آئینہ تا نگیرد غبارِ حیرت درین تماشا

فروغ بزمِ ہوس نہین ہی تو کیون ہے غیر دینی گرمجوشی
چھپے گا کبتک یہ رنگِ صحبت رہیگی کبتک یہ پردہ پوشی

کدہر گئی شرم اور حیا وہ کہان سے آئی شرابنوشی
بدور پیمانۂ نگاہت اگر زند لاف می فروشی

نفس برنگِ کمند پیچد ز موجِ می در گلوی مینا

جو ایکی وقت بہا آئی تو یہ ہی دلمین خدا سے چاہی
کہ پیر صہبا فروش تجکو ہزار قسمون سے یون سراہے

کہ بزمِ سرخوش کو جمع کرکی اوڑائین باہم شراب گاہی
ز چشم مست تو گر بیابد قبول کیفیتِ نگاہی

شد ز مستی بروی آئینہ نقش جوہر چو موجِ صہبا

جہکا دے ساقی نظر سے اتنا کہ اپنی ہستی ہو وقفِ مستی
دماغ یہان پر کسی ہے اتنا کہ کیجے فکرِ بلند و پستی

نہ دیر دیکہون نہ کعبہ جہانکون نہ جاؤن جنگل نہ آؤن بستی
نخواند طفلِ جنون مزاجم خطی ز پست و بلند ہستی

شوم فلاطونِ ملکِ دانش اگر شناسم سر از کفِ پا

نہ اوٹہہ تو آئی آہ دل سے کبھی میر فغان سے ہم نکو بلندی

جو دلسے اوٹہی تو لب سے پہر جا یہ ہی ہمانکی نظر بلندی

گیسو رخ سی شام و سحر دونو آشکار
گردش سی چشم کی ہی فلک سخت شرمسار
رفتار یہ غضب ہے کہ محشر ہے جان نثار
سیر سپہر و دورِ قمر را چہ اعتبار
ہر گردش ست بر حسبِ اختیار دوست

تو ہی ہی خاکسار و نکی یار ای نسیم صبح
گو نام کو ہین دوست ہزار ای نسیم صبح
بن تیری شعلہ بار بہار ای نسیم صبح
کحل الجواہری بمن آر ای نسیم صبح
زان خاک نیکبخت کہ شد رہگذار دوست

پہر جائی گو کہ صفحہ ہستی پہ خطِ رد
بنجائی گو ابد ازل اور یا ازل ابد
ہو جای شش جہات کی گو باہم ایک حد
گو بادِ فتنہ ہر دو جہان را بہم زند
ما و چراغ چشم و رہ انتظار دوست

گو ایک جہان ہمسی قلق رہوی غضبناک
اپنا ہی یہہ عقیدہ بقول جناب پاک
یا دشمن حسد سی کرین سینہ اپنا چاک
دشمن بقصدِ حافظ اگر دم زند چہ باک
منت خدائی را کہ نیم شرمسار دوست

تخمیس غزل بیدل میرزا عبد القادر مغفور دہلوی

عدو کا خط تیرے پاس آیا کہ خوب تونی ہمین جلایا
غرض کہ جو جو تہا اوسمین لکہا وہ تجکو سب من و عن سنایا
مگر تاسف ہی مجکو اسکا کہ تجہکو شمشاد قد ہی لکہا
اگر بگلشن زناز گردد قدِ بلندِ تو جلوہ فرما

تو ہمچو بادِ بہاری گرہ کشا میباش

قلق کلامِ الٰہی کے گو ہو حافظ
سنو تو کہتا ہے کیا خوب نکتہ گو حافظ
ولیک خاطرِ احباب کے رہو حافظ
مرید طاعتِ بیگانگان مشو حافظ

ولے معاشرِ رندان آشنا میباش

ایضاً

لب پر تھی جان چشم مین تھا انتظارِ دوست
ہو ہی چکی تھی جانِ رمیدہ نثارِ دوست
رہ رہ کی یاد آتی تھی قول و قرارِ دوست
این پیک نامہ بر کہ رسید از دیارِ دوست

آورد حرز جان ز خطِ مشکبارِ دوست

قاصد کا حال کچھ نظر آتا ہے مجکو زار
گو ضبط کر کے آپ کو کمبخت بار بار
ہاتون سی لکو تھامتا ہی ہو کی بیقرار
خوش میدہد خبر ز جمال و جلالِ یار

خوش میکند حکایتِ عز و قارِ دوست

قاصد سی پہلے کاش نکلجاتا اپنا دم
اللہ ری بخت بد کہ ہی شادی مین یہ الم
یا بدلے خوشخبر کے وہ لاتا پیام غم
دل دادمش بمژدہ و خجلت ہمی برم

زین نقدِ کم عیار کہ کردم نثارِ دوست

قاضی کو میفروش کی خدمتمین ہی نیاز
رندون کی محتسب ہے اوٹھانی لگا ہی ناز
زاہد ہی میکدہ کو اوڑا چھوڑ جانماز
شکرِ خدا کہ از مددِ بخت کارساز

برحسب آرزوست ہمہ کاروبارِ دوست

نگو میت کہ در اخوانِ باصفا میباش — نگوئیمت پے پیران پارسا میباش
امید وارِ گہہ پوشۂ خدا میباش — بدورِ لالہ قدح نوش و بیریا میباش

ببوے گل نفسی ہمدمِ صبا میباش

یہ دہوم ابر کی یہ جوش لالہ و گلبن — وہ میکدہ کی ترقی کہ برسی ہی اک ہُن
خدا کے واسطے صوفی لپسر تو اتنی سُن — نگوئیمت کہ ہمہ سالہ می پرستی کُن

سہ ماہ می خور و نہ ماہ پارسا میباش

کہان کا ذکر مناہے کہانکی فکرِ حسد — چلی ہی جاتی ہی واعظ کی کیسی یہ رد کد
نہ اوسکا قول درست اور نہ اپنا فعل سند — چو پیر سالکِ عشقت بمی حوالہ کند

بنوش و منتظرِ رحمتِ خدا میباش

وہ لطفِ خاص سہی دلدار و جانفزا ہی سہی — اور آنکھہ اوسکی بجز وصل الگ نہیں سکتی
مآل کار مگر سُن ہماری بہی اتنی — وفا مجوی ز کس ور سخن نمی شنوی

بہرزہ طالبِ سیمرغ و کیمیا میباش

تلاش عالمِ صورت کی کوچہ کوچہ کیے — نہ کچھہ ہوس رہی سر مین نہ دلمیں حرص رہے
الہ ہر کو ہم نکلے اور کہان نظر نہ پڑے — گرت ہواست کہ ہمدم بسترِ غیب رسے

بیاد ہمدمِ جانِ جہان نما میباش

وہ بستہ کرتے تہے اسطرح غیر سے پیمان — دوابرو نمین گرہ اور گرہ مین ناز نہان
اشارہ کرتے تہے مجھکو یہ کاکلِ پیچان — چو غنچہ گرچہ فروبستگی ہست کارِ جہان

عجب دردیست بی درمان عجب رنجیست بیحاصل

مزاجِ دل یہ بگڑا ہے کہ سب سے ہو گئی اَن بَن
اگر جنت مین بہیجے دین مژدہ وصلت تو ہی مدفن
پسند آئی ہمین صحرا نخوش آئی ہی کچہہ گلش
بکامِ دل دورِ وزی جمن تو انم زندگی کرد

کہ باشد چرخِ ظالم یار بدخو عمر مستعجل

کہون اپنی ہمنشین مین اپنی ناکامی کا کیا عالم
ادہر تقدیر کی یہ پیچ ادہر تدبیر کے وہ دم
غم
کہ وہ ظالم جفاجو تند خو اور اسقدر بر
بگرداب بلای عاشقی زینسان کہ افتا

محالست اینکہ افتد کشتئ امید بر ساحل

بیانِ عشق کو رہنی دی یو نہین گو مگو ناصح
نہین دیوانہ بہی پر عقل اپنی تو نکہو ناصح
جو تو یکبار اوسکو دیکہہ لے تو پہر نہو نا
زمن در عشق لیلے پیکری سامان مجنو نا

ز مجنون کس بجوید راہ و رسمِ مردم عاقل

نہین کچہہ شعلہائی داغ و برق نالہ سی حیرت
مگر حیران ہمین ہن تیرہ ہگئی کیونکر شبِ فرقت
کہ پرتو سی تیری اسکا روشن ہی خلوت جا
تو آن شمعیکہ بزمِ عاشقان گرم است از

جمالت از نظر دزدد خیالِ شمع ہر محفل

قلق کے سخت جانسے ہے یہ نالہ و افغان
رہا رنجور جتنے دن قیامت کو رکہا مہمان
جب آیا دم تو دیکہا لب ہی لختِ دل نالا
شریفِ خستہ در ہجرِ تو آسان میسپارد

ولی امیدِ وصلت کار را اسیکند مشکل

تخمیس بر غزل حافظ شیرازی رحمہ اللہ

ہم کون ہین اہتمام کرنے والے		ہر کام مین صبح و شام کرنے والے
کیا وعدہ و پیغام ہمارے تیرے		وہ آپ ہین اپنا کام کرنے والے

ولہ

کیا لینے سوی جاہ و حشم جائینگے		کیا دینے سر کوئی کرم جائینگے
آخر تو کہین دیر کے نکلے گے راہ		جائینگے تو کعبہ ہی کو ہم جائینگے

ایضاً

ہر چند فنا سے زیر و زبر ہوئے		لذات سے لیکن نہ کبھی سیر ہوئے
پیری مین یہ حملہ نظر حرص کا ہے		دو آنکھہ ذرا کھلتے ہے سو شیر ہوئے

ولہ

ناصح کی شکایت وہی زخم جان ہے		ساقی و شراب ہی کا نوحہ خوان ہے
دیکھو تو اوسی یاد ہین کیا کیا باتین		اللہ رے ترا حافظہ کیا شیطان ہے

مخمسات

تخمیس بر غزل شریف تبریزی

قلق دل دے کے تنگ آئی ہین ہم مشکل سے ہے مشکل
کبھی آزار جان مرہم کبھے آرام دل مشکل
یہان بیدار ہے بد خواب اور ہشیار ہے غافل
لعالم عشقباز سے بابر یرو یان سنگین د

دنیا ہی قلق کچھہ تو یہہ ہی کچھہ ہی بس	ہر چیز ہے ناچیز تو ہر شے لاشے

ولہ

دولتمندون کو ربط دولت سی ہے	یا کبر و غرور و بخل و نخوت سی ہے
ہو گا کوئی بادشاہ و میر و نواب	اپنا تو گذر تیری عنایت سی ہے

ایضاً

گو شمع ہزار بار محفل سے جائے	پر جلوہ نہ وہ دیدۂ مائل سے جائے
دامن کو چھوڑ اگر وہ کہان جاتا ہے	اوسکو ہی گیا جانئے جو دل سے جائے

ولہ

ای گور ملے خاک مین جان تیری لیے	ہر سانس بہری نعرہ زنان تیری لیے
مٹ مٹ کی بنایا ہے تیری صورت کو	بن بن کے مٹے نام و نشان تیری لیے

ایضاً

چاک دل دلگیر کا پردہ ڈہک دے	رسوائی تدبیر کا پردہ ڈہک دے
یا رب کف خاک مکہ کافی وافی	عریانئی تقدیر کا پردہ ڈہک دے

ولہ

یا رب تجھے فکر پائی بندی کیا ہے	ناچارگی و نیازمندی کیا ہے
ہے خالقے اور عاشقے ہے اور	پوچھہ ہم ہی سی دردمندی کیا ہے

ایضاً

ولہ

خورشید پی جسوقت زوال آتا ہے | کیون زیر زمین چہپکے چلا جاتا ہے
جو داغ تہ خاک ہین روشن اونسے | ہر شب یہ چراغ اپنا جلا لاتا ہے

ایضاً

آفت مین شریک بہی ہوا ہی کوئی | ہمدرد کسیکا یہان بنا ہی کوئی
جان دیتی ہو دو خلق تماشائی ہے | مرتے کے لیئے قلق مُوا ہی کوئی

ولہ

دین بہی دیا دل بہی دیا فرصت پائے | اللہ رے خجل پر نخجالت آئی
غیرت سی خیال کا پہنچنا اشکل | پہنچے ہے بہت دور میری سوائی

ولہ

بہتان جو کوئی یار پے دہر دیتا ہی | وہ داہن حق خون سی بہر دیتا ہی
کب مفت وہ لیتا ہے کسیکے دل کو | دیکہہ آنکہہ سی کیا سلک گہر دیتا ہی

ایضاً

کیون کہیئے کہ سرشاری بدمستی ہے | غفلت نہین ہشیاری بدمستی ہے
کیون دیکہیئے عیب اور سنیئے غیبت | سولنے ہی ہین بیداری بدمستی ہے

ولہ

جب باپ مُوا تو پہر ہی بٹیا کیا شے | آگی ہجی دہرین ہین سبکے لاشے

کل تک تہی خلد خانہ زاد دہلے | ہے خواب و خیال آج یاد دہلے
جز نام ہمین یاد نہین اب نقشہ | تہا سایہ عنقا کہ سواد دہلے

مرثیت

ہے دوستئے آل عبا رونے سے | ہے درجہ والائے ولا رونے سے
تو دلکا غبار اپنی قلق رو کی نکال | یہ آئینہ ہوتا ہے صفا رونے سے

ولہ

کیونکر نہ لبون پہ جان زار آجائے | کسطرح سے صبر آئے قرار آجائے
مقتول نگاہ کے لئے معلوم | یہ ظلم کہ خونبہا ہے سارا جائے

ولہ

دامن سی گل تازہ جہکتے نکلے | گلشن سی مرغ گل چہکتے نکلے
کیا کہیئے قلق کہ صاف کہنا مشکل | مینخانہ سے کیون مست بہکتے نکلے

ایضاً

ایجاد ہے خالق کا ثمر ہے ہستے | امید دو عالم کے سحر ہے ہستے
سب کچھ ہی مگر کچھ بہی نہین آخر کا | بیخبرئے مطلق کی خبر ہے ہستے

رباعی

وہ عیش کے حسرت نہ وہ غم باقی ہے | رخصت ہوئی ہم اوسکا کرم باقی ہے
گھٹنے لے ہے تہوڑی تو نظر ہر جانب | جانا کہ بس اب آنکھہ مین دم باقی ہے

رحم نہ انصاف کہ سب جانتی ہین	رحمت تیری تباہ کاری میرے

مرثیت

نے کہا قطرہ نہین شیر کا،	اور حال برا اصغر دلگیر کا ہے
بولے کہ تم صبر کرو شکر کرو	کوثر مین ہی اب فاصلہ اک تیر کا ہے

ولہ

طرحسے گریہ کو ہو طغیانے	ہے کشتئ دریائے کرم طوفانے
س کے شانی ہی گری مشک کے ساتھ	ای تشنہ لبی اہتو ہو پانی پانے

ولہ

کہتے تہے افسوس نکہنا مانی	عباس کو وہ گہیرلیا اعدائی
کو فیو یہہ دست درازی ہیہات	باللہ کہ یداللہ کے کاٹے شانی

ایضاً

لوم کو دیکہو یہہ ستم کرتا ہے	خون اپنا عبث آپکی سر دہرتا ہے
کیجیئے گا عذر مسیحائی کا	سنتے ہین کہ مپتہ ہی قلق مرتا ہے

ولہ

باب ہی عجب حادثہ خلقت مین ترے	ہیضہ سی بجان آئی حمایت مین ترے
یہ ایک ہی قزاق ہی لی اس سے قصاص	کرتا ہی خیانت یہ امانت مین ترے

ولہ

	ولہ	
برسات قلق مجکو بہلا کیا خوش آئے		گر ایک قدم چلیے پھسلیے سو جا
کہنہ در و دیوار گرے پڑتے ہین		ابر آکے نکیو نکر میرے گہر مین گہ
	ایضاً	
ہر سانس مین منہ کو ہے جگر آتا ہے		اس ضبط سی دل سینہ مین ٹہرا
کسطرح ترا ناوکِ مژگان بہولون		یاد آتی ہی اک تیر سا لگ جا
	ولہ	
یہ دولت و مال خاک ہو جائینگے		ہر حالت و حال خاک ہو جا
کیا ذلتِ افلاس و غرورِ دولت		یہ خواب و خیال خاک ہو جا
	ایضاً	
منہ تیری رخِ شوخ سی موڑونگین بہے		اس کشمکشِ یاس کو توڑ دن
قبضہ مین تیری ہون نہین جرأت لیکن		چہٹ جائی جو دل تجکو بچہوڑ
	ولہ	
کیا طبع سوی ظلم و ستم مائل ہے		ہے خوف کی جا آپکا کیسا
کچہ رحم ہے تو قتل ہے کیجے سیجے		بیرحمیون سی کار قلق شکا
	ایضاً	
ہے مہر کرم گناہگار ہے میرے		امضا ہے نوید امید واری

صدمون سی ہوا سینہ یہہ لپکا پہوڑا — ہر سانس مین اک ٹہیس سی لگجاتی ہے

ایضاً

کب چرخ سے فریاد رسی آتی ہے — افغان میری منہ اور بہی سی آتی ہے
مین شبکو نہ رودون تو سحر کیونکر ہو — رونی پہ میری سبکو ہنسی آتی ہے

ولہ

جوہر ہے اگر فرد تو کیا عزت ہے — کچھہ عرض کی حاجت نہین جو ذلت ہے
اندازۂ تقدیر ہے معلوم ہمین — ملجای تو قسمت نہین ہی قسمت ہے

دریاد کافرۂ منصرہ

جب بنکے طبیب وہان رسائی پائی — پیتے ہے دوا اور او نہین قی آئی
اس چرخ کا یہہ تازہ شگوفہ دیکھو — عیسے نے مسیحا کو زمین دکہلائی

در ہجر یگانہ دلسوز اخی مولوی عبد الکریم سوز
خلف مغفور صہبائی داغ ناصیہ شہادت برنائی

وہ ایک مہینے کے لیئے کیا بچھڑے — جو اوٹہہ نہ سکے حادثی وہ جھہ پر پڑے
جنبش نکریگا یہہ مہینا صد سال — ای چرخ عجب پیچ سے ہفتے جگر سے

ایضاً

جو چھٹ نہ سکے وہ آج چہوڑا ہمنے — میخواری کی سامان کو توڑا ہمنے
جاتا ہے کوئی خیال لذت توبہ — دامان ترا آخر کو چھوڑا ہمنے

ولہ

جان جائے پر امید نجائیگے کبہی
نیند آنکہہ مین آرام نہ پائیگے کبہی
غیر آئیگا کیون خانۂ دلمین تو آ
ای پردہ نشین پاس نہ آئیگے کبہی

اِس بزم کے طرفہ میہمانے دیکہے
ہر چیز یہانکے آنے جانے دیکہے
جو آکے نہ جائے پہر بڑہاپا دیکہا
جو جاکے نہ آئے وہ جوانے دیکہے

صد حیف کہ مینوش ہوی ہم کیسے
ابرار سے روپوش ہوی ہم کیسے
کچہہ یہانکا خیال ہے نہ وہانکا کہٹکا
ہوش آتی ہی بیہوش ہوی ہم کیسے

کیا ذکرِ وفا جفا کسے سے نہ بنے
گر دوست ملا تو مدعی سی نہ بنے
آخر کو قلق نی زہر کہایا ناچار
اب کس سی بنی جب اپنی جی سی نہ بنے

دلجوش معاصی سی نکیون خون ہوجائے
کعبہ ہی میری طوف سی مجنون ہوجائے
بوسہ مین اگر دون حجرِ اسود پر
لبہاٹی می آلودسے گلگون ہوجائے

جب پردہ نشین یاد تری آتی ہے
منہ ڈہانپ کی پہرون مجہی رُلواتی ہے

محراب و مصلا اور زاہد ہے وہ ہے | سجدہ مسجود اور ساجد ہے وہ ہے
تکلیف قیامت ہی یہ کیجے خاطر | حاکم ہے مدعی ہے شاہد ہے وہ ہے

ایضاً

اک عمر پڑے ہے رنج اوٹہانیکے لیئے | ہین سیکڑون راہ جان جانیکے لیئے
کیا فرض ہی ظالم مین تجہے کو چاہون | سامان ہین بہت دلکی ستانی کی لیئے

ولہ

کیا کیا عوض غیر نلین گی تجہسے | گو دل نہ ملو ہمتو ملین گے تجہسے
اس شعلہ مزاجی کو تیرے دینگے فروغ | کسطرح نہ اغیار جلین گے تجہسے

ایضاً

بدمستئ دوشینہ جو یاد آتے ہے | خود رفتگے قابو سی نکل جاتی ہے
ہے یاد شب وصل سحر خواب و خیال | اک لمحہ مین دنیا ہی بدل جاتی ہے

ولہ

جو جاکے نہ آئے پہر جوانی ہی یہ شئی | پر حیف نصیب رایگانی ہی یہ شئی
کیا جانکے فکر لینے دینے ہے یہ چیز | کیا دل کا خیال آنی جانی ہی یہ شئی

ایضاً

جو بات کہ ہے عیان چہپانی کیا ہے | بگڑے ہوئے پہر شکل بنانی کیا ہے
مانا کہ نہین ہمکو کسے سے الفت | اب قصۂ غیر کے کہانی کیا ہے

گر فضل ہے اپنا کہ عدالت کیسے — آپ ہی تو مدعی ہی آپ ہی گو[illegible]

ایضاً

یارب ہی خجالت کی سبب خون توبہ — ہے بادۂ گلرنگ سی گلگون توبہ

آلودہ زبان ذکرِ صنم مین ہی مدام — کس مُنہ سی تیرے روبرو آؤن توبہ

ولہ

مسجد مین نجا وہان نہین ہونیکا نباہ — بیوجہ خصومت ہی ہین عصیان کی گواہ

میخانہ مین صدیق مسلمان ہین گبر — کیا جوشش محبت ہے کہ اللہ اللہ

ایضاً

کم حسن عمل سی نہین ہر کار سیاہ — مظہر ہے سبھی کا تری میراگنا[illegible]

قہار تجھے جاننا نادانی ہے — لاعلم لنا ذَمَا عرفنا ہین گواہ

ولہ

ہے شان بنئے عربے کعبہ جاہ — محتاجِ فقیر سے ہے اسی در پر شا[illegible]

جس شعر مین ہو سید لولاک کا ذکر — ای قبلۂ عالم ہے وہے بیت ا[illegible]

ایضاً

جب سی تجھی دیکھا ہے نہ دیکھا کیا کچھہ — نادم ہوی کیا کیا ہوی رسوا کیا کچھہ

دکھلاؤ نہ اس پردہ نشینے کے شان — نظرون کی ہی او جہل ہین میر کیا کچھہ

ردیف الیاء تحتانی

ظارہ پنہان کا نہین کچھہ درمان
سینہ مین ہر ایک سانس ہے خارِ حرمان
نکھونمین کھٹکتے ہے تیری گردشِ چشم
چبھتی ہے نظر مین تیرے نوکِ مژگان

ولہ

ی ابر کہان تک تیری رستے دیکھین
اسطرحسے دنیا کو ترستے دیکھین
ہولا نہین بارش کا طریقہ تو اگر
آسمانسے ہم بہی تو برستے دیکھین

ردیف الواو

ہتا ہے یہہ دلبر کہ نہ بہلا دل کو
تسکین و دلاسے کا سبب کیا دل کو
بس سی ہمین ضد تجہے اوسی سی خلطہ
جسنی ہمین چاہا نہین چاہا دل کو

ولہ

یار سے مرنا ہی نہ تہا پر مجہکو
یعنے کہ بہروسا ہے وفا پر مجہکو
وتا ہون پڑا دیر مین کافر کے لیئے
آتے ہے ہنسنے شانِ خدا پر مجہکو

ایضاً

شبہای جوانی نے چہپایا دن کو
بدمستی دوشین نے گنوایا دن کو
یا یاد رہے عہدِ جوانی کے بہاکا
بیدار ہی ہر شب کی سولایا دن کو

ردیف الہای ہوز

ہان ہمکو دیا کیا جو وہان پر ہونگاہ
طاعت سی کچھہ امید نہ کچھہ خوفِ گناہ

اصحابِ محمد جو اشارا کر دین
ہر ذرۂ ناچیز کو خورشید بنا دین
دریا ملے گر ہم کو بے کنارا کر دین
جو خشک ہو قطرہ اوسی دریا کر دین

ولہ

یارب ہی عیان تجھے پے کارِ دشمن
البتہ محبت ہے تیری سب پر شاق
انجامِ حسین و کارزارِ دشمن
تو دوست کو کرتا ہے شرکارِ دشمن

ایضاً

رشتہ کہتی تھے اعدا سے دمِ بازپسین
جز داغ نہین اہلِ حرم کا زیور
کیا مار کے لوگے مجھے اے دشمنِ دین
جز گنجِ شہیدان کوئی دولت ہی نہین

ولہ

اُو قلق اب شاہ کی غم مین رو ئین
کیا ننگ ہی رونے سے ہین جبکہ حرم
فریاد کرین درد و الم مین رو ئین
سر ننگے کہڑے اہلِ ستم مین رو ئین

ایضاً

گردن کو جہکا دیتا ہے ادنی احسان
رزاق ہے تو اور غفور العصیان
کس طرح سے دکھلائینگے منہ نا احسان
ہی دیتا ہے ہم جیسونکو تیرا احسان

ولہ

اس خطہ کے جا عالمِ بالا مین نہین
ہر طائفہ شایانِ طوافِ ملکوت
یارائی نظر چشم تماشا مین نہین
میر شہہ مین ہین وہ لوگ کہ دنیا مین نہین

سنتا ہی نہین کبھی کسی صورت سی — یارب تو ہمارا بھی خدا ہے کہ نہین

ولہ

اسوقت زمانہ مین ہم ایسے ہین — ہر بزم مین کہتے ہین کہ ہم ایسے ہین
ہی رندِ ہزار شیوہ ہر چند قلق — ایمان سی اگر پوچھیئے کم ایسے ہین

ولہ

مر مر کے پئے رنج و بلا جیتے ہین — ناراض ہین رضی برضا جیتے ہین
ارمانِ مجسم ہے سراپا اپنا — جی مار کے جیتے ہین تو کیا جیتے ہین

دیگر

حسرت ہی نشانی کہ دئی جاتی ہین — حرمان کو فقط ساتھ لیئے جاتی ہین
ہیہات قلق موت کا رستہ ہیہات — منزل کیطرف پشت کیئی جاتی ہین

ولہ

لازم ہے کہ فکرِ رخِ دلبر چھوڑون — واجب ہی یہ ہی اب مقرر چھوڑون
ناصح نے کیا مجکو ہے آخر مجنون — ہون قید مین جبکے اوسی کیونکر چھوڑون

ایضاً

کسواسطے دی تہین ہمین یارب آنکھین — واللہ کہ بید ید ہین بد ڈھب آنکھین
دانائی ہی نادان تو بینائی کور — کب آپ کو دیکھا کہ مُندین جب آنکھین

ولہ

ایضاً

ناحق تہا قلق مجہی عذرِ اسلام | مردود ہوا کرتے ہے نذرِ صن
محراب ہی مسجد مین میرا افسانہ | توبہ ہی ہوا ہون مین بہی کیا ہی

ولہ

ہم اور ہمارا آہ اچہا وہ کام | تو اور ترا وہ ظلمِ بیحد و مقا
جبکہ دنیا مین اور مر کر دین مین | ہر وجہ سے مو نہہ دیکہنا تیرا ہی حر

ایضاً

بی برگ و نوا کی شعر خوانی معلوم | بے دانہ و دام نکتہ دانی معلو
جسکے کہ غمِ نان ہی غذا ہووے | میدانِ سخن مین پہلوانی معل

ولہ

کیفیتِ دل خوب ہی ہین جانتی ہم | ہوتا کوئی ناصح بہی تو کب مانتی ہ
دیکہے ہین قلق روز نئے ہی انداز | افسوس نہین یار کو پہچانتی ہ

ردیف النون

ای چشم غمین تیری عوض روئی کون | جی اپنا بہلا میری لئی کہوئی کو
افسانۂ وصل کس سے پوچہون شب ہجر | آپ ہی مین کہون آپ سنون سوئی کو

ولہ

یہ حالِ تبہ رحم فزا ہے کہ نہین | اس زیست سی مرنا ہی بہلا ہی کہ نہی

ای صل علی سوز تیرا حسن و جمال — یہہ مہر مین خوبی ہی نہ یہہ مہ مین کمال
کاہش کی سوا کچھہ نہین افزایش مین — تو بارہ برس کا رہے یارب صد سال

وله

نوچندی کے میلہ کا نپوچھو کچھہ حال — ہون دیکھہ کی حیران کہ دون کس سے مثال
یا روضۂ رضوان ہی بادہ سامکان — یا سیر سے میرا ہی منقش ہی خیال

وله

کیا بیٹھے دی حلقہ یاران مین کلال — میخانہ کی خدمت بہی ہوئی تجکو وبال
افسوس قلق تیری تن آسانے پر — ایکدن نہ پیا ساغر مے کرکے حلال

ایضاً

مشرک ہین بڑے کافر اکفر دجال — یہ چاہتے ہین کسی خدائی کا زوال
لرحم مسلمان ہون مسلمان ہو نہین — یارب مجہی اس کافرہ کہہ دی ہی ڈال

ردیف المیم

ہے لبسکہ جوانی مین بڑہاپے کا غم — ہر سانس سی آتی ہے صدائی ماتم
ہر رنگ عجب کاہش و افزایش ہے — بڑہتے ہے اگر عمر تو گھٹتے ہین ہم

وله

زاہد رہے ہشیار کہ بدمست ہین ہم — غافل ہو زنہار کہ بدمست ہین ہم
یا جانیئے کیا ہو جو ہنو وی غفلت — ہان خواب ہی بیدار کہ بدمست ہین ہم

ایضاً

لو دہ خیالات مین تیرے ہون مدام — طاعت سی غرض نہ کچھہ عبادت سی کام
لحظہ ہوس بوسکے ہر دم بس بس — الفت کی تقاضے کو نکچھہ صبح و شام

یکرو ہے قلوق جانتا ہی عادت کو		ہر ایک سی یکسان ہون مین مانند [illegible]
	ایضاً	
اِی قادرِ مطلق بطفیل لولاک		دی مجھکو شفا مرض سی کر دی اتر [illegible]
ناچیز ہے کس چیز سے شایانِ عذاب		جان تیری ہی اور جسم ہی سرمایہ [illegible]
	وله	
مو یہہ گیسوی پُر خم سے نہ موڑون کب تک		اِس سلسلۂ پا کو نہ توڑون کب تک
تو مجھسے عدو تجھسے غرض سبھی چھٹے		آخر تیرے امید نچھوڑون کب تک
	کاف فارسی	
دشمن سی ہوئی صلح تو ہی یار سی جنگ		دل کھلنے نپایا ہی کہ جان ہو گئی تنگ
ساری ہی قلوق کام تیرے اولٹے ہین		ننگِ دو جہان ہوا ہے ہو کر بے ننگ
	ردیف اللام	
ہر روز خوشی ہی شبِ غم سے پامال		خالی کا ہی چاند بعد شہرِ شوال
کسطرح قلوق عمر نہ روتی گذرے		ہوتا ہے محرم سے شروعِ ہر سال
	وله	
اِی پردہ نشین سہل ہوا یہہ اشکال		در پردہ نہین وصل سی کم تیرا خیال
آئینۂ دیدہ کے ادہر پھرتے ہو		اوس طرف نظر کے ہے طلسمات وصال
	ایضاً	

ردیف الفا

ہتا ہون خدا لگتے عقیدہ کے خلاف	ہے تیرا خطا وار سزاوار معاف
ے رحم ہی شایانِ خدا اے مجھکو	انصاف یہی ہے کہ نکر نا انصاف

ردیف القاف

فسوس تیری وضع پہ آتا ہی قلق	انداز تیرا جیسکو کڑہاتا ہے قلق
ز دولتِ حسن ہے کہ نقدِ نااہل	کیون ہاتہ سی اپنی آپ جاتا ہی قلق

ایضا

نیا ہے خیالات سی سرشار قلق	باندہو نہ تصورات دشوار قلق
شوقِ فرنگ و بادہ تحفہ موجود	تقدیر سے سب ہین تیری ناچار قلق

ردیف الکاف

یا مین قلق کیا ہے سراسر ہی خاک	درویش ہی خاک اور تونگر ہی خاک
نے کے لیئے شکل بنی ہے سبکی	جو خاک کی سوغات ہی آخر ہی خاک

ولہ

ی قادرِ مطلق بطفیل لولاک	دی مجھکو شفا مرض سی کر واپس پاک
چیز ہے کس چیز سے شایان عذاب	جان تیری ہی اور جسم ہی سرمایۂ خاک

ولہ

ی دیر گذاری سی ہی آوند نمک	ہر زخم جگر رہتا ہے دلبند نمک

ہوتا ہی نہین والہ صادق کا قصاص گردن بجہکا و غمسی چہلکے گا خون	ولہ	عذرا نہین دی سکتی ہی وامق کا قصاص اغیار کا قتل اور عاشق کا قصاص

ردیف الضاد معجمہ

غیرون کو شب وصل تو لانے سے غرض ارمان حسرت دریغ باہر باہر	مشتاق زمانہ کو دکہانے سے غرض اک تجہسے غرض ہے یا زمانہ سے غرض

ردیف الطاء مہملہ

افسوس کہ ہی الفت دلخواہ غلط گر وعدہ وصل بہی ہو صادق تیرا	ہر جستجو و کوشش جانکاہ غلط کوچہ کے خوشے سے ہو تیری راہ غلط

ردیف الظاء معجمہ

تو جائے بس خدا ہمارا حافظ کیا رشک میری دل ہی گیا گذرا ہی	بے یار کا ہے وہے پیارا حافظ کس منہ سے کہون خدا تمہارا حافظ

ردیف العین مہملہ

کب سوز جگر کو میری پاتی ہی شمع خوبون کو بہی کیا رشک وفاداری ہے	کیون روتی ہی کیون اشک بہاتی ہی شمع پروانون کو جل جل کی جلاتی ہی شمع

ردیف الغین معجمہ

دو روزہ حیات مین اوٹہائی سو داغ ہی ایک مروت مین قلق لاکہہ آزار	نایابی سم کی بہی تو کہائی سودا [illegible] پہرتا ہون کلیجہ سے لگائی سودا [illegible]

نیا ہی عجب بوقلمون ضد آموز ‏ ‏ ہر شکل ہوافق ہے مخالف اندوز
ہان دست وگریبان ہین درد ودرمان ‏ ‏ ہر سوز مین ہی ساز تو ہر ساز مین سوز

ردیف السین المہملہ

نے ہین کہ مایوس کو آسان ہی یاس ‏ ‏ ہر سینہ رنا کام مین مہمان ہی یاس
باجانئے کیا یاس کی صورت ہوگے ‏ ‏ امید وہ رکھتے ہین کہ لرزان ہی یاس

ردیف الشین معجمہ

در مرثیہ ترخیص حافظ مولوی عبد الرحمن صاحب المتخلص بسوزش

ودیع ہے سوزش کی ہوی مجنون ہوش ‏ ‏ ہین دیدۂ و دل آب تو یکسر خون ہوش
دنکر کہون کعبہ سے پہر و تم لیکن ‏ ‏ جاتی ہو قرار سان تو آوجون ہوش

ایضاً

ن ہی بیہوش ہی نہ دنیا بیہوش ‏ ‏ ہر شکل سی ہی صورت عقبی بیہوش
ن جای پی آیا ہون قلق می بینی ‏ ‏ بیہوش بہی کہتا ہے کہ اتنا بیہوش

ایضاً

ن نوک مژہ سی جسکی میرا دل ریش ‏ ‏ اوسکے بہی چہپا دلمین محبت کا نیش
ئے میرے جاتا ہے عدو کے پیچہے ‏ ‏ رہتا نہین دل دیکی کسیکا پس وپیش

ردیف الصاد مہملہ

اہل وفا کو ہے ستاتا اخلاص ‏ ‏ ای کاش قلق مجکو نہ آتا اخلاص
نکر نہ وفا ہو بیوفائے رقیب ‏ ‏ کہتے ہین وہ مجہکو نہین بہاتا اخلاص

کیا صاف ہی کیفیتِ لفظ و معنے		وہ آنکھہ مین ہی نور تو یہ دلمین سرور

ایضاً

ہر زخمِ جگر کہایا ہی دل پر تن کر		چلنے کے ہوا شکل کلیجہ چہن کر
پہر دیدۂ وحشے سے نظر ملتے ہے		اب خاک مری اوڑتی ہی ہرنے بن کر

رای ہندی

مجھکو شبِ غم ای دلِ غمخوار نہ چہیڑ		رہنے دی بس اب قصۂ اغیار نہ چہیڑ
داغون سے ہے سینہ رشکِ بال طاؤس		ای رشک لی چٹکیان ہر بار نہ چہیڑ

ردیف زای

اس بزم مین ہر شمع کو ہی سوز سی ساز		ہر سنگ ہے طوفانئ دریائے گداز
القصہ ہی طالب کی حوالے مطلوب		رہتا ہی سدا ناز گرفتارِ نیاز

ولہ

کیا جانیئے الفت کا ہی کس سی آغاز		جانبر نہین ہوتا کوئی اسکا جانباز
حاصل نہین کچھہ دوست کی کوشش سے قلق		دشمن کی سوا کوئی نہین محرمِ راز

ایضاً

دنیا کا عجب رنگ سی دیکھا انگیز		ہر پای حنا بستہ سوار شبدیز
ہر ذرہ ہی خورشید قیامت افروز		ہر قطرہ ہی طوفان خودی سی لبریز

ولہ

ولہ

ہر داغ رواں ہے موجِ کوثر
ہر اشکِ برشتہ جام آبِ کوثر
جو پہوٹ کے روتے ہیں قلق ہائے آنکھین
باللہ کہ وہاں ہونگے حبابِ کوثر

ایضاً

خواہش نہین طاعت کے تجہے ربِّ قدیر
پر عفو کو درکار ہے جرمِ دلگیر
ہم جلنے ہین جوش ہی رحمت کو مگر
تقصیر مین کرتے نہین ہمتو تقصیر

ولہ

بزم اوسکی ہی فردوسِ ارم سی بہتر
وہاں جسکے قلق بیٹہے ہین جم سی بہتر
حضرت کے کنایات سنو کہتے ہین
دیکہین تو کہ نکلے کوئی ہمسے بہتر

ایضاً

ای پردہ شگاف آہ نگاہوں کے حضور
برقع سنے سر بام یہہ کیا چشمکِ دور
میدان مین نکل تعزیہ دار آ پہنچے
ہے قتل غریبوں کا محرم مین ضرور

ولہ

کسطرح کہوں آ بہی کہین عذر نکر
رسوائے ناموس کا ہے کسکو ڈر
وہ پردہ نشین خلوتِ دلمین کیا آئے
امید تو جاتی نہین دل سے باہر

ایضاً

کیا نامۂ نامی ہے کہ ہے مایۂ نور
ہے چشمکِ ہر نقطہ کہ چشمِ بد دور

تہا آدم خاک کے غضب بی زنہار — پر موت کی ہاتون سی ہوا ہی ناچار
سچ ہی قلق انسان ہی کیا کچھہ سرکش — مر کر بہی تو ہوتا ہی یہ کاندہو نپہ سوار

ولہ

ہر فصل مین ہوتی ہین جوان سارے شجر — ہر سال نئی پہولتے پہلتے ہین ثمر
انسان کی کوئی فصل نہ پہر کر آئے — اول ہی کا جہوکا ہے بہار آخر

ولہ

ہرگز میری عصیان کا نہ اوٹہی کا بار — پلہ کی نہین اسکی ترازو زنہار
کر بازوی عباس کی صدقہ مین فضل — دی شانۂ رحمت کو نہ زحمت غفار

ولہ

یارب نہ طلبگارِ کس و ناکس کر — تنگیٔ جہان کو نہ میرا محبس کر
کر رحم بہی آخر کہ کہان تک فریاد — جو چاہے سو تولے کیا ہے بس کر

ولہ

ہر روز میرا تار ہی ہر شب دیجور — اندہیر ہے ساری خدائی معمور
ہر ذرہ ہے دوزخ شررِ گرمیٔ آہ — ایک شمع تو گہر مین میری ٹہنڈی ہی ضرور

ولہ

مسجد کو دیا چھوڑ ریا کے خاطر — کعبہ نہین جاتا تو حیا کے خاطر
میخانہ مین جاتا ہون تو رحمت کی لیئے — می پیتا ہون احسان خدا کی خاطر

ردیف الراء

فلک مین ضبط کو سمجھا تھا جو ہر اک لفت ہر اک | میرا قصور ہی مجھسے ہی ہو گئی تقصیر
بجا ہی صرف دم نزع گر رہون شب و روز | سزا ہی جانکی ہو گر جزو جزو مین تکبیر

مستزاد

کیا خستگئے بخت ستاتی ہے مجھے پیمان ہو کر
اور رنجش تقدیر کڑھاتی ہی مجھے درمان ہو کر
تو پردہ نشین ہی اور مین ہون سوا بس صبر کیا
کیون یاد تیری شکل دکھاتی ہی مجھے ارمان ہو کر

ولہ

انسان ہی کس بات پہ اتنا مغرور | اپنی تو نظر مین نہین جز گرد فتور
بھولا ہی یہ کس ہستی موہوم پہ آہ | ہی محشر وعدہ سو تعین سی دور

ولہ

ویران کدہ دھر مین تعمیر نکر | داغ صد سنگ و خشت سینہ پہ نہ دھر
اس نکتۂ معمار سی کر فکر مآل | رکھتا ہے نکلنے کے لیئے پہلے در

ولہ

ای صدق کیا ضعف بصر نے معذور | ہر چارہ و درمان سی ہوئی تم مجبور
ای کلش نہون آپکی چند ہی آنکھین | کرتے ہین دعا ہم ہی کہ چشم بد دور

ہو جائیگا حشر دیکہہ کہتے ہین ہم
پردہ نہ کسیکا تو اوٹہانا ای [illegible]

ردیف الخاء المعجمہ

رہ رہ نہ ستا ہم ہی کو ہر آن ای چرخ
ہی جنبش دل سی عرش لرزان ای چر[illegible]

اوسکو بہی تو مانند قلق رکہہ بیتاب
ظالم ہی تو کر ظلم ہی یکسان ای چر[illegible]

ردیف الدال المہملہ

شکایت امساک باران

ای چرخ تجہے کہتے ہین سب پیر نہاد
ہے سارے جہان سی تیری ادل [illegible]

مانا کہ ہین از بر تجہے جہگڑے سارے
پر ابر کا آنا نہین تجکو بہے [illegible]

ولہ

زُہاد کا غفلت سی ہی اوراد و سجود
ہی عید کی تصویر مین رنگ [illegible]

فانی بحت مین ہی تو ہی یا باقی
نسیان مین بہی ہی یاد تیری یا[illegible]

در تہنیت عید

تا ماہ صیام ہوئی باب امید
اور واسطہ جشن ہو یہہ یوم [illegible]

ہر روز سے ہو تیرے شب قدر عیان
ہر شب سی نمایان ہو تیری رو[illegible]

ردیف الذال

افسانۂ یار بہر وصلت ہی لذیذ
پیمانۂ مے پے فراغت ہی ا[illegible]

ای شیخ ہی ہر وقت تو رد کہا ہیکا
یہ طرفہ مذاق ہی کہ طاعت ہی [illegible]

ردیف الثاء مثلثه

دنیا کا تمام کارخانہ ہے عبث
اس کشت عبث کا دانہ دانہ ہی عبث

ایک حرف غلط ہی بلکہ یہ بہی ہی غلط
ہر ذکر عبث ہی ہر فسانہ ہی عبث

ردیف الجیم

جاہل کے ہے میراث قلق تخت و تاج
کامل ہی سدا ہی ہنرون کا محتاج

ابلیس کا عصیان ہنین جز کبر کمال
بیقدری فن کا ہی ازل سے ہی رواج

ولہ

تیرا ہی جہان خالق یزدان محتاج
دانا محتاج اور نادان محتاج

حاجت ہی اگر کسیکے تو تو تجہسے ہو
لیکن نہو انسان کا انسان محتاج

ایضا

خود رفتہ ہو بدمست ہو کیسا ہی مزاج
کل آپکی کیا وضع تہی کیا رنگ ہی آج

دیکہا ہی اگر خواب زلیخا سنبہلو
رعنا ہے یوسف کی کنوان ہی معراج

ردیف جیم فارسی

ژولیدہ معما ہی جہان پر پیچ
ایدل نہ سم آکی کشاکش مین کہینچ

اچہا ہی خیال دہن و فکر کمر
دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ

ردیف الحاء حطی

معیوب ہی ہر سحر کا آنا ای صبح
اچہا نہین فتنہ کا جگانا ای صبح

کیونکر شب ہجران مین کہون قصۂ وصل — سُن سُن میری افسانہ کو سوتا ہے بخت

ایضاً

تا کے طلب یار مین بیحد منت — کس واسطے ہمیطلبِ مقصد منت
آئیگا وہ یہانتک جو نزاکت سی قلق — آتا ہے سرِ عذر لبس صد منت

ولہ

اکدم جو میسر ہو نظارا ہے مفت — بیدام و درم یہانکا تماشا ہی مفت
جب تک کہ قلق ہاتہ مین نقدِ جان ہے — دل دینا ہی وہ نفع کہ سودا ہی مفت

تاریخ صحت آشوب چشم

جب تک رمد آلودہ تہے چشم حضرت — تہا خار دل و دیدہ مین خوابِ راحت
خامہ ہی پئے سال منادی کہ قلق — لکہہ صحتِ عین ہی ہی عین صحت

ولہ

عاقل کا نصیبہ ہی ازل سی حسرت — ہی مال کو عقل سی ہمیشہ نفرت
لازم ہتی قلق مجہی کو شاہنشاہی ہے — افسوس ہوی نہ جمع عقل و دولت

تامی ہندی

دلسے مجہے آنے کے ہے اونکے آہٹ — کیا طالع خفتہ کے گیئے نیند اوچہٹ
وہ پردہ نشین گو کہ نہ آئے لیکن — ای چرخ ذرا سامنے سے تو تو ہٹ

ولہ

ردیف الباء

دروازہ پہ تیرے ہے مرونگا یارب — کیا بیم جہنم نہ ڈرونگا یارب
گستاخی عذر بعد عصیان معیوب — توبہ ہے کہ توبہ نکرونگا یارب

ایضاً

ہر رنگ سے اب مرتی ہین توبہ کی سبب — ہم سیکڑون دکھہ بھرتے ہین توبہ کے سبب
می سے ہوئے توبہ تو ہوئی بنگ روا — لاکھون ہی بدل کرتی ہین توبہ کی سبب

بای فارسی

گاہی تو کرم ہمپہ بھی فرمائین آپ — آجای یہان بھی جو کہین جائین آپ
دکھلائی تو چاہنے والون کی شکل — غیرون ہی کی ہمراہ کبھے آئین آپ

ردیف التاء

پر لگ گئی ایسی کہ اوڑائے غیرت — او ہٹیے ہے نقاب کے اوٹھائی غیرت
اب کیون کس وناکس سے چھپاؤ موہنہ کو — سچ ہے تمہین غیرت سی بھی آئی غیرت

ایضاً

ہر طرح سے ضایع ہے یہان پر اوقات — مافات تلافی ہے تلاف مافات
معدوم ہے موجود تو موجود عدم — اثبات نفی مین بھی ہی نفی اثبات

ولہ

کیونکر نہ ہنسے غیر کہ روتا ہے بخت — گریہ سے میری مجکو ڈبوتا ہے بخت

اس عہد مین احتساب ایمانی کیا ابرامِ معاصی کے پشیمانی کیا
ہر دعوی دین حلمِ ایکٹ سی ڈمس ڈگرے ہے کہ لیے سود مسلمانی کیا

ایضاً

یہان نفس کی شوخی سی ہی مجنون لیلا قانع ہے تو مست بہر نفع کہنا لا
کر شرم ذرا قلق دعا سے پہلے ہاتون کا اوٹہانا ہے تو ہی صورتِ لا

ولہ

فانی کے ہے نزدیک بقا کو بہی فنا ظلمات کو اور نور وصفا کو بہی فنا
کیا خوف قلق موت کا میت کی لیئے ہستے سے ہمارے ہے فنا کو بہی فنا

منہ

یہ شہر بلند عالمِ بالا سے تہا ہمشکل غرض جنتِ ماوٰی سی تہا
اب کیا ہی ایک آباد ریگستان ہے دہلی کو شرف قلعہ معلٰے سے تہا

ولہ

اس بزم سی میدان مین جانا ہوگا ایوان سی بیابان مین جانا ہوگا
ہشیار ہو تیار رہو زنہار نہ سو کیا جانیئے کس آن مین جانا ہوگا

مرثیہ یار دلپذیر تصویر

ای آہ نہین کوئی ہم آہنگ اپنا ای سختی جان کون کری سنگ اپنا
دل توڑ گیا مرگِ غلامِ احمد تصویر کے صدمہ سی اوڑا رنگ اپنا

بندہ پرور تو خود قدیمی ہے خدا
اور لطف سی دشمن لئیمی ہے خدا
پر کافر ذات ہے زمانہ سارا
امید رحیمے وکریمے ہے خدا

رباعیات

یہ وہم دوئی دلسی جدا کرنا تھا
اس قطرہ کو دریا مین فنا کرنا تھا
اللہ رے رقابت کہ رقابت سب سے
ای جوش خودی خوف خدا کرنا تھا

ایضاً

وہ وقت شباب وہ زمانہ نرہا
وہ نشہ ہستی وہ ترانہ نرہا
آتا ہے کہلنے کا مزہ یاد تو نہین
اب اپنے سوا کوئی فسانہ نرہا

ولہ

عمداً مجھے ناراض رضانے چاہا
ہر قضیہ کو برعکس قضانے چاہا
اوس بت کی سبب یہی کو ضد ہی مجھسے
جو مینے نچاہا وہ خدانے چاہا

ایضاً

ہر چاک دل ارمان زدہ سینے کا رہا
ہر داغ جگر تشنہ دفینے کا رہا
کیا زندگی گذری ہی کہ ماشاء اللہ
ہر وقت ہمین پیٹنا جینے کا رہا

دیگر

بی روئی بنی عرض صفا کیون ہوتا
اور آئینہ وحدت کا جلا کیون ہوتا
معشوق کی جلوہ سی ہی پیدا عاشق
نہ ہوتا محمد تو خدا کیون ہوتا

برگ گل کو کیا ہی خون درخون
نازکی سخت آزما ہے ہے

جانفزائی و جانستانی حیف
زیست ہی مرگ مدعا ہے ہے

خندۂ لب ہی موج بادِ تیغ
نیم جنبش سے نیمچا ہے ہے

پشتِ لب ہی نسب مسیحا کا
پردۂ مریمی اوٹھا ہے ہے

ہے شہادت کا خضر کے سامان
سرخ آبِ بقا ہوا ہے ہے

خون کا دریا بہائیگا آخر
حسرتِ لب کا ماجرا ہے ہے

لبِ گلگون پی جان دی بیٹھی
خونبہا کا بھی خون بہا ہے ہے

مدّ شنجرف ہے غلط تشبیہ
خون بوسہ ہی برقفا ہے ہے

لبِ صدیق کی یہہ مدح درست
ہی قلق کی مگر قضا ہے ہے

مثلث

دل ٹہیرنے ہے ٹہیرے نہ چلنے کو جی چلے
لائی حیات آئے قضا لیچلے چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

ردیف الف

ہے قلق پی صد سخت کیا جیئےگا بیچارا
در فراق اوبھری فرص کن کہ شہارا
میتوان بر وزنا آور در وزر اکسی حکیند

رباعیات

کیا ایک قربِ غیر کا صدمہ نہو چہیئے ۔ ہین دل کی آس پاس بلا دور دور کے

مضمون میرے اوڑائے قلق سبنے اسقدر
سنتا ہون مین ترانہ زبانی طیور کے

چشم کو دل سے چار ہونی دے ۔ نیمکش تیر پار ہونے دے
آئینہ مین کہان ہی اتنی تاب ۔ کہ تجھے شرمسار ہونے دے
ایک ذرا میرے آرزو ای چرخ ۔ صرفِ انداز یار ہونے دے
اتنا بہی رشک پر نہین قابو ۔ کہ اوسی راز دار ہونے دے
انتقام اوس سے آسمان کیون لی ۔ کیون مجھے سوگوار ہونے دے
ای فلک اوسکو دلمین رہنی دی ۔ آفتِ روزگار ہونے دے
غش کو آنی دی ای تلاش ذرا ۔ طاقتِ انتظار ہونے دے
دمِ آخر تو پردہ رخسے اوٹھا ۔ حالِ دل آشکار ہونے دے
اتنی رنجِ خزان سی کب مہلت ۔ کہ رجوعِ بہار ہونے دے
غیرت بیکسی سے یہ کب ہو ۔ غیر کو غمگسار ہونے دے

کیون قلق سی معارضہ تجکو
خوار ہونے دے خوار ہونے دے

لب جان بخش و جان گزا ہے ہے ۔ اگر گرگ یوسف اور ایک جا ہی ہے
سرخی رنگ پان مین پنہان ہے ۔ قتلِ عیسیٰ کا خونبہا ہے ہے

جان دیکر لیا ہے نام وفا
موت بہی ہمنے مول لی ہی سہی

ملتے ہین مدعی سے ملنے دو
کہ میرے ناخوشی خوشی ہی سہی

بوسہ دینے کے چیز ہے آخر
نہ سہی ہر گہڑی کبہی ہے سہی

قتل ہوتی ہین قتل ہوتی ہین
عہد دل دور نادری ہی سہی

ای قلق ناصحون سی کیا تکرار
مان اک بات مان لی ہی سہی

دوری مین کیونکہ ہو نہ تمنا حضور کے
منزل کو میری قرب سے نسبت ہی دور کے

فرقت نی اوسکی وصل کے تشویش دور کے
تسکین نہین ہی یون بہی دل ناصبور کے

موسیٰ کی سر بہ پانوہی اہل نگاہ کا
اوسکی گلی مین خاک اوڑہی کوہ طور کے

کہتا ہی انجمن کو تیرے خلد مدعی
اس بوالہوس کی دلمین تمنا ہی حور کے

واعظ نی میکدہ کو جو دیکہا تو جل گیا
پہیلا گیا چراند شراب طہور کے

موسیٰ کو کیون نہ موج تجلے دکہیل دے
جلوہ سی اوسکی گل ہوی شعل شعور کے

ارباب وقت جانتی ہین روزگار نے
کی سہو سی وفا تو تلافی ضرور کے

رسوائیون کا حوصلہ گہٹ کی بڑہ گیا
سامان ہی خاموشی میری شور نشور کے

میل آسمان کا سوئی زمین بی سبب نہین
زیر قدم جگہہ ہی سر پر غرور کے

اوس سی نہ ملیئے جس سے ملے دل تمام عمر
سوجہی ہمین بہی ہجر مین آخر کو دور کے

پامال کررہا ہے سیہ روز یونکا جوش
مٹی خراب ہی میری کلبہ مین نور کے

نب آئی ہوئی تجکو روک دیتا ہے
خدا ہی جانے مجھی کون تھام لیتا ہے

ہی وہ ہی کہ لاتا ہی دلربا کو لگا
یہ شیشہ وہ ہی کہ پتھر سے کام لیتا ہے

رند کو واعظ تو میکدہ مین دیکھہ
خصوص جب کفِ ساقی سی جام لیتا ہے

ماد تو بازارِ میکدہ کا دیکھہ
کہ جم ہی تاجِ شہی رکھہ کی جام لیتا ہے

ع باہے ہمیشہ ہلال رہتا ہی
سمندِ چرخ جو ناخن مدام لیتا ہے

عیش و حریصِ نشاط کون نہین
کہ وصل بت کا خدا انتقام لیتا ہے

ن مین اوسکی نہین سر فرو حیا و شرم
نیاز ناز سے جھک جھک سلام لیتا ہے

ے جوش مین صہبا ہو شیشہ سی باہر
کہ غیر ہاتہ سے ساقی کے جام لیتا ہے

نکلے پھوٹتے ہی سر کے بہتے جو شیشے
کہ عشق کرتے ہے ناکام کام لیتا ہے

قلق تو مجھسے تنک مائلِ چرخ پوچھہ
ہزار زخم جگر دلسے وام لیتا ہے

دوستی اوسکی دشمنی ہی سہی
دوست تو ہو وہ مدعی ہی سہی

مستی و بحثِ عذرِ کفارہ
توبہ سی توبہ ہمنی کی ہی سہی

ہی اگر کچھہ وفا تو کیا کہنے
کچھہ نہین ہی تو دل لگی ہی سہی

جی ہی یہ بن لگے نہین رہتا
کچھہ تو ہو شغل عاشقی ہی سہی

محتسب ختم کیجئے حجت
پی ہے تو خیر ہمنے پی ہی سہی

حیف خمیازہاے حسرت و شوق
زندگانی کشاکشی ہی سہی

بتخانہ کے الفت ہی نہ کعبہ کے محبت
یہ بیخبرے اور میرے فریاد سے ابتک
ہو زندگئ خضر میرے موت پہ قربان
دعوی نہین کچھہ تجھسے اگر داد ملے تو
کوثر جسے کہتے ہین جو لذت ہی کچھہ اسمین
اک بوسہ کے دینے پہ یہ برپا ہے قیامت
ہر سایۂ دیوار سے گرنا ہے نمایان
کسطرح نہ ہم حشر مین مر مر کے جئین گے

جو پائے نیرنگ ہے جب تک کہ نعمت
یہ بی اثری طالع خفتہ کا اثر ہے
معلوم گرا اتنا ہو کہ معدوم کمر ہے
فریاد کا خون داور محشر ہی کی گردن
افسردۂ الود گئے دامن تر ہے
دل دیکی نہین دہیان یہ اپنا ہی جگر ہے
ویران جو نہو ویگا وہ یہان کون بشر ہے
وہ ہے تو اسی شوخ کی ٹہوکر کا اثر ہے

مانا کہ **قلق** ہوش ٹہکانی نہین لیکن
اس بیخبری کی تیرے ہمکو بہی خبر ہے

جدہر کو وہ ستم آرا لگام لیتا ہی
جو کوئی حشر خرام اوسکا نام لیتا ہے
چمن چمن ہمین نکیو نکر پہر دن بہٹکنا ہین
خدا کو بہی نہین الزام خلق سی چارہ
فلک کو عشوہ تیرا سخت تنگ کہتا ہے
یہ سیر زیست ہی سنکر مرارت سکرات
زبان نہ موبہہ مین ہو وہ جب پیام سنتا ہے

سپہر دوڑ کے فتراک تہام لیتا ہے
تو حشر ہول سی دل اپنا تہام لیتا ہے
کہ آسمان عوض قید دام لیتا ہے
جو کوئی مرتا ہے اوسکا ہی نام لیتا ہے
کفارۂ ستم ناتمام لیتا ہے
مزے شکر کے ترا تلخکام لیتا ہے
نہ سر ہو دوش پہ وہ جب سلام لیتا ہے

رہ مین نورِ نظر روز بہا کرتا ہے
شوقِ نظارہ یہ آنکہونکے چلا کرتا ہے

سخت حیران ہون تشویشِ ستم مین ہی ہے
جو وفا کرتا ہے وہ اسپہ جفا کرتا ہے

ہر مین دشمن کے چہپایا کہ نہ دیکہے کوئی منہ
کتنا بد نام ہے اور کتنی حیا کرتا ہے

عیب کیا چاک ہی سر نگری ہی کیون یہ عاجز
جان کو حضرتِ ناصح کے دعا کرتا ہے

قافلہ بیٹہتا ہے جب تیری در ماندون کا
اک قیامت کا سا ہنگامہ اوٹہا کرتا ہے

ہی وہ وقت کہ جب غیر سے ہنستا ہی وہ
ہائے وہ لمحہ کہ جب قتل میرا کرتا ہے

یا عنایت ہی کہ ہمسے ہے خفا رہتا ہے
کیا محبت ہے کہ ہمپر ہے جفا کرتا ہے

لفت غیر سے ہے پوچہتے ہین پر مجہسے
چین سی ہی کوئی بیتاب رہا کرتا ہے

آج ہی حشر نہین تازہ کہ اوٹہی گا سحر
روز وہ بزم مین اعدا کی رہا کرتا ہے

ٹکڑے ہوتا ہے جگر بس نہ بناؤ باتین
چاکِ دل ایسی ہی بخیہ سے سلا کرتا ہے

اللہ اللہ ادائے بتِ ایمان دشمن
دلمین تاثیر میری خوفِ خدا کرتا ہے

نہ تیرے دام کا دشمن نہ تمنائی رہا
مجکو صیاد تو کاہے کو رہا کرتا ہے

کسلیئے تونی کمر قتلِ **قلق** پر باندہی
دیکہہ تو آپ کو اور اوسکو یہ کیا کرتا ہے

جان لب پہ ہے یہ کب تک نہ ادہر ہے نہ اودہر
ہے ہے شبِ ہجران مین ابہی امیدِ سحر ہے

دلکو میری برباد کیا ایک نظر مین
کسطرح سے باور ہو کہ اغیار کے گہر ہے

وہ پردہ نشین اور ہمین ناموس سے پرہیز
کچہہ پاسِ محبت نہ ادہر ہے نہ اودہر ہے

رسمِ تعظیمِ عشق تو دیکھو | درد اوٹھا کہ جی سرا بیٹھے

ای قلق ہمسا بد دماغ ہی کون
چرخ کے ضد پے گھر لٹا بیٹھے

زندگی مرگ کی مہلت ہی ہے | پھر وا ماندہ اقامت ہی ہے
دوستی وجہ عداوت ہی ہے | دشمنے پھر رفاقت ہی ہے
طول دیتے ہو عداوت کو کیون | مختصر قصۂ الفت ہی ہے
رکھہ کسی وضع سے احسان کی خو | مجکو ازارسی راحت ہی ہے
آپ کا بھی نہین چھٹتا دامن | میری در پی میری شامت ہی ہے
عاقبت حشر کو آنا اک دن | روٹھہ جانا تیری عادت ہی ہے
کچھہ بھی ای بخت میسر ہی تجھے | یا تجسس سے فراغت ہی ہے
کوچۂ غیر مین چل کر رہیے | گر نہین عیش تو حسرت ہی ہے
یہی تقریب ستم ہوا ای کاش | ہر طرح غیر سے نفرت ہی ہے
ابتو اوٹھہ آئی لحد سے بیتاب | نہ سہے چال قیامت ہی ہے
یادگاری کوئی بات تو ہو | موت اپنی تیری رخصت ہی ہے
عدل و انصافِ قیامت معلوم | آہ و فریاد کی فرصت ہی ہے

ای قلق شکر ستم بیجا کیون
آہ و فریاد کے فرصت ہی سہی

ے ڈھونڈتی ہین یہ ہی ڈھونڈھتی ہین   یہہ ہے جستجو ہے اگر جستجو ہے

ٹائے گا کسطرح شورِ قیامت   خموشی سے ناچار ہر گفتگو ہے

دی بہی ہماری خدائی ہے   وہی ہمنشین ہی وہی دو بدو ہے

دشنہ تہا سایۂ زلفِ سلقے   کہ جو زخم ہے ساغرِ مشکبو ہے

غزل

ر دل دوست کو سُنا بیٹھے   مفت مین مدعی بنا بیٹھے

ن ہے تیرے طلسمِ شک   آشنا ہین جُدا جدا بیٹھے

رتِ سجدہ سے پشیمان ہین   کہ ترا نقش پا مٹا بیٹھے

جو تاج و چشم کو چہوڑ اوٹھے   آج وہ تیرے در پہ آ بیٹھے

ہے آخر کو ناشتا شکنے   داغ پر داغ ہمتو کہا بیٹھے

ساقی سے دیر کے سب لوگ   کر رہے ہین خدا خدا بیٹھے

گل کے نزاکتون سی ڈرے   بار تہے مشت پر اوڑا بیٹھے

وہ عاشق کشی کا فرض نہتا   یاد یہہ کیا اونہین دلا بیٹھے

سر سے تہے دعا محبت مین   ہاتہ ہم جلنے اوٹھا بیٹھے

قیامت تو اوٹھہ کی پوچھہ مزاج   ہین وہ کچھہ آپ ہی خفا بیٹھے

ئے اتنے کہ خون ہوئی امید   خود جہاز اپنا ہم بہا بیٹھے

تلف مقامِ الفت ہے   داغ اوٹھے کہ آبلہ بیٹھے

ن ڈہہے پڑا دہٹے فتنے   جس جگے لیکے مدعا بیٹھے

کچھ تماشا ہے کھیل ہے کیا ہے
اک زمانہ کو قتل کر بیٹھے

امن اور تیری عہد مین ظالم
کسطرح خاکِ رہگذر بیٹھے

بچتے بچتے ہر ایک سی اتنی ہٹی
دین و دنیا سے اب گذر بیٹھے

نکھنچے منتِ مسیحائے
ہمتو مرنے سے پہلے مر بیٹھے

دل کی ہر جزو مین جدائے ہی
درد او ٹھے آبلہ اگر بیٹھے

چاہِ یوسف ہوئی وفائی غیر
تم بھی اپنے کئے کو بھر بیٹھے

چارہ گر بھی مجھسے سبکو نفرت ہے
کس طرح رگ مین نشتر بیٹھے

میری باتین جو یاد آئی ہین
کیسے ہنستے ہین نوحہ گر بیٹھے

بدگمانی کی ساتھ ساتھ پھرے
کو بکو آئے در بدر بیٹھے

اور بھی اب مزاجِ دل بگڑا
وہ جو پہلو مین آن کر بیٹھے

اوسنی دیکھا ہی بھولکر اور ہم
کرتے ہین خود ہی کو نظر بیٹھے

ای **قلق** یار چلدیئے سارے
رہگئے ہم ہی بے خبر بیٹھے

مطلع

نہو آرزو کچھ یہہ ہی آرزو ہے
فقط مین ہی مین ہون تو پھر تو

نہ یہ ہی نہ وہ ہی نہ مین ہون نہ تو ہے
ہزاروں تصور اور ایک آرز

نہ امید جھوٹے نہ کچھ یاس سچے
نہین جو کہین بھی وہی چار

اب وہ آنکھیں نہیں ہیں پہلی سے
سچ کہو تمکو ہو گیا کیا ہے

شوقِ عاشق کسی بہلا ہی تہی
رحم کرنا بہی پر بُرا کیا ہے

کیا کہین ہم بُرا کہ خو ہی نہین
پر کہو تم ہے یہ جفا کیا ہے

جبکہ گردن پی خون رہا اوسکی
نام مت لو کہ خونبہا کیا ہے

میرے اور آرزو کو تو پوچھی
سوچتا ہون کہ مدعا کیا ہے

جانی کیا کیا ہوا ہے رزقِ خاک
گل و لالہ کو دیکہتا کیا ہے

دل عجب چیز ہے تو تم سے عزیز
رہنے ہے دو معاملہ کیا ہے

آگی آگی ہین پارہ ہای جیب
مجکو در کارِ رہنما کیا ہے

کم نگاہی بہی شرطِ حسن ہی کم
دیکھہ تو ہم مین اب ہا کیا ہے

قتل ہوتی رہی ہین ہمسے بہوا
لیکے شمشیر سوچتا کیا ہے

پی گئی خون زمین ہزارون کے
مفت بہر شوخیٔ حنا کیا ہے

دونو عالم کو کیون کیا پامال
نقش پا پر یہ نقش پا کیا ہے

ای قلق کیون قلندری چہوڑی
یہ عبا کیا ہے یہہ قبا کیا ہے

جس جگہہ لیکے چشم تر بیٹھے
اوٹھتے ہی اوٹھتے گہر کے گہر بیٹھے

کسکو پامال آج کر بیٹھے
ہو جو تہلے ہوی جگر بیٹھے

دیکھیئے کیا بنی گی اب جان پر
دل کی دینی مین جی تو کر بیٹھے

سدا الفت مین مر مر کر بسر کے — کہ تہی کوشش ہمین بتسے حذر کے

خرابی نی میرے تعمیر پہر کے — اوٹہائی سیل نی دیوار گہر کے

کہان اب آرزو مین عرض مطلب — نہین امید کو وحشت خطر کے

ستمگر شام وعدہ تو تو بہولا — رقیبون نے میرے در پر سحر کے

نہین اب آئینہ کو دیکہتے تم — نظر تمنے میرے جانب مگر کے

ہمیشہ دام تازہ ہے نشیمن — کہون کیا کیا سلوک بال و پر کے

اوڑین کس کس طرف کو دلکے ٹکڑے — کہان ڈالے نظر تمنے کدہر کے

عداوت کا گمان کب تک نہوگا — ہوئی ہے غیر صورت چارہ گر کے

ستم تو دیکہہ لطف آمیز اوسکے — کہ قسمین غیر سے ہین میرہی سر کے

غبار صبح دہو ڈالی گی بیشک — شب فرقت مین سیل اس چشم تر کے

قلق ہنسکر رولاتا ہے وہ مجکو — جفا ہے ہر ادا مین فتنہ گر کے

کیا کہین تجہسے ہم وفا کیا ہے — سوچ کچہہ دل مین پوچہتا کیا ہے

دل ہی یہ یا کہ آبلہ کیا ہے — کیون ہے اتنا بہرا ہوا کیا ہے

کیسے کیسے جوان کیئے برباد — عشق کیا شئے ہے یہ بلا کیا ہے

دلکو دینا تہا دیدیا ظالم — اور ہمنے تیرا لیا کیا ہے

گر رقابت تمہین نہین مجہسے — پہر یہہ آئینہ دیکہنا کیا ہے

پہلے رکہہ لے تو اپنے دلپر ہاتہ — پہر میرے خط کو پڑہ لکہا کیا ہے

بغل مین اوسکے دشمن ہے مقرر
نہین چلون مین گنجایش نظر کے

نہین دل ہے کہ مر لیئے دل ربا پر
نہین سر ہے کہ خو ہو دردِ سر کے

اوسینی آپ کو حیرت سے دیکھا
کہ جسنے حال پر میرے نظر کے

محبت مین کہان شرکت گوارا
اوٹہای نالہ کیون ہمت اثر کے

سبھی پر کہل گئی بیدست و پائی
کہ سر سے راہ تیری ہمنے سر کے

قیامت لائیگے آخر کسے دن
خموشون پر یہہ تہمت شور و شر کے

غبار آخر کو چھایا دلبرا اوسکے
اوڑائی خاک اتنی در بدر کے

کفن کو پہاڑ کر دامن پکڑنا
ادا اوسنے ہے شوق پردہ در کے

تمہارا امتحان کسنے کیا تہا
جفا ناحق وفا سے بیشتر کے

نہین دل سا کوئی ہنگامہ پرداز
لگائی وہان ادہر کی یہان اودہر کے

ضعیفون کے اگر اوٹہی بہی فریاد
تو تاب آور کہان بارِ اثر کے

فلک تہم تھم گیا پہر یہہ شب ہجر
صدا رک رک گئی مرغِ سحر کے

ملین گی تجہسے ہے ہے صلح فرما
صفائی ہے صفائی بہی اگر کے

حکایت کیا ہے جان سی بیوفا کی
شکایت کیا ہے دلسے بے خبر کے

ہمین تو لطف ہی نے اوسکے مارا
جفا اورون پہ ہمسے بیشتر کے

کلیجہ چہانتا ہے اے قلق تو
کہ ہین آہین بُری آٹھون پہر کے

ای ماہرو کہین نہین جاتا ہے تو مگر
نقش قدم کواکب سیار ہو گئے

وہ بیوفا نہین ہین کہ ہی غیر تک گواہ
کیون اونکو جان کہا تہا جو بیزار ہو گئے

مرنے سے اپنے خوش ہی بہینی سی اپنی شاد
دل دیکی ہمتو سخت گنہگار ہو گئے

ساقی نی کس ادا سی بہرا جام مدعی
پیمانہائے دوستی سرشار ہو گئے

سر پہوڑنی کو خاک اوٹہا مین وہ ضعف سے
جو سنگسار سایۂ دیوار ہو گئے

مرتی نہین ہین قتل سی بیجان آپکے
کہا کہا کی زخم اور بہی جاندار ہو گئے

کیا پائی یوسف شکل زلیخا ہی خواب مین
کیون سوتی سوتی چونک کے بیدار ہو گئے

ساقی تری نگہہ مین ہی مرد آزما شراب
آخر کو مست جتنے تہے ہشیار ہو گئے

رہتا ہی ایک شکل پی کوئی بہی اے قلق
وہ بہی مجہی سے عاقبت کار ہو گئے

غضب ہی آنکہہ لگنے اک نظر کے
کہ جتنے نیند کہوئی عمر بہر کے

نہو چہو سجدۂ وحشت اثر کے
عدو تک کی گلی پامال سر کے

اوٹہا کر لاش لائے نامہ بر کے
ہوئی تسکین جان پر خطر کے

غضب تہا خندۂ چاک کفن بہی
کہ قاتل نی بہت نیچی نظر کے

دم آخر اثر لنے آس توڑے
کہ اوسنے آہ مجکو دیکہہ کر کے

گلی سی اوسکے تونے اے قیامت
ہماری گور تک کیونکر گذر کے

مری کیا خاک کوئی یہان کہ غیر
لیئے جاتے ہین مٹی تیری در کے

پھرتے ہین ہمنوا سب جنگل مین بھٹکے بھٹکے
صیاد کے سوا اب گلشن مین کیا رہا ہے

وہ دل کہ تھا ہمیشہ تاراجگاہِ ترکان
جسپر ہے بیجا با دل ہی مین آرہا ہے

یہ ناتوان ہوی ہین ہی ضعف عین حالِ اب
پر رنگِ چہرہ ہمکو سون اوڑا رہا ہے

کیا کیا نہین ہوا ہی وحشت کا اپنی چارہ
صحرا ہر ایک جانب زنجیرِ پا رہا ہے

فرقت کی شبکو ظالم کیا کم سمجہ رکھا ہے
ای دل جو حسرتین تو اتنی بڑہا رہا ہے

دلبر نے اسکو حاشا ایسا نہین ستایا
ہمکو دلِ جفا جو جیسا ستا رہا ہے

جب سی سنا کہ پردہ ہے جلوہ گاہ تیرے
دم تیرے عاشقون کا آنکھون مین آرہا ہے

اللہ رے جوششِ اشکِ بیتابی جدائے
بجلے سے کوندتے ہے بادل سلہہار رہا ہے

کہتے ہین اوس قلق کو ہی اب شریفِ مکہ
میخانہ کے جو در پر مدت پڑا رہا ہے

مٹ مٹ کی خاکِ طالبِ دیدار ہو گئی
گردِ شعاعِ روزنِ دیوار ہو گیے

پروانے شمع رو کے خریدار ہو گئی
ہم جل کے داغ گرمیٔ بازار ہو گئے

بے نور خط کے آتے ہے رخسار ہو گئی
آتش کی ٹکڑے رزقِ خس و خار ہو گئی

کسکو دون جواب کہ کیون مر رہا ہون مین
ہے ہے فرشتے قبر کے غمخوار ہو گئے

مجبور ہیو فا تمہین سنتے ہین کیا کرین
سب اختیارِ غیر سے ناچار ہو گئے

پامال کا خیال حنا بند ہے وہان
اوس گل کی ہم نگاہ مین کیا خار ہو گئے

رازِ نہفتہ اپنا اب کیا چھپا رہا ہے — سرمایہ سارا دل کا دامن پہ آ

ان بی نیازیون پر دامن کشی کہ کب تک — دل ہی ہمارا مدت بی مدعا رہا

ہے مشتِ خاک اپنی رنجشِ دل و جگر کی — کچھہ یہہ جلا رہا ہے کچھہ وہ بہار

اتنی بڑہی کدورت تنگ آگئی خرابے — کیا کیا غبار اپنا خارِ صبار

کیا آرزو نکالین جی سی نہین نکلتے — باقی سوا تمہاری اب دلمین کیا

گر دام سے چہٹے تو آئے قفس کے اندر — کیا آب و دانہ ہمسے گردشمین آ

وہ پنجۂ نگارین یاد آگیا ہی جس دن — ماہ منیر درزدِ رنگِ حنا رہا

الزام ڈہونڈتی ہین دامن کشی کو وہ ان — اور یہان درازِ شب بہر دستِ

تیزابِ آبلہ نی دریا بہائے کیا کیا — خارون کی بر زبان کچھہ یہہ ماجرا

شوقِ گریز پائی کیا کیا نہ رہزنی کی — واپس ہمیشہ ہمسے شورِ درا رہا

بیٹہون تو داغِ منزل اُٹہون تو دردِ رہبر — سر پر اوٹہانی والا اک آبلہ ر

فرصت نہین دمادم می نوشیون سی اسکو — ای ابر تو ہی شاید وہان پہ گہرا رہا

خود کو کبھی نہ دیکھا آئینہ ہے کو دیکھا — ہمسے تو کیا کہ خود سے ناآشنا ر

ہی سرنگون جو اتنا ابتک سپہرِ بیمہر — کیا جانئے کہ کسکا پاسِ حیا رہا

جی کی کہانیان کچھہ جسمین ہی ہو رہی ہین — دلمین میری مقرر کوئی تو آ رہا

کیونکر نہ ابر روئے بجلی نہ کیسے تڑپے — کوئی کہین ہی باقی خونین نوا

فکرِ کشودِ جیب کی شرمندگی اوٹہائی — عقدہ ہماری دلکا بندِ قبا رہا

ن حادثی لاکہون ہے میرے سامنے آئے | توہی کبہی بے پردہ نہ آیا میرے آگے

شرمای قلق کو کوئی کسطرح سے کہیئے
کمبخت ہی سر ہے نہ اوٹہا یا میرے آگے

بعدِ مرگ دی دشمن کو یہ توقیر مٹے کے | نوید ای خاکساران کہلگئے تقدیر مٹی کے
جوش گریہ ہمکو تہ پہ لی بیٹہی گا آخر کو | کہ موجِ سیل سی بچتی نہین تعمیر مٹی کے
دورت اوسکی الفت کے دلِ دشمنین تو ہین ظاہر | پس آئینہ ہی رکہی ہوئی تصویر مٹی کے
ئی رکہا نہین ذلت کا باقی مرتبہ اسنے | بنانی سی غرض انسانکی تہی تشہیر مٹی کے
سکا خون ہوا سبز زمین گلشن کیے آثار | سرِ ہر فصل ہے قائم وہی تاثیر مٹی کے
ارِ ناتوان پڑ گر کے اوسکی درپی جا پہنچا | الٰہی مجہسے بہتر تہے مگر تقدیر مٹی کے
افل وہان کہچا اتنا کہ بہولی خاکسارونکو | کدورت یہان بڑہی ایسی کہ سب تدبیر مٹی کے
مقتول کا تیری ذرا خون جوش مین آئے | بر نگ خون رنگت ہو ہزارون تیر مٹی کے
ان لسبمل تمنائی نمک مین ہم ہوئی آکر | کہ قدر کیمیا ہی ای دلِ دلگیر مٹی کے
ی گر خاکسار مین بہی حرصِ دو جہان باقی | تو ای ناقدردان خاصیت اکسیر مٹی کے
ین شیشہ کہین ساغر کہین ساقی کہین ہم ہین | بجہا کر شمع سارے بزم ای گلگیر مٹی کے

کیا پامال مرقد کو اوڑائی خاکِ آسودہ
قلق سی بیر تہا تمکو تو کیا تقصیر مٹی کے

نقاب اوسکا ہر دم کہلا رہا ہے | پر عقل پہ ہمارے پردہ پڑا رہا ہے

جب غیر ہو غمزہ کا نشانا میری آگے
ہو ذبح نکیون میری تمنا میر

گر داغِ دلِ مردہ ہی مجنون تیری نزدیک
تو خال رخ سوگ ہی لیلیٰ میر

ہان پردہ نشینی کا مجھی دہیان ہی اوسکے
پردہ ہی میرا شوقِ تماشا میری آ

کسطرح خیالاتِ محبت کو چہپاؤن
پہرتا ہی بتِ آئینہ سیما میر

آب آب ہو پیکر اسی جتنا کہ تنکظرف
ہی غرقِ عرق اوتنی ہی صہبا می

اک سنگ سیہ سو ہی وہ بوسیدہ کہنہ
کعبہ سی مقدس ہی کلیسا می

سنتے ہین کہ محشر مین نقاب اوسکا اوٹہیگا
ہو گا سحرِ حشر کا تڑکا میر

اس تشنہ لبی پر میری رحمت کو ہو گیا رحم
اور ہو وہی تو پہر خشک ہے دریا م

واعظ مجہے سوائے توبہ کی ضرورت
مصحف ہی بغل مین میری مینا

سر دیکی بہی ہرگز مین فدا ہو نہین سکتا
یعنے کہ دمِ قتل تو آیا میری

آہستہ رو کوچہ جانان ہو نمین ایسا
تہک جاتا ہی ہر بادیہ پیما میر

فریاد کی اپنی مجہے فریاد ہی کیا کیا
غیرونکا بڑا بول اور آیا میر

تہا ہوس دمِ جلوہ گری کسکو یہ اتنا
خورشید لبِ بام گرا تہا میر

کیا داورِ محشر سی جکی دیکہئے چل کر
محشر مری پیچہی ہی وہ فتنا می

آئی ہی قیامت ہی پسِ مرگ مقرر
سوتا ہے وہ فتنہ جو نہ اوٹہا می

وحشت سی مری پشتِ ازل سی وہی آہے بد
جو قافلہ پیچہے تہا وہ آیا میر

کوچہ سی تری بچکے کوئی جائی کدہر کو
چل پہر کے وہ ہی آتا ہی رستا

...جو درد درد ہے اور درد تک دوا — سودائے سود بھی ہی سراپا زیان ہے مجھے

...ا کہ بت پرست ہی خود صورت آفرین — آخر کو حسن ظن نے کیا بدگمان ہے مجھے

...انتقام اب ای غیرت وفا — دلبر خود آئی یاد دل آئی جہان ہے مجھے

...د تراش ہو گئے آخر نگاہ شوق — ملتا ہی بی تلاش وہ اب ناگہان ہے مجھے

...دیکھتے ہین دور سے ڈر ڈر کے مہرو کین — کیا فتنہ ہی نہان کہ ہوگا عیان ہے مجھے

...وغضب کیے واسطے ہے شور صیرو... — گر غیر ہے ندیم تو کر راز دان ہے مجھے

...ن ہین کیون نہ چشمک گل برق کار ہو — مین باغبان کو خار ہون اور باغبان ہے مجھے

...ہے نکالا جائیگا اس جرم پر ضرور — رکہتا ہی اب نظر مین تیر پاسبان ہے مجھے

...ن کو آفرین کہ پشیمان کرون ہے مجھے — کیون ہو خدا نکردہ سر امتحان ہے مجھے

...وفا و آرزو و شوق حیف حیف — پامال کر رہا ہے میرا کاروان ہے مجھے

...عاشق عشق کہانتک وفا کرے — ایک لمحہ کا ہی عیش غم جاودان ہے مجھے

...ن مین ہی جلوہ نما پیکر تلاش — تسکین فزا ہے جنبش رگ روان ہے مجھے

...بساط خلد سے بہتر فشار گور — آتی ہے یاد خوابگہہ دلستان ہے مجھے

...ہے کہ ہوگا داور محشر بھی غرق خواب — کہنے پڑینگے سارے تیرے داستان ہے مجھے

ایسا وہ منہ کو موڑ کے سب سے گیا قلق
مین آسمان کو دیکھتا ہون آسمان مجھے

...ین ہاسر بگریبان ستم آرا میری آگے — تہا قول جو ناصح کا سو آیا میری آگے

تہدید سست محبت تو ہے سمجہو — جو جم ساغر کو جام گل سی بدلے

ہر ایک کو جان دینی کی خوشی ہو — اجل گر ناوک قاتل سی بدلے

اگر ہو چین جبین قاتل دم قتل — قیامت قامت قاتل سی بدلے

ابہی ہمتو عدو سی ہی بدل لین — جو غمکو غمسے دلکو دل سی بدلے

کہلے احوال دل جب ناصحون پر — تہ دریا اگر ساحل سی بدلے

شبستان چہوڑ کر لیلے ہو مجنون — میری آغوش گر محمل سی بدلے

نہ جنبش اک قدم ہو آسمان سے — میری منزل اگر منزل سی بدلے

بتون کا جلوہ کعبہ مین دکہا دین — ذرا تقوی ہی دل مائل سی بدلے

قلق اس ظلم کا پہر کیا ٹہکانا
اگر مقتول لی قاتل سے بدلے

سامان عیش و ناز ہے آزار جان مجہی — لایا ہی تیرا شوق کہان سی کہان مجہے

دلمین ہی درد درد مین آرام کیا مجہی — کیا جانی کس ادا کی لئی دی ہی جان مجہے

کیونکر بچا ہی چہوڑ کی عمر رواں مجہی — دشوار جبکہ آپ ہوا اپنا نشان مجہے

چہبتے ہے تیری ذوق نظر کا اوٹہا حجاب — تڑپا رہی ہی میرے نگاہ تپان مجہے

صرفہ نکچہہ ادہی نہ تجہی ظلم مین دریغ — اغیار کا نہ رنج دی ای آسمان مجہے

کیون حرص دی کہ سارے عطا بخل ہو گئے — کچہہ ہی نہین دیا جو دئی دو جہان مجہے

دشنام ہے گداختہ لذت غضب — پہر فریب ذوق ہوا رنگ بیان مجہے

دلکی ہر ایک حسرت ہی لاکہہ لاکہہ سامان — صد سال و نیم لحظہ کیا شکوہ آسمان سے

جو آہ دلسی اوٹہی خونناب ہو کی اوٹہے — صد ابر غرق آتش اک چشم خونفشان سے

تصویر اوسکی کیونکر کہچوائین بہر تسکین — شاید کچہہ اور کہنچ جا کیا دور بدگمان سے

کیا تفرقہ پڑا ہے فرقت مین ہائے اوسکی — کہتا ہون جو زبان سی باہر ہی وہ بیان سے

اٹہکہیلیان تمہاری لائینگی حشر آخر — عشاق انکی فتنی اوٹہنی لگی جہان سے

کعبہ مین جو ہین بیٹہی وہ دیر کی ہین مہمان — دلمین مکین پہری ہی آرائش مکان سے

مانند گرد خستہ بیٹہی ہین پاشکستہ — منزل کی پاس ہین ہم پر دور کاروان سے

سر پر بہار آئی اور آشیان کو توڑا — یہان بیٹہنے کی فرصت لائینگے ہم کہان سے

دل بیٹہنا ہمارا مستونمین رندگے ہے — کعبہ مین جام ملیگے بچہڑے اگر مغان سے

وہ شوخیونمین اپنی گنتی نہین کسیکو — کیونکر نبہیگے اونکی میری دل تپان سے

اک وقت تہا قفس مین مرنی پہ مر رہی تہے — اب انس وہ کہان ہی گلزار و بوستان سے

فرہاد و قیس ٹہیری مجنون و کوہکن یہان — کیا کیا لرزرہی ہین ہم اپنی امتحان سے

گر ریختہ کو سنئے چلکر **قلق** سی سنئے
تیغ کشیدہ ہی وہ نکلی ہی جو زبان سے

جو دلبر کے محبت دل سی نکلے — تو لون امید لا حاصل سی بدلے

محال عقل کوئی شی نہین ہے — جو آسانی میری مشکل سی بدلے

جہان ہی کور اور خورشید محجوب — کہان تک شمع ہر محفل سی بدلے

تلفِ حق کی سزا ہے کہ بہری ہی مارا
تجھسے تہے اور بہے اے خضر پیاسی ہے پہلے

ہای ایذائی محبت کہ ترا کوئی نہین
عیش و آرام چہٹے رنج و بلاسی پہلے

مجکو اس جرم پے مارا کہ گنہگار نہتہا
اوسنی یہہ لطف کیا مجہپہ جفاسی ہے پہلے

ہائی بیقدری انداز پسِ خلق کُشی
وای آوارگی ناز اداسی پہلے

رحم بیرحمی معشوق پہ کِس کِسکو نہین
کہ قضا آتی ہی بیکس کے قضاسی ہے پہلے

قیدآدم کی ہمین یاد ہی حوّا کی لیئے
سلسلہ کوئی نہین زلفِ رساسی ہے پہلے

اتنا ہی ہوش کہ تہا ہوش بہی ہمدم کو لیے
نازسے عشوہ سی ایماسے اداسی ہے پہلے

پرسشِ حشر ہے بیدردئی داور کی دلیل
ہون وہ فریاد جو اوٹہی تہی صداسی ہے پہلے

تیری مایوس کی تشویش مٹانی کی لیئے
فتنۂ حشر اوٹہا دستِ دعاسی ہے پہلے

خلق ہوتی نہ اکہٹی نقیامت ہوتی
پہنچتا حسرتِ ہنگامہ فزاسی ہے پہلے

تابِ نظارہ ہو کیا غیر ہو جب آئینہ
کہ نظر خیرہ ہی یہان رُخ کی صفاسی ہے پہلے

ای **قلق** تیری طبیعت پی تو ایمان آیا
صدقہ ہو جاتی ہین ہم صلِ علیٰ سی ہے پہلے

درسی تیری گذر کر گذری ہم اپنی جان سے
کیا جانیئے کدہر کو اب قصد ہو یہان سے

کیا آپکو علاقہ اس نالہ و فغان سے
قصہ ہی اپنی دلسی جہگڑا ہی اپنی جان سے

تڑپیگے تا قیامت ای برق تیری شامت
کیون دل جلونکی الجہی خاشاکِ آشیان سے

ایک شبکی شبکا رہنا ہی اس چمن کی اندر
گلچین سی کیا عداوت کیا صلح باغبان سے

تو ملا غیر سے کہ خاک مین ہم
تم جدا غیر سے ہوئے تھے کب

عاقبت ہر طرح صفائی ہے
واجبی طعن بیوفائی ہے

ای **قلق** ہمسے تو ملا کر یار
خالص الفت مین کیا برائی ہے

وہی عذر ہی وہی آرزو وہی اپنی عمر تمام ہے
وہی چشم ہی وہی راہ ہی وہی صبح ہی وہی شام ہے

وہی خستہ حال خراب ہی وہی خواب کشتہ خواب ہے
وہی زندگی کہ جواب ہی نہ سلام ہی نہ پیام ہے

وہی جوش نالہ و آہ مین وہی شعلہ جان تباہ مین
وہی برق یاس نگاہ مین جو خیال ہے سو وہ خام ہے

وہی خواب و خور کی تلاش ہے وہی جان دلمین خراش ہے
وہی رنج غیر معاش ہے مجھے زندگی بھی حرام ہے

وہی ہجر دشمن وصل ہی وہی مرگ در زیست مین فصل ہے
وہی اپنی شغل سی شغل ہی وہی اپنی کام سی کام ہے

وہی شق جگر نسیو سیو وہی زیست ہی بخیہ جیو
وہی خون دل نہ پیو پیو وہی بادہ ہے وہی جام ہے

وہی شمع قد رسا وہی رہنما وہی جلوہ گاہ ہی رخ کشا
وہی بزم ناز ہی جابجا وہی ہر قدم پہ مقام ہے

وہی نیم جان دم واپسین وہی نالہ کش سخن حزین
وہی یاس زیست ہے دلنشین کہ زبانپہ آپکا نام ہے

وہی رنج ہی تو یون ہی سہی وہ **قلق** ہی تہا کہ یونہین نہ ہے
میرے آپکو بہے ہی بندگی میرا عشق کو ہی سلام ہے

مجھکو مارا ہے مروت نی وفا سے پہلے
فیصلہ اپنا ہوا روز جزا سے پہلے
میری تعذیر مسلم ہے خطا سے پہلے

صدمہ انگیز ہے جان طرز جفا سی پہلے
بیخطائی نے کیا قتل خطا سے پہلے
ہوش جاتی ہین میری ہوش ربا سے پہلے

وہ کیسی ہے چلبن ہتھم ہتھم قیامت آہی جاتی ہے
بچے کوئی کسی ڈہب سے یہ شامت آہی جاتی ہے

ستم کرکے ستمگر کی نظر نیچے ہی رہتی ہے
بُرائی پھر بُرائی ہے ندامت آہی جاتی ہے

زلیخا بیخرد آوارہ لیلے بدمزہ شیرین
سبھے مجبور ہین دلسے محبت آہی جاتی ہے

چراغ و شمع بزم یار کرکر غیر کو پہونکا
دلِ افسردہ مین آخر حرارت آہی جاتی ہے

ہوا نظرون ہی نظرون مین وہ محشر برق صد خرمن
محبت کی نگاہون سے شرارت آہی جاتی ہے

پسینا آگیا اونکو کیا وعدہ جو آنے کا
کبھی ہی ناز برداری نزاکت آہی جاتی ہے

ہر ایک سے اب وہ کہتی ہین کہ لو ہم پر یہ مرتی تہین
جبین گے اسطرح کب تک کہ غیرت آہی جاتی ہے

نہین کچھ دلکا پہرنا عہدِ دشمن سی تیرا پہرنا
مگر کچھ سوچ کر آخر مروت آہی جاتی ہے

نہوتی گر نویدِ مرگ کیونکر ہجر مین جیتے
محبت مین بہی آسایش پی نیت آہی جاتی ہے

وصالِ غیر کے قصہ کو سنکر کیا تڑپتا ہون
یہ ارمان کوئی جاسکتا ہے حسرت آہی جاتی ہے

اگر صد سال کیجے شکر الفت کیجیے لیکن
یہ وہ شیوہ ہے بدظن پھر شکایت آہی جاتی ہے

قطعہ
خط غیر کا کیونکر نہ آتا کیون نہ تم پڑھتے
قضا لکھی ہوئی حضرت سلامت آہی جاتی ہے

دل کی ہر جزو مین جدائی ہے
کیا بلا وصل کی سمائی ہے

نارسائی سرِ رسائی ہے
ضعف کی طاقت آزمائی ہے

جام و مینا پہ نور برسے ہے
کیا گہٹا میکدہ پہ چہائی ہے

یون تو وہ عالم آشنا ہے مگر
اک مجہی سے ذرا لڑائی ہے

وفا پر میرے غش رہوی جو وہ طرز جفا جانے
گری ٹھوکر کے ساتھ اپنی جو کچھ دلسی لگا جانے

نکیونکر دیدۂ غم شوڈ بوئیگا مجھے آخر
ہوا جو راز دان اوسکو نہ ہرگز آشنا جانے

اوٹھی امید جو دلسی وہی ہی ناز اگر سمجھے
جو اچھی شکل ہوتی آئی اشارات ادا جانے

پی ذکر عدو موج تبسم لب مین پہرتی ہے
دم عیسیٰ کو کیونکر ہوگیا رعشہ خدا جانے

نہین کچھ مستی بزم عدو کی جب خبر تجکو
یہ بکھری لٹ کیا شی ہی ہمارے ہے بلا جانے

کہان یہ خضر مین جرات کہ در تک اوسکی جا پہنچے
جو پہلے جانکو دی بیٹھے وہی دلکو چلا جانے

تکلف آدمی کا عاشقی مین ہی نہین جاتا
دگر نہ جس جگہ مرجائی کوئی دلربا جانے

ہوڑادیگی یہ صحبت غیر کے سب سے تجھے آخر
تیری ہاتون سی چھٹا ورنہ گیا رنگ حنا جانے

سیری حیف اوس نخچیر کے جسکے یہ بیقدر
اسیر دام ہوا ور آپکو ہر دم رہا جانے

تکلف کیا ہی مرجانے مین ایسی بی تکلف کر
نہ رسم پردہ کو سمجھے نہ آئین حیا جانے

ہی گا آدمی کس دن الٰہی وہ بت سرکش
جو خود کو کبریائی سی معاذاللہ خدا جانے

نہین برگشتہ قسمت کا میری چارہ کہ بیچارہ
سفارش جو کری میری اوسیکو وہ گلا جانے

اگر سمجھے کوئے اہل زمانہ کی صفائی کو
کدورت جس جگہ دیکھے اوسی بزم صفا جانے

نہ جائی حج کعبہ کو جو رمز دیر کو سمجھے
نہ چومے سنگ اسود کو جو طرز نقش پا جانے

قلق دل اور افسردہ ہوا قصہ تیرا سنکر
رولائے وہ ہمین جو آگ پانی مین لگا جانے

کوئی کیسا ہی ثابت ہو طبیعت آ ہی جاتی ہے
خدا جانی یہ کیا آفت ہی آفت آ ہی جاتی ہے

قلق کہانسی مین لاؤن تیرے لیئے آرام
ابہی تو خلد کو لیلون جو دین اودہار مجہے

کیا سرکشئے پسند ہمارا نیاز ہے
شوخی ناز دیکہیے کیا حیلہ ساز ہے

لو شرمسار سبکے نگاہو نمین ناز
آنکہونمین اشک لب پہ فغان دلمین

دیکہا جو مجکو بزم مین کٹ کٹ گئی رقیب
بیدل ہوئی وہ اور بہی افسانہ سی میرے

میری نگاہ شوق بہی کیا دشمنہ
جو حرف درد خیز ہے سو دل گد

دامن ہمارے ہاتہ مین اور اوسکا حشر کو
سر لیکے بہے تو دیر مین کرتی نہین قبول

کوتاہئی خیال ہے دست دراز
سجدہ سی جو ادا ہو وہ کیسے نماز

سرکش کا ہی سدا ادب آموز خاک
اوسکی جفا و مہر سے پر بیم رحم و قہر

خورشید اس جلال پے ذرہ نواز
دشوار وصل و ہجر مین اب امتیاز

مجنون و کوہکن ہی نوآموز راہ تھے
بیچین اوسکا دل ہی نہ دشمن کا گہر ہی خاک

ہموار اک قدم مین نشیب و فراز
کیا نارسا ہی آہ سدا چرخ تاز

جہکتے ہوئی نظر ہے تو دیتے ہوئی حیا
کیا ناز کا گلہ کہ سراپا نیاز

امید کی ہی منزل مقصو وہان قلق
بیچارہ گیئے یاس جہان چارہ ساز ہے

پڑا ہی دیر و کعبہ مین یہ کیا غل خدا جانے
وہی ہی رازدان دل جفا کو جو وفا جانے

کہ وہ پردہ نشین باہر نہ آجائی
اوسی ہی قدر یوسف ہے جو تہمت کو

ہزار شان سی وہ کیون نہ جلوہ فرما ہو — کہ ایک شکل سی رہتا نہین قرار ہے مجہے

نگاہِ مہر کا حائل نہ کسطرح سے رہون — کہ پایمال فلک نے کیا غبار ہے مجہے

ہہی ادا ملک الموت یہہ ہی عیسے ہے — وہ بات بات پہ کہتی ہین جان نشانہ ہے مجہے

ن کی پابوسی اب سر اوٹہیگا کیا میرا — کیا ہی ناصح نادان نی شرمسار ہے مجہے

دوسی آج بگڑ کر وہ سرنگون کیون ہین — حیا و شرم سی ایسی ہی ننگ و عار ہے مجہے

ڑ گیے خاک جہنم کے بہے بُرا کیا ہی — اگر سمجہتا ہے زاہد تباہ کار ہے مجہے

بجا کہون بات بات پر کیونکر — کہ کچہہ نہین ہے محبت کا اعتبار ہے مجہے

م عمر یہہ گذری ہی کاوش نمکین لب — ہر ایک نقش قدم تہا میرا مزار ہے مجہے

اتحاد اوسی اور نہ اعتماد اوسے — اک اپنی دل ہی پہ ہی جبر اختیار ہے مجہے

فنا ہے تو خمیازہ کش ہے میرا غبار — مئی وصال کا یہان تک رہا خمار ہے مجہے

زلزلہ حشر و یک نقاہت دل — اوٹہائی آئی ہین اوس در سی بار بار ہے مجہے

ی سی تا بخدائی سبہی تو بہول گیے — بنایا کسکے تغافل کا یادگار ہے مجہے

ن مین برق نہ کسطرح دم بدم گرے — کہ خوب یاد ہے رعنائی بہار ہے مجہے

م قدم پے لرزتا ہے میرا تو ایمان — کیا ہے توبہ نی کیا گناہگار ہے مجہے

دہ ذکر حیرت دم وصال ہوئے — مین اوسکو دیکہتا تہا اور وہ بار بار ہے مجہے

دمند رہا سحر نرگس فتان — ہزار یاس مین رکہا امیدوار ہے مجہے

سے چہٹ نہین سکتا جو قید لمین پہنسا — نہ اختیار تمہین ہو نہ اختیار ہے مجہے

ہمدوش تجھسے رہتی ہین اغیار بوالہوس
رکھہ دور زخم دلسے میرے جا بجا کے ہاتہہ

آخر تو بردباری خون تیرے سر یہ ہے
ہلکا ہو تو تیغ کا اوچہا لگا کے ہاتہہ

مرنا پڑا نہ ہجر مین آخر کہ وقت وصل
ہر بار روکتے تھے وہ مجھکو چھوا کے ہاتہہ

خود رفتہ مجھکو کہتے ہین وہ بار بار کیون
اپنی خبر منگائین کسی آشنا کے ہاتہہ

یہ تیز ہے جنون کہ رکھون ہون ہٹا کے ہاتہہ
کرتا ہون چاک جیب کو لیکن بچا کے ہاتہہ

مین اور بزم غیر مین آنا ترے لیئ
اندہا ہوا ہون شوق مین لینا بڑہا کے ہاتہہ

آخر وبال زیست ہوئی تہمت وصال
لو دشنۂ فراق نی کاٹی قضا کے ہاتہہ

اوسکے گلی مین بیٹھہ کے کیا کم ہے عروج
ایسے تو خاک اوڑہی کہ نہ آئی صبا کے ہاتہہ

آخر کو مٹ مٹا کے ہوی صاف اسقدر
آئینہ غرور لگا خود نما کے ہاتہہ

ناصح نہ اتنا کہلیئے تکلف اسی مین ہے
بستہ ہی رہنے دیجیے میری التجا کے ہاتہہ

سودائے مفت فرط مروت سی ہوگیا
اس دلکو ابتو ڈال **قلق** بیوفا کے ہاتہہ

نہ انتظار مسافت نہ فکر بار ہے مجھے
جہان قدم نہ اوٹہا وہ ہی کوی یار ہے مجھے

ادا ادا سے جو کرتے ہین بیقرار ہے مجھے
وہ جانتے نہین شاید وفا شعار ہے مجھے

یہ مٹتے مٹتے ملے شکل اعتبار ہے مجھے
کہ اوسکے دلکا فلک نے کیا غبار ہے مجھے

جیون گا خاک حد وعدہ تک کہ پہنچا ہون
مین انتظار کو اور تاب انتظار ہے مجھے

سڑ نگیے خوب شراب طہور جنت مین
ملا نہ کوئی بہی کعبہ مین بادہ خوار ہے مجھے

طوفان کشا ہی گریہ دمِ آتشین کے ساتہ
خیر آسمان کی بہی نہین اب زمین کے ساتہ

کیونکر نبہی گی یون دلِ شکت آفرین کے ساتہ
یاد اوسکے لب گزرا ہے دمِ واپسین کے ساتہ

آسان او نہین شکایتِ اخلاصِ مدعی
مشکل ہین نباہ دلِ خشمگین کے ساتہ

ای چرخ تو نے کیا نکیا پر نہین کیا
رسوائی بزمِ ناز کسے نازنین کے ساتہ

وہان ساحرے ہی عشوۂ پُرکار کے شریک
یہان سادگی ہی شوقِ فریب آفرین کے ساتہ

ارمان یہان اخیر وہان ابتدای حشر
ای حرص کیون خراب ہی دنیا و دین کے ساتہ

ناصح کی منہ کو سیتا ہون جوشِ جنون مین
دامن کو اپنی ٹانکتا ہون آستین کے ساتہ

شیوہ ہی بیوفائی کا تمکو اگر پسند
ہرگز نہونگے ہم بہی تمہارے نہین کے ساتہ

پامال تیرا شوئے اختر سے کیا لڑے
کیا خاک کا معارضہ چرخِ برین کے ساتہ

کسکو پڑی ہی نعش اوٹہانیکی میرے پہر
جب تو روانہ ہوگا دمِ واپسین کے ساتہ

کیا کہا ہے نامرادیِ عاشق سہی شاد شاد
ظاہر ہے رنج عشوۂ جادو کمین کے ساتہ

غمخوار ہے تو یہان غمِ ہجر انہین ساتہ دے
اے پند گو وہانکے رفاقت وہین کی ساتہ

اس ضعف مین **قلق** یہہ تعدیٔ انتظار
دم جائی گا نکل نگہہ دوربین کے ساتہ

قاتل نے نیمچی دلکو جو دیکہا رگڑ کے ہاتہ
آخر کو تیغ چہوٹ گئی تہرتہرا کے ہاتہ

صانع نہ کیونکہ چومتا اوس پر جفا کی ہاتہ
قدرت کو اپنی ہاتہ سی کہو یا بنا کے ہاتہ

ثابت قدم نہ یہہ ہی نہ وہ قول کا درست
اغیار کے نہ پاؤن نہ اوس بیوفا کے ہاتہ

قلق کیون چہوڑتا دلی کو کیون میرٹہہ مین رہتا
گدائے کے بہر دسے پر لوٹا یا بادشاہے کو

گر شرم چشم یار مین دامن کشان نہو
خیرہ کشئے ناز کسے پر عیان

کچھ بہی نہو تلاش اگر آسمان نہو
کیا سعی سے حصول جہان رائگا

دلمین کچھ آرزو ہو تو منہ مین زبان نہو
کیا شرح سے حصول جو ہر گز بیاں

تسکین کسیطرح نہین ہوتی کہے بغیر
غماز جب تلک کہ میرا راز دان نہ

اب کیا اوٹھا رکھین گے جو مرنے بے جی ہرا
ہو منتحان جو قاعدۂ امتحان نہ

ای چرخ گر ہمین کو کیا تو نے انتخاب
گروہ ستم پسند کہ ہرجا ودان نہ

ہر ایک خبط رکہتا ہے سو شکل دلفریب
کیا شی ہی دلربا جو دل بدگمان نہ

طرز فروتنی ہی بد آموز سر کشے
کیون تیز برق ہو جو میرا آشیان نہ

کافی ہی ہمکو ایک ہی جہونکا نسیم کا
ای رنگ و بوی گل ستم باغبان نہ

ای ذوق قدر لذت آزار چاہیئے
دل ہو جگر ہو زخم ہو اور جسم و جان نہ

کیا سرگذشت راہ بتائی کوئی یہان
منزل جہان ہو حیف وہین کاروان

کیا تاب ہی عدو کے جو بیساختہ کہے
احوال میرا آپکا راز نہان نہ

اپنا ہی سنگ کعبہ سی ٹکرایا ہی تہام
گر پای ناز نہین صنم درمیان نہ

جنت مین ہجر یار نہین ہی تو ای **قلق**
ہے تیرہ وہ ہی زمین جہان آسمان نہو

جس جا ہی حسن رنج کا وہان کام ہی نہین
تصویر نالہ کش کبھی تصویر سے نہو

وہ درد ریز د فرد جو بڑہے جانکے ساتہ
بڑھیو وہ زخم دل کہ جدا تیر سے نہو

لرد و جہان ہون خاک تو دامن سی دہی جہتک
پر نرم دل وہ آہ کی تاثیر سے نہو

چل ای **قلق** منا کی اوسی ہم ہی لائینگے
وہ کام آپڑا ہے جو تقدیر سے نہو

پہری ہی سات میری جور گردون دادخواہی کو
تباہی سی تباہی ہی میری شامل تباہی کو

کیونکر لطف الفت کا سمجہے کینہ خواہی کو
نگاہ بی محابا کر دیا ہی کم نگاہی کو

ہماری پرسش اعمال اور ہیجیں فرشتون سے
ملی ہین کیا ہی اہل دل محبت کی گواہی کو

لو مین مین ایک کیا یوسف کا کرنا مصر مین پہرنا
لگا لاتی ہین لاکہون راہ پر گم گشتہ راہی کو

مغان کا شعبدہ دیکہو اوٹہا کر پردہ وحدت
کیا دربان بتخانہ حریم قبلہ گاہی کو

ادہر ہے دیر تیرہ دل ادہر اسکو ہی تیرہ رہ
کرون کس جا پشیمان یارب اپنی روسیاہی کو

پوچہو عمر فرقت کی حقیقت ہر نفس ہر دم
قضا سو بار آئی زندگی کی عذر خواہی کو

نگر نا رحم ہے کتنا برا ہی کوئی ہو آہین
کیا ہی عصمت یوسف نی رسوا بیگناہی کو

ہجوم چشم حیران ذرہ ذرہ سی صف آرا ہے
دکہایا آسمان نی کس تجمل سے تباہی کو

کہا نکو جائی بید سست پائی کی سہارے پر
کدہر لیجائیے کوچہ سی تیرے بی پناہی کو

خلش جائے تو کیا جائی کہ خلجان اور باقی ہے
بچایا آبلہ پائی سی میرے خار ماہی کو

وہ مارا حسن نی ہمکو طرف داریکی دہو کہ مین
وہ رد کا تیغ ابرو یہ خدنگ کجکلاہی کو

کہلا ہے پہر کے درمیکدہ مبارک ہو
معاشروں کو نوید صلا مبارک ہو

سنا ہے روز خوشی شام غم کے بعد میں ہے
دل غمین کو نزدل بلا مبارک ہو

اسی شعار سی بدنام ہو گئے ہمتو
تمہین عدو سی سلوک و فا مبارک ہو

عنان گستہ ہین یہان بوئی گل سی پہلے ہم
چمن کی سیر تجہے کو صبا مبارک ہو

نظر لگے ہوی ہی اسیہ سرفروشون کے
کہین یہ زیب کمر نیمچا مبارک ہو

تمام عمر پیا ہے یہان فشردہ دل
خضر تجہے کو یہہ آب بقا مبارک ہو

نکال دی میری جو جو کہ دلمین ارمان ہین
یہ تیرا تجکو ہے خلوتکدہ مبارک ہو

وہ بدگمان سا ہی بدگمان اسی ارمان
خدا کرے کہین آنا تیرا مبارک ہو

قلق نحوست الفت سی مین نہین خائف
تیرے بلا سے مبارک کہ نا مبارک ہو

تقدیر کا معارضہ تدبیر سے نہو
جو خاک سی ہو وہ کبہی اکسیر سی نہو

اسی صبر دل جدا دل دلگیر سے نہو
وہ کام آپڑا ہے جو تقدیر سے نہو

شان و شکوہ کے نہین پرسش گدا کی ہان
ذلت کا میرے سامنا توقیر سے نہو

کیا داغ دل بجہے گا تجلئے طور سے
خورشید خیرہ ماہ کے تنویر سے نہو

غفلت کا میرے حال وہ نہین سی نپوچہہ لو
یوسف کو عذر خواب کی تعبیر سے نہو

صیاد سنگدل کو اسیرون پہ رحم کیا
فولاد نرم نالۂ زنجیر سے نہو

دشمن سی جو لگی ہی او چہٹ جائے وہ آنکہہ لگی
بچین میرے نالۂ شبگیر سے نہو

آجای اپنی ظرف پہ گر تیرا دردمند
دریا مین بہی ڈبوئیے تو چشم تر نہو

ایسے ہی نرم نرم یہ نوکِ مژہ ہیں تیرے
سخت اسقدر کبہی جگر نیشتر نہو

طولِ شبِ فراق کا شکوہ نکیون کرین
زلفِ دراز اور بہے آشفتہ تر نہو

ناصح ہی کو بلاؤ بٹہے درد دل تو کچہہ
دلکوب کوئے بات ہو پہر اگر نہو

مرنے سے پہلے وصل ہوا ای شغق حبیب ہی لطف
وہ بات ہے خیال مین جو عمر بہر نہو

رحمت کا جوش العطش بادہ خوار ہے
نہر جنان ہو خشک جو دامان تر نہو

عیسےٰ کا خون اوس لبِ جان بخش نی کیا
کیونکر سیاہ دامنِ آبِ خضر نہو

منظور قدسیون نے بنانا نہین رقیب
ورنہ ہمارا نالۂ دل کارگر نہو

ہین اجنبے نہین کہ رہون کوئی بار مین
قدرِ وطن نہین جسے رنجِ سفر نہو

قاتل بہی گر کہے کہ ہوا قتل مفت مین
تو ہے تو کچہہ صفائی پیغامبر نہو

جنبش محال ہے تیرے رفتار ناز سے
یہ دل ہی مدعی کا تیر اسنگ در نہو

تو غیر سے وبال ہین مین تجہسے نالہ کش
دونون کا ایک حال ہے الفت اگر نہو

وہی عدو کے چاہ ہی وہی چہرہ فق
سو رنگ سے ملون جو وہ ایک وضع پر نہو

کیون دیر مین بتون سی ملی کعبہ چہوڑکر
گہر مین خدا کی خوف بہی ہو تو خطر نہو

واماندہ سبکو قید تعلق نے کردیا
کیون غرق ہو خدنگ جو پامالِ پر نہو

چپ رہنی کا مقام ہے خاموش ای قلق
اوسکو ہی کچہہ خبر ہے جسے کچہہ خبر نہو

در د الفِس سحر ادا معجزہ انداز
افسوس وہ ایجاد بیان جان مسیحا
ہے ہے وہ اشارہ جو لگا لائی تہا اوسکو
وہ آنکھہ جو مستے میں نہ کہلتے تہی سر بزم
وہ حرف تمنا کہ دم روح روان تہا

آغشتہ خونناب ہوا در صرف بکا ہو
ایمائے فغان ستم مرگ صدا ہو
یون درد فراحادثہ زا مرگ نما ہو
جون دیدۂ بسمل الم نزع سے وا ہو
کج مج ہو کچہہ اسطرح کہ پیغام قضا ہو

افسوس ہے افسوس ہے افسوس ہے افسوس
کہتے تہے قلق تمکو حسینوں نکو نہ چاہو

دیکھون تجھے مگر تیرے جانب نظر نہو
صحرا نورد عشق کو کیونکر خطر نہو
بیداد کی ہے چشم مروت اگر نہو
سر اوسکے دوش پر جو حریف خطر نہو
کیونکر جنون علاج سی ای چارہ گر نہو
نازل ہو آسمان سی بلا یا س اگر نہو
بسمل کبھی نظر نہو ٹکڑے جگر نہو
کیون آفتین اوٹھین کہ چلی اوس گلے سے ہم
دلسے تیرے اوٹھے تو کرے عرش پائمال
وعدے نہ یاد آئین نہ بیتاب ہون اگر

کیا خوف مدعی کا مجھے رشک اگر نہو
ہوتی ہے شام وہان کہ جہان پر سحر نہو
اتنا رہے نگاہ کہ ہمپر نظر نہو
دل اوسکی بر مین پہلو مین جسکے جگر نہو
کب تک خیالِ رخنۂ ہر نیشتر نہو
یہ وہ دعا نہین ہے کہ کچہہ بہی اثر نہو
تیری نگاہ ٹہرا ادہر سے جدہر نہو
کیا تجھے در پہ بیٹھہ کے جب وہی گہر نہو
اپنا ہے یہ غبار تیرے خاکِ در نہو
روز و شب فراق مین شام و سحر نہو

دلکو نظروں مین لیگیا دیکھو
اسکو سب کہتے ہین دلربا دیکھو

میرے الفت کو آزما دیکھو
تم بہی دلکو کہین لگا دیکھو

خندہ ہائے نمک فشان سمجھو
لطفہائے ستم فزا دیکھو

موت میری اونہین ہی اب منظور
مجھکو کہتے ہین بیوفا دیکھو

اونکے منہ پہیرنے کو کیجے غور
میرا حسرت سی دیکہنا دیکھو

متیہ مرتے ہین متیہ مرتے ہین
آزماؤ تو آزما دیکھو

اونکے زانو پے اور سر بے مغز
مرگِ دشمن کا حوصلہ دیکھو

نکرو قطع دستِ حیرت کو
نکرو پردہ رخ سے وا دیکھو

قدر ذکرِ جفا تمہین بہی نہین
شکوہ وہ لب پہ آگیا دیکھو

قتلِ عالم اگر نہین دیکھا
برقعِ رخ سے ذرا اوٹہا دیکھو

دل لگانی کا امتحان کرلو
آگ گہر مین ذرا لگا دیکھو

قلق اس زندگے سے میٹہا ہی
زہر ساغر مین تم ملا دیکھو

قطعہ بند

ابھی سی پہیری جان چلی دل کا برا ہو
دیدوں الٰہی صدقہ مین جو مٹہی مین دہرا ہو

یا لبین پہ قضا سر بگریبان کہڑی ہے
حیرت سی وہ موہنہ دیکھتا ہی دیکھی کیا ہو

ہیہات وہ نالہ جو سرِ عرش رہی تہا
پہوڑے کی طرح سینۂ بسمل مین اڑا ہو

رکھا ئے اونکے پر آتی ہی مجھہ تک
لپٹ جا مدعی تیغ روان کو

مروت آسمان کے دیدنی ہے
کہ باران مین جلایا آشیان کو

نزاکت ہے قلق اوسکے ستم مین
کیا پامال مجھسے نیمجان کو

تھک تھک گئی ہین عاشق درماندۂ فغان ہو
یارب کہین وہ غفلت فریاد یکسان

یا قہر ہے وہ شعلہ خو یا پردہ ہے نظر کا
دلمین تو اوسکا گھر ہو اور آنکھہ سے نہ

یہ شور بھر رہا ہے فریاد کا جہان مین
جو بات لب پہ آئی اولٹی پھری فغان

کس کس دعا کو مانگین کیا کیا ہوس نکالین
اک جان کدھر کدھر ہو اک دل کہان کہان

برگشتگی قسمت یہہ چھیڑ کیا نکالے
جو مدعای دل ہو وہ مدعی جان

سقدور تک تو اپنی تجھسے بنا ہین گی ہم
بیجان و دل ہین حاضر گر قصد امتحان

صیاد مین نہین ہون گم کردہ آشیان ہون
ای ہمصفیر و بولو کس جا ہو اور کہان

ای آہ دلسی اوٹھکر لب پر ہی کیا تامل
جا شورشِ زمین ہو آشوبِ آسمان

مٹ مٹ کی بھی ہمارا اک بن رہیگا تالان
او جبڑے اگر بہاران آباد ہی خزان

جب بیٹھنے پہ آئے اٹھنے ضعف بیٹھہ رہئیے
پھر کیا ہے یہ تکلف اوسکا ہی آستان

تو ہی رہیگی بلبل یا مین ہی اس چمن مین
یا تیرا ہی ہو قصہ یا میری داستان

میری سخن مین کیا ہی کچھہ خالی حفظ بیان ہے
پر دل ہی اوسکی پوچھی جو کوئی نکتہ

میرا سلام کہنا جبلگ قلق وہی ہے
اوسکی گلی مین بیٹھا مونس ہو جو جوان

لۂ نارِ غضب ہے ہم مژگان بتکو
جوشِ طوفان قضا موج تبسم مجھکو

د مردن بھی گذارہ نہیں اوس کوچہ مین
یعنی کہتا ہے مسیحا بھی تو قم قم مجھکو

ست جنت ساقی کی کرم کی کیا حد
قطرہ قطرہ مین ملا نشاءِ قلزم مجھکو

م کو آپکے جنت نہ کہین گے کیونکر
غمِ اغیار ہوا دانۂ گندم مجھکو

نج اعدا نے کیا مجھکو بھی گستاخ و دلیر
ذلتِ عجز ہے اب تیر الحتکم مجھکو

دمی کا ہی ازل ہی سے یہان پر ماتم
کالی آتی ہے نظر صورتِ مردم مجھکو

پ سی دور برا حال ہے ابتو اپنا
غیر سے ملکے سمجھتا ہون ملے تم مجھکو

بادہ کش ہو نہ جوانی مین شہید قلق
جام جم سے نہین کم خاکِ تہ خم مجھکو

پوچھو ناتوانئ فغان کو
گرایا سر پہ میرے آسمان کو

وڑایا ہمسے اوس آشوبِ جان کو
نہ جانا یہ بھی قدرِ آسمان کو

ئی ہے خاک کی کے حسرتِ وصل
کہ اوڑکر لپٹے ہے ہر کاروان کو

ایک سودا ہے سامان سے ہمارے
کہ سر سے جا ملے بارِ گران کو

بڑہ جاوے کہین آگے وفا سے
روا نے روک لی عمرِ روان کو

م شوق کے کیا حد معین
کہ منزل سی ہی ضد اس کاروان کو

کا فر خو ہے سیلان طبیعت
کیا پامال جسنے آسمان کو

نالۂ فزا ہے ناتوانی
کہ فرصت تو ملے تاب و توان کو

بدخو کبھو نہو جو کوئے خوب رو نہو
یکتائی کا خیال نہو دو بدو نہ

نے تختہ بند در ہو نہ دیوار ہو بلند
شوخی سہی تو ہر ایک کی اگر رو بر

دلکا اگر سراغ نہو زلف یار مین
اتنی شکستگے و شکن مو بمو نہ

اپنا صفاے دل رخ مہ پارہ بنگیا
یکدل کوئی رقیب نہین جو دور

اندازہ آدمی کا کہان گر نہو شراب
پیمانہ زندگی کا نہین گر سبو

افسردہ طبع دور ہے گرمی سعی سے
تار شعاع مہر سے دامن رفو

کِتنا غلط ہے نامۂ اعمال کا سواد
ثابت اگر نماز ہو قائم وضو

اشک تپ فراق جو دریا مین جا پڑی
تاحشر بہرہ یاب کبھی نم سے جو

کیون ہر ستارہ چرخ کا اخگر بنے اگر
منظور چشم مہر رخ ماہرو نہ

جو زخم بے نمک ہے وہ کیا زخم اے قلق
کیا لطف دوستی مین جو وہی عدو نہو

فرط گریہ نے کیا قطرہ سرگم مجکو
ڈہونڈہتا پہرتا ہی اب جوشِ تلاطم مج

یاد آجاتا ہے اوسکا ہے تکلم مجکو
مار ڈالے گی مسیحا کی کبھی قُم مج

رنج اغیار نے ہمدرد بنایا تجکو
تیری صوت سی ہوا اپنا تو ہم مج

ہائے کس خاطر نازک کو غضب مین ڈالا
قہر پر آپ کی آتا ہے ترحم مج

شیون بت نہین کعبہ مین تو کیا رہتے
جنت کیون مین نہ اوڑ اگر دتیمم مج

خلد مین بہی تو ٹہکانی نہ لگی خاک اپنے
میکدہ مین نکیا خشت سر خم مج

ممکن کہ حرف راز فشار گلو نہو
اور طرز خامشے ہدف گفتگو نہو

امید کچھہ گھٹے تو بڑھا دون تیرا خیال
آغوش تنگ غیر مین جا ہی کبھو نہو

کسطرح بزم وعظ مین ستونکا جی لگے
خم تو بھرا ہوا ہو جو سیلاب جو نہو

کیا جانیئے غبار ہون کس دل کا مین کہ سر
گر جای دوش سی بھی تو ہرگز فرو نہو

کیا شانہ گرد گرد جو تکیہ نہ سر کا ہو
کیا زلف پیچ پیچ جو بند گلو نہو

دل ہو ہزار پارہ و ہر پارہ لاکھہ شان
کیا خاک ہم مٹی جو تمہارے منو نہو

کس کسکو مین بتاؤن کہ تونی چھوڑ دیا
شامت بھی میری آئی تو ہمدم کبھو نہو

محفل مین اوسکی ہون پس دیوار ہا ہی
کچھہ شرم عشق ہو تو خیال عدو نہو

تو دیکھہ تو ادہر کہ جو دیکھا نجائے پھر
تو گفتگو کرے تو کبھے گفتگو نہو

اوٹھہ جاے رسم رنجش باہم جہان سے
ہر گھر مین ذکر تیرا اگر کو بکو نہو

ہر رنگ مین نیا ہی تماشائیونکا جوش
گل کیونکہ پائمال تہ رنگ و بو نہو

حیران ہی وہ آپ ہی اپنی تلاش مین
کیونکر نگاہ ناز غلط سو بسو نہو

مے سے عروج نشہ ہی اور نشہ سی عروج
تحت الثرے وہ خاک کہ جس سے سبو نہو

عالم بینئے زمانہ ہے سنگ ہر آئینہ
ہے حفظ آبرو جو سر آبرو نہو

بڑھتے ہے یاد خندۂ زخم دل قلق
اتنی بھی اے نسیم سحر مشکبو نہو

ہمکو اگر خیال جنم مو بمو نہو
نالہ لبون تک آتی ہی طوق گلو نہو

ردیف الواو

ہے برق دیدِ چشمِ تماشا جو تو نہو
سب سامنے ہون اور کوئی روبرو نہو

غوغائی حسن و ناز کا کیونکر غلو نہو
غماز اک جہان ہو اور جسمین تو نہو

ہے کس جگہہ رقیب پریشان کہ تو نہو
یہ شامتِ وفا کہین مرگِ عدو نہو

شوخی کی لاکہہ شیوی ہین پر یہ ادا ہی کیا
جسمین کہ تو ہے تو ہو وہی آرزو نہو

ہر شکل مین ظریف و تنک ظرف کا ہی فرق
جو شکل رہنِ جام ہے ہرگز سبو نہو

ہے ہے خیالِ یار دلِ تنگ مین بندہا
گہٹ گہٹ کی دو سرا یہ دل تند خو نہو

دیوانگی ور شک ہے دیوانگی رشک
دامن کو پہاڑئے تو گریبان رفو نہو

خبط نیاز ہی سہی ہی مختلِ دماغ ناز
بلبل جو رنگ فہم ہو تو گل مین بو نہو

یہ جام جم ہے تہا کہ بہرا اور چہلک گیا
ہرگز فقیرِ دیر کا سر کش کدو نہو

وہ کیا کریگا کوثر و حوران خلد کو
جسکو کہ ذوقِ بادہ و ردِ نکو نہو

بیعقل ہے جو داد نہ دی تیری جور کے
بیہودہ ہے جسے ادب گفتگو نہو

محتاج کش سپہر جہان بیغرض تلاش
وہ کامیاب ہے جو کبہی کامجو نہو

آتی اگر وہ طور پہ بہتے ہے نہر خون
اتنی کہان ہے تاب کہ بہتر لہو نہو

کیونکہ قلق فلک سی نبہیگا یہہ اتفاق
بس مین جو یار آئے تو قابو مین تو نہو

مشتِ غبار اپنا اگر کو بکو نہو
طوفانِ برق و بادِ شکارِ نمو نہو

جگر کی زخم کو اور چارہ گر کو دیکھتی ہین
جو دیکھتی ہین ہم اونکی جگر کو دیکھتی ہین

جنون ہمین ہی بہی پر کسیکی گہر تو نہین
تمہاری شان کو اور اس گزر کو دیکھتی ہین

چراغ دور ہی خورشید کو دکہاتی ہین
ہم اپنی شب کا تماشا سحر کو دیکھتی ہین

ہوئی محال اوہی اور مجھی سبکدوشی
ہین اونکی تیغ کو وہ سپر سر کو دیکھتی ہین

الہی ٹوٹ پڑی برق ابر و باران پر
یہہ کون ہین جو میری چشم تر کو دیکھتی ہین

حباب ہی ہین گئی اپنی جان ہزار دریغ
ہم اونکو دیکھتی ہین جو اودھر کو دیکھتی ہین

دریغ و داغ ہی میرا بہی بدنی ہی ہی
ہزار حیف وہ مجہہ بیخبر کو دیکھتی ہین

جہانمین رحم کی امید ہی تو بس اتنی
کہ ذبح کرکی پڑی بال و پر کو دیکھتی ہین

تیری نوید مین ہر داستانکو سنتی ہین
تیری امید مین ہر رہگذر کو دیکھتی ہین

خوشا وہ لوگ کہ دیر و حرم مین جا بیٹھی
نہ ایک ہم کہ کہڑی تیری در کو دیکھتی ہین

ذرا تو نعش کو بالین گور رہنی دو
یہانتلک بہی رہ نامہ بر کو دیکھتی ہین

پسند اہل نظر ہو گئی وبال حسن
کہ تیری زلف سی پر خم کمر کو دیکھتی ہین

یہہ کس غضب کی ہی بی اعتباری الفت
ہم اونکو اور وہ ہماری نظر کو دیکھتی ہین

اس اتفاق کو اس اتحاد کو دیکھو
تلاش غیر مین وہ میری گہر کو دیکھتی ہین

نہی دیگا ہمین شہر مین ہی اب کوئی
کہ تیری شوق مین دیوار و در کو دیکھتی ہین

شراب پیکی قلق ناچتی ہین کیا کیا لوگ
ہم اونکی شکل کو اور اس ہنر کو دیکھتی ہین

میرا غم عشرتِ رفتہ کا نغمہ
کہ مثلِ گردِ ہوی کاروان ہون

کواکب ہائی قسمت آسمان پر
نہون کیون نکتہ چین مین نکتہ دان ہون

قلق بی رونقی رونق ہی میری
بہارِ عمرِ ہستی کی خزان ہون

او ٹہنے مین دردِ متصل ہو نہین
گرد بادِ غبارِ دل ہون مین

کعبہ تک ساتہ آیا شوقِ صنم
ہائی تبخانہ گیا خجل ہون مین

حیف کس مدعی کی جان ہی تو
ہائی کس آشنا کا دل ہون مین

تجکو دون کیا جواب ای داور
اپنی ہی آپ منفعل ہون مین

تیری نازک تنی پی غور نکے
اپنی امید سی خجل ہون مین

نہ ہلا اوسکی در سے تا محشر
مرقدِ آرزو کی سل ہون مین

خاکِ ہستی کو گردِ باد ہی تو
آتشِ دل کی آب و گل ہون مین

حد نہین کوئی اپنی حالت کے
کہ نگاہون مین منتقل ہون مین

چہا گیا یہہ تصور اوس بت کا
نقشِ چین اور بت چگل ہون مین

ذرہ سی زندگی پہاڑ ہو گئی
آنکہہ کا اپنی آپ تل ہون مین

ای قلق کیونکہ چہوڑ دون وحشت
وضع مین اپنی مستقل ہون مین

پہری ہی دیکہئی دنیا کدہر کو دیکہتے ہین
کہ باب باتجین ہر جہی نظر کو دیکہتے ہین

مدد ای گردش برگشتگئی چرخ کہ ہم
اور کیا جرم کیا ہے کہ اوٹھیگا محشر
اوج اقبال ہی حصہ مین اوسی کشتہ کے
حشر تک پہر نظر آتی نہین وہ لوگ کہہے
ای زمین ہٹ کہ غمین چشم کو نم کرتے ہین

اوسکے آئینگے تمنا شبِ غم کرتے ہین
ایک امید ہی تیری جسبی ہم کرتے ہین
سر میدان جسبی نیزہ پی علم کرتے ہین
حالتِ وصل مین جو قول و قسم کرتے ہین
ای فلک سچ کہ فغان جو شمین ہم کرتے ہین

ای قلق کیونکہ پسند آئین گی حور و غلمان
نہ عداوت نہ شرارت نہ ستم کرتے ہین

خوشی مین بہے نواسنج فغان ہون
مین اپنی پی نشانی کا نشان ہون
تیرے جاتے ہے میرے زیست تہمت
غبارِ کاروانِ مور ہے زیست
نہین کچہہ کام بخت و آسمان سے
زمین دم مارنی کا دم اور سپہر
خدا ہے گرندسے معشوق و سے کو
وہان کار رنگِ پران آسمان ہے
کوئی آوارہ ملجائے تو پوچہون
نکلجاتا ہے سبحہ ہر آرزو پر

زمین و آسمان کا طرزدان ہون
ہجومِ ماتمِ عمرِ روان ہون
نہین ملتا پتا اپنا کہان ہون
یہہ خطِ یار سے آشفتہ جان ہون
مین ناکامی مین اپنے کامران ہون
سراپا شمع سان شکلِ زبان ہون
تو کیون پہر محتسب سے سرگران ہون
مین جس عالم کے تصویرِ گمان ہون
کدہر سے آیا ہون جاتا کہان ہون
پیٔے خونِ جوانی مین جوان ہون

یہان اِک قدم اوٹھے تو جھکے سر ہزار بار
کچھہ سیرِ دیر دورۂ طوفِ حرم نہین

کب کے فقیرِ دیر نے توقیرِ سلطنت
کم ساغرِ سفال سے کیون جامِ جم نہین

ہے وعدۂ وصال مسلّم بلے وفا
پیکِ اجل کو حاجتِ قول و قسم نہین

صبحِ وصال غیر نہین آج ہے تو کیون
تم مین وہ شرم اور وہ نگاہون مین رم نہین

اللہ رے طلسمِ محبت کے دلبری
رنج و الم مین کاہشِ رنج و الم نہین

کیا پوچھتے ہو وصل کی بی التفاتیان
اتنا ہوا ہون خوش کہ جدائی کا غم نہین

جیتے ہین اس سزا مین کہ مرتی ہین تجھہ سے ہا
مرتے ہین اس عزا مین کہ مرنیکے سم نہین

وہان خلد دی تو یہان مے و معشوق دی ہین
بی لذتِ گناہ نشاطِ کرم نہین

کیا اوسکا پائمال کہین داد خواہ ہو
جو ناز سے زمین پہ رکھتا قدم نہین

شرمندہ ہے مسیح تری ناتوان سے
ہرگز تحملِ نفسِ قم کا دم نہین

امیدِ زیست قطع کچھہ ایسی ہوئی ہی اب
وہ سانس کون سی ہی جو شمشیرِ دم نہین

اوسکی نگاہ مین ہی رقیبونکی دل مین ہے
تجھسے قلق زیادہ کوئی محترم نہین

نامۂ شوق اوسی غصہ مین رقم کرتی ہین
گویا ہم شاخِ کتابت کو قلم کرتے ہین

لطف مین طعن نہین کچھہ کہ ہے بہرِ غنا
ظلم ہی ظلم نہین ہی وہ کرم کرتے ہین

فارغ البال ستمگر ہے تو ہم شکر گزار
اونکے الطاف ہین ہمپر جو ستم کرتے ہین

بلبلون کو ہے نظر آب و ہوائی گل پر
آشیانہ کے لیئے خار بہم کرتے ہین

مرنی والونسی فرشتی بہی حیا کرتی ہین
عمر بڑہتی ہی جو مرنیکی دعا کرتی ہین

ہائی الفت کی دلاویز اشارات کہ ہم
سرفروشی کی لئی جان فدا کرتی ہین

وقت غم صبر وخرد تاب وتوانکا کیا کام
یہہ وہ احباب ہین جو ہلکی دغا کرتی ہین

اب وہ ہم نہ وہ تم اور نہ وہ حالت اپنی
ہی تقاضائی مروت جو گلا کرتی ہین

ایک محشر کہ لگاوٹ کی ہین سامان لاکہون
اونکا پردہ نہین اوٹہتا جو ملا کرتی ہین

اللہ اللہ جوانی مین رگانا سے کا
مرگ کو جانکی عوض مول لیا کرتی ہین

قتل عاشق کی ذرا گہات کسی سی سیکہو
سیکڑون تیغ بکف ورنہ پہرا کرتی ہین

اہل الفت کا ہی ابہام عقوبت کا سبب
یہہ وہ کمبخت ہین مرمر کی جیا کرتی ہین

کیونکہ غیرونکی نہو قدر کہ ہو جاہ نہین
اپنی کی نام تو سایہ سی بچا کرتی ہین

مہر ومہ کیونکہ نہ ہجرانمین چہپا ہین ہو کو
رخ روشن سی ترہی کسب صفا کرتی ہین

ای قلق رسم محبت مین شکایت ہے کفر
بی وفائی کی لئی ہمتو دعا کرتی ہین

اس شرم پہ تو خیرہ کشی کچہہ ستم نہین
اوسکی جبین پی ہی مری آنکہونمین نم نہین

عمر دراز خضر سی معلوم ہو گیا
کوتاہی وصال کسی طرح کم نہین

سب سرنگون ہوی میری تعذیر دیکہکر
وقت قتال تیغ ستم تک علم نہین

معذور ہین وہ آپ کہ فرصت ہی اب نہین
یہہ لطف غیر پر ہی کہ مجہپر ستم نہین

موہنہ پہیرتی ہی کس لئی تلوار دم بدم
ظاہر تو التفات ستمگار کم نہین

یارب ہو برا اس عوضِ دلکا نہین جسمین / افلاس ہی کہو یا طلبِ جاہ و حشم میں

بیحس ہو عوضِ وصل مین ایسی تو ہوس ہین / لذت ہی اذیت مین حلاوت ہی نہ سم میں

افسانۂ میخانہ ہی واعظ کی زبان پر / اندازۂ پیمانہ ہی قندیلِ حرم میں

مجکو ہی نہین بیخود و بیہوش کیا کچھہ / دیوانی بنی آپ بہی تشویشِ ستم میں

اس زہد لباسی کی قلق تیری ہین قائل / کس ڈہنگ سے لایا ہے پسر شیخ کو دم مین

دل اوسپہ ہی نثار مین دلبر نثار ہون / حیرت کا اپنی آپ ہی آئینہ دار ہون

مین کس حساب مین ہون کہ داغِ شمار ہون / ای سہو روزگار تیرا یادگار ہون

امید جتنی گہٹتی ہی بڑہتی ہی آرزو / کس دردمند کا دلِ امیدوار ہون

ہی دوست بد دماغ تو دشمن ہی دلشکن / اب ہر طرح سی چشمِ تمنا مین خار ہون

مین غیر تو نہین کہ ندون جان ہجر مین / ای مرگ آ تیرا ہدفِ انتظار ہون

محشر کی ٹکر ہی ٹکڑی اوڑی ایک آہ مین / کیا پائمالِ فتنۂ رفتارِ یار ہون

کیون دل مجھی دیا اوسی کیون دلربا کیا / کیا جبر ہی کہ متہمِ اختیار ہون

ہان چرخ بہی گریگا ادہر اوبہی گل حشر ہی / تیری گلی مین بیٹہکی ہر دلپہ بار ہون

آسان ہی پسکے سرمہ مکی نہون ابہی / مشکل کہ آستانِ بتان کا غبار ہون

میری ہی عجز سی ہی تیری ظلم کا نباہ / جب تک تو ہی عزیز مین جبتک ہی خوار ہون

باہم رکہو سلوک قلق دوستونکو چہوڑ / تم مجہپہ ہو نثار مین تمپر نثار ہون

با خاطر کو میری وانکر نا بہو لکر بہی تو ۔۔۔ وگر نہ آگئے ہوگے خزان فصل بہاران مین

قلق سے سیکہہ جا بجی عشق اخفائے محبت کو
نہین معلوم دلکو درد کیا ہی داغِ پنہان مین

ڈراون نہ کیون تار تارِ گریبان ۔۔۔ کہ پردہ درے ہے شعارِ گریبان
ر ایک تار ہی دستگیرِ تماشا ۔۔۔ کیا ضعف نے شرمسارِ گریبان
تان دگل و سینۂ اہلِ حسرت ۔۔۔ بہت چیز ہین یادگارِ گریبان
گر دشمنے بخیہ گر کو نہین ۔۔۔ تو کیون اسقدر دوستدارِ گریبان
ہین قیدِ رسمِ خلایق پسند ۔۔۔ ہر ایک سانس ہی خارخارِ گریبان
فا ہے میرے پیشدستِ سلاسل ۔۔۔ ترا پردہ ہے ہے شکارِ گریبان
ہہ اوڑلنے مین چالاک ہر پارہ ہے ۔۔۔ رمِ دشتِ وحشت شکارِ گریبان
ہی کوہ مین دشت مین ہی کبہی ۔۔۔ نہین کچہہ گلو پر مدارِ گریبان

قلق کیونکہ پردہ نہ اوٹہتا ہمارا
کہ ہے بخیہ گر رازدارِ گریبان

بیگانہ ادائی ہی ستم جور و ستم مین ۔۔۔ ہم چہپنے نہ پائی کہ چہپا آپ وہ ہم مین
کچہہ علم و خرد بیر نہین تقدیر کے مقدار ۔۔۔ اندازۂ پیمان نہ زیادہ مین نہ کم مین
ہی طرزِ محبت ہی دل آشوب وگرنہ ۔۔۔ کچہہ بات عداوت کی نہ تم مین ہی نہ ہم مین
ہر قافلہ در در سیدہ کے ہے منزل ۔۔۔ کیا جانیے آرام ہے کیا ملکِ عدم مین

ہماری بیسر و سامانیان آئین ہین ساما

دکہاؤن دلکی زخمونکو بٹہا کر چشمِ حیر انمین

کہین ایک شبکے شب یونہین گذر جا رہی دو

دکہا کر زخمِ دل آیا ہی کیا کیا یاد کیا کہیے

بنا یاسٹ مٹا کر نالہ و گریہ کا وہ سامان

یہہ سرمایہ دل و دیدہ کا اور پاؤنمین دشمن کے

سمایا آخر آخر جا نمین شوقِ ہمکناری یہہ

وہ صیاد آیا ابر آیا وہ کوندی برقِ ناشدنے

دمِ آخر ہے جمعیت نہین کیا لذتِ ایذا

کرین کیا دادخواہی دامنِ قاتل کو کیا پکڑ

تیرا وحشی نہو گا سیر ہے یہہ بسملِ لذت

طبیعت گرتے گرتے لی ہی بیٹہی عاقبت جی کو

ہمارا چارہ گر مت دہی تو سر زانوئی رہی

جو دیکہا زخم دلکو بخیہ گر کے ہلگئے ٹانکے

لبون پر آتی ہی کیون تلخکامی ہو گئی ایسی

غبارِ کاروانِ عشق نی کیا رنگ بدلی ہین

امیدین توڑنی دل خون کرنا بدگمان ہنا

ہوا انبوہِ ویرانی بیابان ہی بیابان میں

ذرا انگشتِ قاتل بہی رہی یک لحظہ دندان میں

فراہم خار و خس کرنی سی کیا حاصل بہاران میں

رہا جو وصل مین صدمہ تہا وہ دردِ ہجران میں

غبار اپنا ہوا ہے سرمۂ چشمِ بادِ وبارا

امیدِ خون نشین ہی مرغِ بسمل کوئی جانا

رہی پیچیدگی ہو کر تمہاری زلفِ پیچان میں

بنا یا آشیان اور آفتین ٹوٹین گلستان میں

ہمارا سر ہے زیرِ تیغ اور جان ہی نمکدان میں

کہ ہی فریاد ایک موجِ تبسم زخمِ خندان میں

گر آبِ تیغ ہو لبریز ہر خارِ مغیلان میں

مگر ایک بیخودی رقصِ بسمل رنگِ پران میں

نہ لا بیٹہے بٹہائے زلزلہ دیوارِ زندان میں

ندامت سی ہی سر اوسکا میرے چاکِ گریبان میں

محبت نی ملایا زہر کیا شیرینئے جان میں

کہ یہان برقِ نگہ وہان ہر رہے دامانِ مژگان میں

تیری انداز سارے ہین ہمارے یاس و حرمان میں

رحم کر رحم کہ تعذیر سزاوار نہین
ہو سزا جسکی سزا مین وہ گنہگار نہین

بار حسرت سی جراتی ہی اجل بھی کاندہا
تیری درماندہ کا کوئی بہی مددگار نہین

آستان اوسکا کسی جای نہین ہی تو نہو
چین لینی کہین دیتا دل بیزار نہین

ناروا دلسی کوئی جنس نہین دنیا مین
کوئی دلبر کی سوا جسکا خریدار نہین

اپنی ہی حال مین کچھہ سر بگریبان ہی نگاہ
چشم بیمار کا گویا کوئی تیمار نہین

ناز و انداز و ادا چشم و نگاہ و عشوہ
سبہی دلدار ہین اور کوئی بہی دلدار نہین

سازگاری مقدر میری سبحان اللہ
آپ جب قتل کی درپی ہین تو تلوار نہین

ربط بر غیر کی باندہی ہین خیالات اپنی
کوئی بہی ہمسا محبت مین خود آزار نہین

بیٹھی دل کو پکڑ کر کہین کس حیلہ سی
ہم ہین اوس دشت مین برباد جہان خار نہین

غیر کی دہیان مین پیچین ہی کیا کچھہ شب و روز
تم ہی ہو پہلو مین میری دل افگار نہین

کونسی رات نہ آنکھو مین رہا روز سیاہ
کونسی روز نگاہو مین شب تار نہین

پاس بیٹھی ہین تو اسطرح سی بیٹھی ہین وہ
اونسی گویا کہ ہمین کچھہ بہی سروکار نہین

وای تقدیر کہ صیاد ملا بی پروا
وہ گرفتار رہون مین کہ گرفتار نہین

ای قلق پیر کہن سال ابہی سی تو ہوا
کسی نوعمر کو یہہ شعر کا آزار نہین

نکالو ہمکو زندانسی کہ آبادی ہی زندان نہین
ہم ای کنج زندان مین بہار آئی گلستان مین

شب وصل عدو نی تفرقہ ڈالا دل و جان مین
رہا دل گہر مین دشمن کی ہی ہم کوئی جانا نہین

زاہد اک بت تک تجہ بن مگر سی ہوگا فدا
کعبہ کیون جاتا ہی تو بوسہ کا گر سائل نہین

نی کدورت غیر سی نی گریہ اپنی حال پر
تنگ اتنا زیست سی ہون دخل اب گل نہین

آنسو نمین کل تو دل آیا تہا آج آنکہین گئین
اس محیط بیکرا انکار وز ایک ساحل نہین

ہر جگہہ کعبہ ہی لیکن سجدہ کی مہلت کہان
ہر قدم منزل ہی لیکن فرصت منزل نہین

حسرت واریان آد آتی آتی کیون رکے
یہہ ہمارا غمکدہ ہی اوسکی کچہہ محفل نہین

ہی دلیل انصاف کے ظاہر کیا دلکو دو نیم
ای ستمگر کس طرح کہیئے کہ تو عادل نہین

اب نمین پر پانو کیون رکہی گا وہ تیغ آزما
کونسی جا ہی جہان بسمل سر بسمل نہین

کیا مثالی آپ کو کوئی کہ راہ عشق مین
وہ رواج نقص سے نقصان سے کامل نہین

یہہ کسیکا بہی نہین اور اسکا ہی سارا جہان
دلربا کو بہی تو ہی ہی اختیار دل نہین

خاک ہمسی آسمان سے سو طرح چہنوای گا
ای ہجوم آرزو تو خاکمین بہی حل نہین

کیا ہی وہ حرمان جو تیری رحم مین داخل نہو
کیا ہی وہ ارمان جو میری یاس مین شامل نہین

خوف مجہسی کہتا ہی محفل سی اوسکی اٹہہ کہین
اور جرأت دلسی کہتی ہی تو ہرگز ہل نہین

عاقبت آتا ہی دور وصل ہی اک روز سے
گردش ایام مین فرقت کی دن داخل نہین

ایک نظر دیکہا تو دیکہا ہمین کیا ہو گیا
ای فلک دشمن نہو تجہپر کوئی مائل نہین

ایکدن تو بولا اونہا تنگ ہوکر سو فا
ای قلق ہم اس خموشی کی تیری قائل نہین

کیون کرین حق وفا سی بی انکار نہین
ہان یہی اسطرح سی کرتی ہین کے اقرار نہین

راہیِ ملکِ عدم ہین نہین فکرِ منزل
قصد کہتے ہین ادہر کا کہ جدہر کچھہ بہی نہین

زیست افسونِ تماشا ہے توہّم کے لیئے
ہوتی ہی جلوہ نما مثلِ شرر کچھہ بہی نہین

خود پرستی کی سبب شیخ و برہمن کو ہی خبط
سب ادہر ہی کی بناوٹ ہی ادہر کچھہ بہی نہین

عاقبت بین کو ہی ہر بزم کی شادی ماتم
شمع روتے ہے کہ ہوتے ہی سحر کچھہ بہی نہین

روزِ فرقت کے دراز ایسے نہ دیکھے شبِ ہجر
حسرتِ شام مین تشویشِ سحر کچھہ بہی نہین

جانتے ہین کہ نہ ہٹےگا جہان کیا کیا کچھہ ہے
دیکھتے ہین کہ او نہین مدِّنظر کچھہ بہی نہین

ای **قلق** پیتی ہی مسجد مین بہ چلی اتی ہو
بیخبر کتنے ہو ہم تم بہی کہ خبر کچھہ بہی نہین

دوستیِ مدعی کس کس کے نقشِ دل نہین
جسکو تم چاہو مٹے یہ وہ خطِ باطل نہین

کب حصولِ آرزو امیدِ لاحاصل نہین
خوابگاہِ سعئ نایابی میری منزل نہین

جستجو در کارِ دلبر سے جدا کچھہ دل نہین
مستمندِ سعی جو مشکل ہے وہ مشکل نہین

بلبلہ خونِ تمنا کا ہی بر مین دل نہین
داغ اشکِ گرم کا ہی مردمک مین تل نہین

روئی لیلے کے لیئے پردہ کوئی حائل نہین
گوشے غنچہ کے ہے آغوش جو محمل نہین

اقربا دیتی ہین طعنے گالیان دیتا ہی وہ
یہہ نہ کہہ ناصح کہ دل دینی مین کچھہ حاصل نہین

حشر کا کیا ڈر ہو قاتل کو کہ ہی خون ریز عام
کون جائیگا وہان تک کونسا گھائل نہین

سخت جانیکی پشیمانی نی مارا ہے مجھے
خونبہا گردن پی ہی میرے سر قاتل نہین

آسمان مصروفِ سامانِ وصالِ غیر ہے
سر بجیبِ عذر ہے کچھہ نیند مین غافل نہین

پردہ کب تک رہیگا ای ظالم
اختر مدعی سیاہ نہین

ظلم کے قدر کے لیئے ہے رحم
داد کچھہ بہر داد خواہ نہین

حیف قزاقیٔ زمانہ حیف
رسم ورہ بہر رسم وراہ نہین

ہے گدا شاہ بلکہ شاہنشاہ
سطوتِ قہر بادشاہ نہین

الفت اور بستے ہائی ہائی ہنوز
لبِ دشمن پہ آہ آہ نہین

پستئ طالع بہرِ خوبیٔ فن
کیا وہ یوسف جو غرق چاہ نہین

عرصۂ نیستی و ہستی سے
بچکے چلنے کی کوئی راہ نہین

ای قلق کیا ہوا اثر ہائی مین
عشق کچھہ سیرِ صبحگاہ نہین

مطلع ثانی

ہمتو یہان مرتی ہین وہان اوسکو خبر کچھہ بہی نہین
ای وہ سب کچھہ ہی سہی عشق مگر کچھہ بہی نہین

تکو فریادِ ستمکش کا خطر کچھہ بہی نہین
کچھہ تو الفت کا اثر ہے کہ اثر کچھہ بہی نہین

عافیت ایک اور آزار ہزارون اوسمین
جسکو کچھہ سود نہین اوسکو ضرر کچھہ بہی نہین

خلوتِ راز مین کیا کام ہے ہنگامہ کا
ہی خبردار وہی جسکو خبر کچھہ بہی نہین

تو اور ایک شان کہ عالم کے نظر مین کیا کچھہ
مین اور ایک جان کہ پہرتی ہی نظر کچھہ بہی نہین

رحم ہی اوسکا ہی آشوبِ قیامت کی دلیل
جسسے بیزار رہی وہ اوسکو خطر کچھہ بہی نہین

ہمکو اس حوصلہ پہ کیونکہ فلک دیہی سامان
شکوہ بار ہے اور منتِ سر کچھہ بہی نہین

مین جس رُخ کی سیرت نکھیہ اغیار کی صورت
ت پانو کی رہتی ہی استقبال کو دوڑے
ے آہ و نالہ خاک کر ڈالی ہین کسکسکی
ں کیا کچھہ نہ آفت لی ہی بیٹھی عاقبت جی کو
و دین ہی ازل سی آج آئینہ کا کیا شکوہ
ب کیا ہی اگر ہمدم رہی تا زندگی میرا
ہی سکو بیزاری ہی ہای نی و خشت سے
ں یوانی کی انداز پر غش اک زمانہ ہے
عنائی یہہ خود رائی یہہ چالاکی یہہ بیباکی
نور دیدہ دل آنسو نہین ہلکی آتا ہے
ی فریاد سی شاید کسی رنگ کا اوڑتا ہی

سمائین کسطرح سی ہم تیری چشم فسونگر مین
پی دیدار جان نکلی جو ہم کوئی ستمگر مین
کہ ہی اک جوش سا صحرا مین اور طوفان ہی صرصر مین
نہین طاقت ذرا اوٹھنی کی اب فریاد مضطر مین
نہو نار خنہ گر ای چشم تر سد سکندر مین
کہ اک طرز وفا پاتا ہون درد بندہ پرور مین
نہین جمنی کا کوئی رنگ میری نقش پیکر مین
زمین جس تین بستی ہی فلک بستا ہی جگر مین
خدا جانی کہ ہوگی صرف کسکی حال مضطر مین
کہ شعلہ کو سرشتہ کر کیا ہی آب گوہر مین
وگرنہ کیون شب فرقت تپی نور اختر مین

شب ہجران قلق یہہ بیکسی ہی جسلی کہ توبہ ہے
نہ وہ مہ تھا مقابل مین نہ خنجر تہا برابر مین

رشا یان رسم و راہ نہین
ی فلک دور حسن مین اوس کی
بد دشمن سی ہی وہ بد بر سے
نگاہی کو اونکی دیکھتی ہسن

کب وہ عاشق ہی جو تباہ نہین
تجھکو کچھہ فکر مہر و ماہ نہین
اب کسی طرح سے نباہ نہین
اونپہ ہی اب ہمین نگاہ نہین

یہہ کس فرصت مین تو نی انتخاب دل کیا کافر
شکن در شکن بل پہ بل زلف

اوہی کہین آستین مالیدہ برچیدہ داماں آگ
وصال ناگہاں لکھا ہی یہہ کسکی

زمانہ کجروی بہولا ہی مر نہ کیون نہ آجائے
وفا عرخ غضب خو مین چھپا چشم ستمگ

دم آخر وہ جب آیا تو مجھسے کچھہ نہ بن آیا
نہ آیا اشک شادی تک بھی میر د

رہی گا تا کجا یہ دہ نہونگی تا بکی رسوا
نہ اب وہ آتی ہین باہر نہ ہم جاتی ہین ا

نقاب اوٹھتی ہی پردی پڑ گئی آنکھونپہ اے ظالم
یہہ کس چشم پوشی تھی تجھی میدان محش

لئے آگی تجمل کی نہو جو حیرت افزائی
کہ آہ بی نیازی کا ہما کی سایہ ہی

عجب سامان سی کچھہ آتا ہی مرغ نامہ بر آیا
ہزارون تیر ہر پر مین لو لاکھون تیغ

قلق ہنگامہ دہلی سی ادہ دل بھی کیا کم ہی
کہ محشر پال پال اپنا ہی دور زلف کافر مین

اوہی ہین پہر امتحان یاد آگیا میدان محشر مین
اگر داد ستم بیداد تھی میری مقد

نصیبہ بی نصیبی ہی مرا شاید مقدر مین
کہ وارونی لبالب ہی ازل سی کاسۂ

بغل مین ہاتھہ دیکر لائی ہین نالی تیری در تک
نکل ای فتنہ گر باہر قیامت آتی ہی گ

اوڑی صبر و خرد دیہان جنبش پہ وآز سے پہلے
یہہ کیا پر لگ گئے خط باندہ کر بال کبوت

شب ہجران ہی شوق جنون انداز شوخی پر
نہفتہ دشنہ پر دشنہ کیا ہر چین بستر

مغان کو ارمغان کیا دیجئے منجانہ مین جاکر
کہ دی بیٹھی ہین ہم ایمانکو امید ساغر

نگر تو تجمل ساقی دیکھہ تو دریا دلی میری
کہ جنت سا مکان او رچھوڑتا ہون ایک سا

...بہ مین الکیدم کے مہمانے | میکدہ مین مدام رکہتے ہین
...ر با کہنے سے وہ چونک اوہٹی | گو یا ہم اہتمام رکہتے ہین
...شم بد دور عیش عہدِ شباب | صبح ہمرنگِ شام رکہتے ہین

اے قلق بیٹھے سرِ خم سے
آپ عالے مقام رکہتے ہین

...یا ہے برہم وہ ہم جہانکو ایک ٹہوکر مین | ہزارون بال آئی سیکڑون کے کاسۂ سر مین
...بِ فرقت یہ کسکی شوخیان ہین جانِ مضطر مین | پلک کی مارتی آنکہون مین ہے ہونٹہو نپہ دم بہر مین
...ہ کیا پردہ پڑا ہے پر یہ کیا ظاہر ہی صورت سے | یہ حالت دل کی کیسی ہے یہ کیا ہی جانِ مضطر مین
...سیتی مین رازِ دلِ مغان سی کہدیا شاید | کہ صہبا مین ہی تلخابی تو ردتابی ہی ساغر مین
...بجہ ہاتہ سی پکڑون تو دلکو کسطرح تہاہون | کہ خط کو باندہ کر بچہایا ہون بالِ کبوتر مین
...لِ بیتاب سی شاید بنا ہے جوہرِ آتش | وہی ہی رنگ شعلہ مین وہی ہی ڈہنگ اخگر مین
...نگ سایہ گر آمادۂ جنبش بہی ہوتا ہون | تو ٹہوکر کہا کی گر پڑتا ہون نقشِ پای رہبر مین
...یار وزسیہ میری ہی نظرونمین سمایا ہے | وگرنہ دلکشی اور اسقدر زلفِ معنبر مین
...ون اوجہاؤ تہے تیرے مگر تارِ گریبان تک | کہ مشتِ خاک میری اور گرہ دامانِ صرصر مین
...ہارے سر دہرے ہی مین ہر محفل مین رسوا ہون | نگاہِ گرم بنجاتی ہی آنسو دیدۂ تر مین
...مارا قافلہ لٹ کر نہ سامان مین کبہی آیا | رہا دل کوئی دشمن مین رہی جان کوئی دلبر مین
...ن اوسکی خاطرِ نازک سی اپنا رنج اوٹہواتا | دمِ آخر بولاتا اوسکو کیونکر حال ابتر مین

گر داغ ہو تو درد کو مین اوسکی جھیل لون
گر درد ہو تو داغ سے اوسکے دوا کرون

صیاد ہی کی گہر مین بناؤن اب آشیان
اوسکو بہی برق و باد کا برگ و نوا کرون

مقتول ہون نگاہ کا شمشیر کا نہین
روز جزا مین کیا طلب خونبہا کرون

ہمسن کیا خلیل کو آخر اس آگ سے نے
جل کر جفا سے اوسکی کہانتک وفا کرون

قطع نظر تلافیٔ مافات سے ہے فرض
جیمین ہے تیرے تیغ سے کسب صفا کرون

علم و ہنر مین مجکو نشانہ کیا قلق
بدلے فلک کے اہل زمین سی لیا کرون

تیرے در پر مقام رکہتے ہین
قصد دار السلام پر رکہتے ہین

ابتدا اپنے انتہا سے پرے
نا تمامے تمام رکہتے ہین

آسمان سے کسے امید نجات
آشیان زیر دام رکہتے ہین

ایک یوسف کہ ساتہ غربت ہین
ایسے لاکہون غلام رکہتے ہین

بے بہا شے ہون مین کہ وہ مجکو
ناخریدہ غلام رکہتے ہین

سبکے سنتے ہین کرتے ہین جیکے
کام سے اپنے کام رکہتے ہین

وصل معشوق ہے سلیمانی
وہی جم ہین جو جام رکہتے ہین

کچھ تیرے دوستے کے قدر نہین
دشمنے خاص و عام رکہتے ہین

قیس و فرہاد کہتے ہین وہ مجھے
کیسے گن گن کی نام رکہتے ہین

نالون کو روک روک لیتی ہین
دلکو ہم تہام رکہتے ہین

ا اپنا گواہ کسکو مین تیری سوا کرون
پہر امتحان مین دیدۂ دل کا ذرا کرون
توڑین گی قہر اور تیری بدگمانیان
ی اپنا اپنا حوصلہ اور اپنا اپنا ظرف
تم تاب کیونکی لاوگی گرمئ حسن کے
تش کو بخیہ پر پروانہ سی کر دن
یہ آشیان ہی خارِ دلِ باغبان مین ہے
ل مین ہی سوچ لی مین کہان تک [illegible]
یا جانی اگلی سال کو کیسی ہوا چلے
ہم کئی مین میری تمنائی دو جہان

حرفِ ستم کو طرزِ نگہہ سے ادا کرون
نا آشنا ہیونکو تیری آشنا کرون
کیونکر غمِ رقیب کی سینہ مین جا کرون
تو مستعدِ جفائی ہو اور مین وفا کرون
مین جنبشِ جگر ہی سے پنکھا جھلا کرون
وہ شمع سی جلی تو مین اوس سے جلا کرون
جون بو ہی گل مین دورِ چمن سی ہوا کرون
نظرون ہی مین سمجھہ کہ مین کیا کیا کہا کرون
جی کہول کہول اُنکی چمن مین نوا کرون
کیون مدعی بنون تلفِ مدعا کرون

جوشِ جنون مین خضر کو ڈہونڈون کہان فلق
مین پارہ ہائی جیب ہی کو پیشوا کرون

لہ تو لب تک آہی گیا کہی کیا کرون
سف نہین تو پہر ہی نکلنی کی قید کیون
ستم مین آپ ہی پابند ہو گئے
نے تو کھیل تیغ زنی کو سمجھہ لیا
فراقِ یار کی تدبیر ہائی ہائی

اپنی حیا کرون کہ تمہاری حیا کرون
گر بس مِرا چلی تو تجھے آپ سا کرون
تم مجکو چہوڑ دو تو مین تمکو رہا کرون
سر کٹ کی مثل تاک کہان تک پڑا کرون
کیا بنگئے یہہ جان پی یارب مین کیا کرون

شہر اونکی واسطی ہی موبرہتی ہین تجہسی دور
گہر اونکا پہر کہان جو تیری دلمین گہر کرین
سیر ہونی کی واسطے پتہر ہزار ہمین
کیون نالہای دل تیری دلمین اثر کرین

سب دی قیتین قلق نی سخن ہین پسند کین
بے فکر اپنی عمر کو حاسد بسر کرین

ای کیا تیرا تصور دہیان مین
کچہہ سی کچہہ ہی آن ہی کی آن مین
یہان اشارات غلط پر زندگی
وہان ادا ہی اور ہی سامان مین
تیغ قاتل ہی رگ گردن میرے
آب ہی کیان دم تن بیجان مین
یا تو قاتل ہو گیا رحم آشنا
یا پڑی ہونگی کہین میدان مین
اشک اپنی پہر پہرا کر ہر طرف
ای آخر تیری ہی دامان مین
ہائے کیسے کیسے وارستہ مزاج
سر نگون دم بند ہین زندان مین
کعبہ آنکہون مین سماتا ہی نہین
کیا تونے کہدیا کچہہ کان مین
انکہہ کی اوٹہتی ہی اوٹہتی کچہہ نتہا
ہم چلے ارمان ہی ارمان مین
دیر و کعبہ پر نہین موقوف کچہہ
اور ہی کچہہ شان ہی ہر شان مین
گریہ صد سر پہ آ اور ہم کم حوصلہ
کشتی اپنی آگئی طوفان مین
جنت و دوزخ سی کیا امید و بیم
حسرتین سی حسرتین ہین جان مین
خبر دیر ستی اور اسلام آفرین
کعبہ عاشق ہی کفرستان مین
ای قلق کل تک گدای دیر تہے
آج دعوی ہو گئے ایمان مین

...وچہہ مت حسرت ہجران کو کہ ہر شب گویا
تجکو آغوش مین ہم اپنی لیئے بیٹھے ہین

...عادت نالہ و فریاد کو کیا پوچہتے ہو
چرخ کے جانکو ہم صبر کیئے بیٹھے ہین

یہ نیا معرکہ دیکہو کہ گذاری شب ہجر
جل کی پوچہو تو قلق کیونکہ جبی بیٹھے ہین

...ہم تشنہ کام بادہ گساری اگر کرین
تو شعلہ و شرار کو دامانِ تر کرین

...ب شرط ہی کہ ہم بہی پریشان بسر کرین
کاکل کو تیرے اور بہی آشفتہ تر کرین

...ہا تا ہے غم نہ کسی کا تو اس لیئے
تابی معاش آپکے عاشق بسر کرین

...اوڑ جای ہوکی صاعقہ چہرہ کا تیری رنگ
بتیابیون مین گر تیری رخ پر نظر کرین

...ہو تلخ کامیون سی ہماری وہ آب شور
آب حیات تک بہی اگر ہم گذر کرین

...ہرا وسکے رخکی شرم سی ہوتا نہین بلند
کیونکر شب فراق ہم اپنے سحر کرین

...آخر تو ذبح ہوویگے اوس کوچہ مین کبہی
ای آرزوی وصل تجہی نامہ بر کرین

...مدت تلک رہا ہے دل مدعی مین بہہ
غمزہ سے تیرے کیونکہ نہ ظالم حذر کرین

...بڑہتا ہی جائیگا میری سینہ مین خونِ گرم
رگ رگ مین لاکہہ لاکہہ فرو نیشتر کرین

...یرت سی تجہہ بزم مین پڑتے نہین نگاہ
غیرونکو تیری شوقمین کب تک نظر کرین

...فرقت مین سہو ہوگئے ارمان و آرزو
شکوہ کرین وصال مین یا نالہ سر کرین

...تا ہے کچہہ یہہ ہمکو مزہ چہیڑ چہاڑ مین
رحم آشنا ہو یار تو بیداد گر کرین

...ب چرخ بانو پر ہے کہ نالہ ہے چرخ پر
دل کی ہوس نکال لین ہم بہی جگر کرین

دیکھنا تجھکو بھی دکھلائینگے آخر آخر | غیر ہے تیرے طرح تجھسے حذر رکھتے ہیں
شمع ہے رشک مین کیونکر نہ میری ساتہ جلے | پر پروانہ سے وہ بالش پر رکھتی ہے
ماتم غیر مین ساتہ آپکے جانا ہوگا | بخت وارژون سی ہم امید اثر رکھتی ہین
وہ نہین کہتی تو کب سنتی ہین ہم غیرون کی | وہان زبان گنگ ہی یہان گوش بہی کر رکھتی ہین
آمد و رفت سی اعدا کے مٹے جاتے ہین | جبسے نظرون مین تیری راہگذر رکھتی ہین
جہوٹے قسمون سے کیا قتل مجے معبر کہی | مجہسے لڑتے ہین میرے سر کے سپر رکھتی ہین
کس لیئے قصۂ بلقیس کیا تمنے شروع | اپنے انجام پہ ہم بہی تو نظر رکھتی ہین
عہد فرقت مین تیری گردش دوران سی چہٹے | شام رکھتی ہین ہم اپنی نہ سحر رکھتی ہین
ہو محبت کی خبر کچھہ تو خبر پہر کیون ہو | یہ بہی اک بیخبری ہی کہ خبر رکھتی ہین
ناز ہی ہی کہ اوٹہاتا ہے ستمہای نیاز | دل کے لینے کا یہ دلبر ہے جگر رکھتی ہین
اُف رہی آتش رُخ نی شعلۂ جانسوز کہ ہم | اپنے بستر مین خسک مثل شرر رکھتی ہین

ای **قلق** سادہ مزاجی کے تمہارے صدقے
بے ہنر وہ ہین جو دعوای ہنر رکھتی ہین

دل بُری چیز ہی تو ہم بہی دیئے بیٹھے ہین | کون بیتاب پہری دم کو لئے بیٹھے ہین
میرے ہر بات پہ ہوتی ہین غضبناک ایسے | گویا وہ خون عدو آج کئے بیٹھے ہین
چاک دل ٹکڑے جگر جیب ہے سو طرح سے چہٹر | تو سمجھتا ہے کہ ہم منہ کو سیئے بیٹھے ہین
ادب وعظ تو دیکھو کہ بکے جاتے ہین | کیا مسلمان ہین مسجد مین پئے بیٹھے ہین

تیری وعدہ کا اختتام نہین ۔ کہ قیامت پی بہی قیام نہین

بیوفائی تمہاری عام ہوئی ۔ اب کسیکو کسی سی کام نہین

کس لئے دعوی زلیخائی ۔ غیر یوسف نہین غلام نہین

وصل کی بعد ہجر کا کیا کام ۔ دور گردونکا انتظام نہین

کون سنتا ہی نالہ و فریاد ۔ چرخ کو خوف انتقام نہین

خال لب دیکھہ کر ہوا معلوم ۔ کوئی دانہ بغیر دام نہین

آپ مین کیونکہ آؤن جبکہ تو آئی ۔ خلوت خاص بزم عام نہین

نالہ کرتا ہون لوگ سنتی ہین ۔ آپ سی کچھہ مرا کلام نہین

جس جگہہ ہو وہان ہی ہی یہان ۔ کہ کسی جا ترا مقام نہین

روز فرقت کو روز حشر نجان ۔ شام پر بہی تو اختتام نہین

ہی خدا ہی قلق جو آج بچی
صبح ہوتی نہین کہ شام نہین

[..]جاتی ہین کہان عزم کدہر رکہتی ہین ۔ دور رفتار سی جون شمع سفر رکہتی ہین

[..]ب میری حال کی غمخوار خبر رکہتی ہین ۔ کہ نظر تجہہ پی سب اہل نظر رکہتی ہین

[..]ل کی کیا فکر ہی رحمت پی نظر رکہتی ہین ۔ دامن اپنا تلک آج تو تر رکہتی ہین

مہلت وصل تہی اک اوسکی جبین کا پرتو ۔ کہ سر شام سی آغاز سحر رکہتی ہین

تیغ ابرو کی تصور مین کٹی ساری عمر ۔ اب اس ارمان سی ہی ہم قطع نظر رکہتی ہین

دیکھہ ہم تجھسے اک امید وفا رکھتی ہین
سہو کو تیری تجھے یاد دلا رکھتی ہین

سر کو ٹھوکر سے تیری ہم ہی لگا رکھتی ہین
فتنہائی دوجہان وبقفا رکھتی ہین

تونی دیکھا ہی نہین تجھمین جو دیکھا ہمنی
آجتک تجھکو بہی ہم تجھسے چھپا رکھتی ہین

لیکی یہہ جائی کہان خاک گرا نجانو نکی
دامن باد صبا کو بہی دبا رکھتی ہین

اوسکی خنجر کا کبھی خون ہی ہماری سر پر
ہم اسی وہم مین سرتن سے جدا رکھتی ہین

خود بخود غیر سے اک ربط بڑہا جاتا ہے
یہہ مقرر کہ وہ دلمین بری جا رکھتی ہین

دیر مین دیکھیے انجام ہمارا کیا ہو
کہ حریف دل و جان خوف خدا رکھتی ہین

ہو شب وصل اگر روز جزا تو بہی ہی کم
تیری ناکام وہ امید بڑہا رکھتی ہین

زندگی اپنی اک اندازہ غلط ٹہیری ہے
کہ نظر سے تری وابستہ قضا رکھتی ہین

دل رمیدون سے مگر ذکر قیامت وعظ
ایسی ہنگامی تو یہہ گر کی اوٹھا رکھتی ہین

ایک ہم ہین کہ تیری نام کا لینا آفت
ایک وہ ہین کہ تجھی گھر مین بٹھا رکھتی ہین

پردہ چشم مین میری اونہین ہنا تہا آرام
ہی عجب شرم وہ گوشہ سے حیا رکھتی ہین

کاروان اپنا ہی اماندگیون مین چالاک
جستن رنگ سے آواز درا رکھتی ہین

صدمہ ہجر کسی سے نہین ملنی دیتا
خاک مین کیونکہ وہ عاشق کو ملا رکھتی ہین

اپنی انجام سے اغاز مین ہم درگزرے
نارسائی مین وہ انداز رسا رکھتی ہین

داغ رفتار ہی پامال قدم کا ہونا
دار ہستی ہی سفر شل صدا رکھتی ہین

تم قلق کو میری خاطر سے بڑا رہنی دو
ایک شاعر کو بہی محفل مین لگا رکھتی ہین

جیسے ای زندگی گھبراہی چلے تہے ہمتو
پر تشفی ہے کہ ایک دشمن جان کہتی ہین

ای **قلق** داد حسینون نی کسیکو دی ہے
یہ وہ کافر ہین زبان زیر زبان کہتی ہین

الہ کیا نہین ہے کہ وہ بیقرار ہین
بی اعتبار یونکے بڑے اعتبار ہین

صبح خفا سپہر غضب بخت بدسلوک
انجام دیکھیئے جو یہ ہے راز دار ہین

سادگی پی رحم کہ مرتے ہین تجھپہ ہم
ہے جائے التفات کہ تجھپر نثار ہین

رتی ہین ابتو اپنی نظر سے ہی بار بار
کیسے سبک ہوی ہین کہ ہر دلپہ بار ہین

نگاہ ہم تو لاکہہ اوٹہائین گی حشر کیا
یہ ہی خرام ناز کے گر انتظار ہین

ہان وہ خیال غیر سے مضطر کہ ہای ہای
یہان یہ غرور ضبط کہ وہ بیقرار ہین

ہتی ہوی جگر ہی مین نکلی ہی منہ سی بات
دلمین تیری شکایت دشمن کے خار ہین

ینہ ہزار فلک ہو گے مشت خاک
دلمین گھٹی ہوی میری کیا کیا بخار ہین

ہونکر نہ سانس سانس مین ہو دل شکن صدا
دلمین ہمارے عہد تیرے دشنہ کار ہین

تیرا کیا گلہ کہ سبہی ہین عدوی عشق
تجھپر ہے کیا مدار کہ دشمن ہزار ہین

یون خاک اوڑاتی پہرتے ہو کوچہ مین غیر کے
مانا کہ آپ رشک نسیم بہار ہین

نداز حسن مین ہی نہ شوخی مین رنگ ہے
کس سادگی سے غیر کے امیدوار ہین

میکش سبہی فرشتہ ہین پر حضرت **قلق**
کیا دوستونکے دوست ہین یارونکے یار ہین

بات تو کہیئے یہ کیا بات ہی سارے معشوق
بیدہانی کا نشان ہی کہ دہان رکہتی ہے

داورِ حشر کو دکہلائین گی کیا حال اپنا
کہ غمِ پردہ نشین دلمین نہان رکہتی ہے

تیز خنجر کو کرے تو کہ وضو ہم لیکن
اتنی وقفہ کے لیے ہم جان کہان رکہتی ہے

ہی یقین تجہپہ جو مرتا ہے نہین موت اسکو
ہم شبِ ہجر مین جینے کا گمان رکہتی ہے

کون اب اے ادبِ عشق سنبہالے ہمکو
ہاتہ مین ناقہ لیلے کے عنان رکہتی ہے

کیا بہار آئی کہ ایک جنبشِ بیرنگے سے
آخر اندیش وہی سوگِ خزان رکہتی ہے

حیلۂ سجدہ سے ایک سر کو سہارا تو ملا
بارِ احسانِ کرمہائے مغان رکہتی ہے

آستین تیری ہی دکہلائینگے تجکو رنگین
دیکہہ ہم دیدۂ خونابہ فشان رکہتی ہے

مجہسے کیون چہپتے ہین جب آئینہ سی وہ تجہسے
خود کو خود دیکہتے ہین شرم کہان رکہتی ہے

ناتوانونکو جتاتی ہین نزاکت کیا کیا
رنگ اوڑنی پی بہی بہتانِ فغان رکہتی ہے

خارِ اغیار ہین ہم پانو جدہر دہرتے ہین
کوچہ یار ہی ہم سر کو جہان رکہتی ہے

چارہ سازی سی میری ہاتہ ہی سبکا دلپر
چارہ گر فصلِ الٰہی خفقان رکہتی ہے

خاک ہو گر بہے تیرا داغِ تمنا نہ گیا
دلِ ہر ذرہ مین خورشید نہان رکہتی ہے

رخنہ آچمکا جو پنہان تہا تیری دلمین غبار
ہم سیہ بخت تیری خط کا گمان رکہتی ہے

نگیا پر نگیا جوشِ دل آخر پسِ مرگ
عوضِ اشکِ روان ریگِ روان رکہتی ہے

اے خودی کونسی سامان پی اپنی بیخود
رنگ بیرنگے تصویر گمان رکہتی ہے

غیر پر اوسکے نظر اور وہ ہماری بر مین
اوس سی ہم رابطۂ تیر و کمان رکہتی ہے

...صروف میری قتل کی سامانین وہان
اور یہان تو یہ قتل عدو کی ہی جان نہین

...ی یہہ ستم سی گنبد گردون بہرا ہوا
جای صدای الحذر و الامان نہین

...کوئی سرد ہی نفس سرد سی میری
اوسکی نگاہ تہر وہ آتش فشان نہین

...کامیون پہ تیری ہی الخضر روی
واماندگی ہی جنبش عمر روان نہین

...ی وصل مین خدنگ جگر ہر اداے ناز
آرام دل تلافی آزار جان نہین

...ا اوسکا ہی نشان جو عزادار نام ہے
وہ اپنا نام ہی جو رہین نشان نہین

...تا نہین نوازش ظالم سی ظلم کم
بلبل کا دشمن رقیب کب آشیان نہین

...ح جان خراش پرسش غمخوار کس قدر
وہ مہربان ہے مجہہ پہ کہ جو مہربان نہین

...ید کا رواج ہی انصاف کی سبب
جس جا وجود سر نہین وہان تیغ ران نہین

میر تہہ مین ہی قلق تو مگر بلبل غریب
افسوس ہی کہ تیرا کوئی ہمزبان نہین

...یتے بیجان ہین اور مرنی کو جان کہتی ہین
کیا ہی بیتاب و توان تاب و توان کہتی ہین

...یا خیال کمر و فکر دہان کہتی ہین
اپنی محرومی قسمت کا نشان کہتی ہین

...ب اظہار کہان گو کہ زبان کہتی ہین
شمع سان سوز بیان ساز زبان کہتی ہین

...ر زندان ہوئی ہر دم یہہ فغان کہتی ہین
طوق و زنجیر کو ای وای گران کہتی ہین

...ی محبت وہ بری شی کہ خدا سی چہپی
یہہ ہمارا ہی جگر ہی کہ نہان کہتی ہین

...مل مین بہی تو کیا اوسے جفا کا شکوہ
کیا ہی آزار طلب ہم دل و جان کہتی ہین

کسنی اونہین فسانۂ یوسف سنا دیا ‌‌ ‌ اب بہول کر بہی وہ نہین انکی عو

خالی ہی رقیب نہ پیالہ نہ میرا ہی ‌ ‌ حسرت بہری کہان سی جہان

واعظ کر اہلِ زہد کا تو بہی تو امتحان ‌ ‌ سب کا عیار کہلتا ہی بزمِ شرا

بی پردگی کے واسطے پردہ ہی آپ کا ‌ ‌ یعنے کہ کچھ حجاب نہین ہی حجا

پچتا رہا ہون مین بت و بتخانہ چہوڑ کر ‌ ‌ امیدِ خلد نی مجہے ڈالا عذاب

یہہ انتظار مین میری صورت بدل گئی ‌ ‌ قاصد ہی خط کو دیکہ مجہی اضطر

اوڑتی ہین ساتہہ رنگ کے میری حواس خلق ‌ ‌ ہی انقلاب سی میری چرخ انقلا

طرزِ ادای ناز ہی ہر شیوۂ ستم ‌ ‌ مین محو التفات وہ بیخود عتا

یارانِ نکتہ یاب سی چل کر ملو قلق
ہین دقتون سی لفظ و معانی عذاب مین

جیتا ہون ذوقِ دل سی یہی تن مین جان نہین ‌ ‌ اثبارِ شکوہ لب پہ ہی لیکن نغا

ٹلنی کا میری سر سی کبہی آسمان نہین ‌ ‌ کس کس کا سدِّ راہ ترا آستا

کوہی جنون کا جوشِ ادب کا مگر ہی ہوش ‌ ‌ سر کو بیان وہان ہین جہا

ممکن نہین کہ حشر اوٹہا کر ہی بیٹہہ جائے ‌ ‌ دل کا غبار گردِ پس کاروا

مین رازدان ہون یہہ کہ جہان تہا وہان نہ تہا ‌ ‌ تو بدگمان ہی وہ کہ جہان ہے

اپنا ہی یہہ جگر ہی کہ تہامی ہوئی ہین ہم ‌ ‌ ان بیقراریون پی بہی بیتا

کیونکر کہون کہ محفلِ اعدا سی وہ اوٹہی ‌ ‌ قدم مہ نہ اب تلک تو گرا آسما

ں ہان ادہر اودہر یونہین گرپڑکے بسر
مثل غبارِ راہ رہا جابجا مقام

ں اہل دیر ذکرِ حرم ہمسے کیا کرین
پوچھو بتون ہی سی کبھی کعبہ بہی تہا مقام

کیا بیان جہانکے کرین اہن چین کو
اوسکے بہی در پہ اپنا تو مدت رہا مقام

کیا جانئیے **قلق** کا ارادہ ہی اپنا کیا
مطلب سی کچہہ سفر نہ سہی مدعا مقام

ردیف النون

ر نگہہ یہہ جامہ سے باہر نقاب مین
رسوائیان حجاب طلب ہین حجاب مین

لزلہ مین گاہ بہی ہے اضطراب مین
اوسکے بلا رہی دل خانہ خراب مین

در جتنے ہین دلِ پر اضطراب مین
اوتنی ہی رخنہ ہونگے تمہارے نقاب مین

ی اونکا آتی ہی جانے کے واسطے
درماندہ حشر ہی کشش و اضطراب مین

ش قدم سے میرے دشت فرق طور
سایہ سی میرے آگ لگے ماہتاب مین

ر آسمان بہی سہی پر ہی جا شکے
پہرتا ہے ساتھ ساتھ میرے پیچ و تاب مین

رنہ اپنا سر ہی اپنے ہے پانو پر
سنتے ہین اوسکا گہر دلِ خانہ خراب مین

ن کو ہونٹ چاٹتے ہم دیکھتے کبھی
ہوتا مزہ جو تیرے دہن کی لعاب مین

ہی آب آب ہے برگشتہ بخت سے
دریا ہمیشہ خشک ہے جامِ حباب مین

ر فریب کی اندر فریب ہے
ہر تشنہ غرق آب ہی موج سراب مین

ر بون تی اوسکی بہی اوسنے کہو دئے
اغیار سی سوال ہی خط کی جواب مین

ہای بیرحمیٔ دلدار سی بیقدر ہی جان
زیست سی آپ ہمارے ہوی بیزار کہ ہم

جانتی ہم ہین بُرا ربط جانی کو کہ غیر
ہو نگے مشہور ہوسناک تیری یار کہ ہم

قتل کیا ہو کوئی خنجر مین نہین طرزِ نگاہ
دادای عشق ہی جلاد گنہگار کہ ہم

نہ محبت کی خبر اوسکو نہ ہم کو اوسکے
سادگی کہہ تو اسے یا رہی عیار کہ ہم

روز و شب میری پہرانی کو پہرہی جاتا ہے
چرخ ہے گردش بیکار سی ناچار کہ ہم

ہو کے پامال ٹہگانی سی لگی خاک اپنی
تو ہی آشفتہ سبر کوچہ و بازار کہ ہم

اونکو تم چاہتے ہو آپکو ہم چاہتی ہین
لائق رحم ہین فرمائیے اغیار کہ ہم

ای **قلق** پانو زمین پر نہین رکہتا مغرور
چرخ ہے خاک درِ حیدرِ کرار کہ ہم

نقشِ بر آب نام ہے سیلِ فنا مقام
اس خانمان خراب کا کیا نام کیا مقام

ہر روز تازہ منزل و ہر شب نیا مقام
مہلت نہین قیام کی دنیا ہی کیا مقام

جا مل گئی جیسے ترے دیوار کے تلے
ہے اوسکو گور تنگ ہی ایک دلکشا مقام

ڈرتے ہین ہمتو نام بہی لیتے ہوی ترا
تو ہی بتا کہ پوچہئے کیونکر ترا مقام

انسان کی سرشت مین ہی عذرِ لنگِ ضعف
ثابت ہوا کہ دور ہے مجہسے سرا مقام

اندازہ ہی غلط تہا مگر امتیاز کا
یعنے محل غیر ہے تہا آپ کا مقام

کہلتا ہی کبہی نہ کبہی صاف ہی رہے
کسطرح ہو ثبوت کہ دل ہی ترا مقام

واعظ منازعت کا سبب مجہمین تجہمین کیا
مسجد ترا محل ہے مرا میکدہ مقام

خدا سی ڈرتی تو خوفِ خدا نکرتے ہم
کہ یادِ بت سی حرم مین بکا نکرتے ہم

جو رشکِ ذوق کو پہلی سی جانتی ہوتے
نگاہِ شوق کو یون آشنا نکرتے ہم

جہان ہی شکرِ عداوت نکرنی پر شکوہ
وہان پہ غیر کا کیونکر گلا نکرتے ہم

جفا کو اب وہ کرے کیونکہ اوسنی جان لیا
خوشیٔ مرگ مین رنج وفا نکرتے ہم

دریغِ ظلم مین کیونکر بہلا نکرتے تم
نشاطِ جور مین جان اور فدا نکرتے ہم

کبہی نباہ نکرتے جفا ہی کو کرتے
کہ جان دیکے بہی ترکِ وفا نکرتے ہم

اگر نصیب مین ہوتا شریکِ درد کوئے
تو کس طرح سی بہتین آپ سا نکرتے ہم

یقین نتہا کہ کسی سی بہی وہ وفا کرتا
پہر اسپہ جان بہی نذرِ جفا نکرتے ہم

جو عمرِ خضر بہی دیتی تو رایگان جاتی
تمہاری زلف کا کیا کیا فسانہ کرتے ہم

کسی کو حشر مین گر دیکہتا کوئی تو ضرور
دلِ فگار دکہاتی حیا نکرتے ہم

قلقؔ وہ دل مین گر آتی تو یہہ چہپاتی راز
کہ کوئی کام کبہی دلکشا نکرتے ہم

آپ کی محرمِ اسرار تہے اغیار کہ ہم
دلِ غمناک کی تم رہتی تہی غمخوار کہ ہم

شکوہ اور نصیحت نہین اچہی ناصح
آپ ہین کشتۂ بیدادِ ستمگار کہ ہم

حشر اگر کہوئی مددگار ہمارا ہی کون
بول اوٹہی صاف ترا فتنۂ رفتار کہ ہم

آپ کی شان کا سامان کہان سی آیا
یوسفِ حسن کی ہتی آپ خریدار کہ ہم

ہم ترا غیر سی ملنی کو سمجہتے تہے کہ تم
اپنی مطلب کے ہین اغیار طلبگار کہ ہم

ما یہ دل و جگر کا ٹپکا نچوڑ کر — سمجھی جان سی گویا مشتِ فشار ہین ہم

ہی زندگی ہماری گویا فریبِ غمزہ — مایوس چارہ گر ہین امیدوار ہین ہم

ہم تجھپہ مر رہی ہین جیتی ہین اس سی ورنہ — جان تنگ سے ہار ابتو ایسی نزار ہین ہم

مقدور تنگ تورو کا صبر گریزپا کو — کیا اختیارِ خود ہے بی اختیار ہین ہم

اوٹھی قلق بس اوٹھی کوچہ کو اوسکی چلیئے
کیا سوچ ہی اجل پر ابتو سوار ہین ہم

کیا آکے جہان مین کر گئے ہم — اک داغِ جگر پی دہر گئے ہم

مہمانِ جہان تھی ایک شب کے — شام آئی تھی اور سحر گئے ہم

جون شمع تمام عمر روئی — ہر بزم سے چشم تر گئے ہم

اپنی ہی نظر نہین وگرنہ — تو ہی تہا اودہر جدہر گئے ہم

نالہ مین اثر تو کیون نہوتا — پر تیرا لحاظ کر گئے ہم

ہم جانتی ہین کہ تو ہی ہم مین — گو ڈہونڈنے دربدر گئے ہم

جھگڑا تہا دل پہ اوسکو چھوڑا — کچھ سوچ کے صلح کر گئے ہم

اس دشت کی خار و خس سی نکلے — جون بادِ سبک گزر گئے ہم

تھین لطف ہی ملین جو اپنی کچھ — پر تیری غضب سی ڈر گئے ہم

حسرت ہی سی ہم بنی ہتی گویا — آنکھ اوٹھتی ہی اوٹھتی مر گئے ہم

دیرینہ رفیق تہا قلق ہائے — وہ کیا ہی ہوا کہ مر گئے ہم

ای حشر بجلی کے چلنا ای چرخ ہٹکے گرنا
ہے برق سایہ جس کا وہ خار زار ہین ہم

اتنی خلش مژہ کی اب بڑہ گیئے کہ گویا
زخمِ دلِ عدو مین خنجر گذار ہین ہم

لب تک رہیگا دشمن جامہ سی اپنی باہر
ہو آگ آگ جس سی تم وہ شرار ہین ہم

دشمن کے جیب مین تم صبر و شکیب مین ہم
تم دست کو ہتی ہو پای نگار ہین ہم

[illegible]ادی جستجو سے گذرین تو کیا عجب ہے
وارفتہ کیسے کیسے لیل و نہار ہین ہم

کیا بادہ جوانی مرد آزما نشا تہا
اب ای **قلق** دبالِ خواب خمار ہین ہم

سر مٹی ہوی ہین تجہپر نثار ہین ہم
گر باد تند ہے تو مشتِ غبار ہین ہم

دشمن کے مصلحت سے خود راز دار ہین ہم
تا امتحان ہو کتنے بے اعتبار ہین ہم

خواب وصال گہٹکر آخر خیال ہوگا
ای شوق بڑہ نہ اتنا ناکردہ کار ہین ہم

مانند سرمہ پسکر ہر چشم مین جگہہ کے
پر ہیچ ہر نظر مین کیا خاکسار ہین ہم

پھرتے ہین خاک پر ہم سایہ سی اپنی پہلے
ناوک رسیدہ کس کے لاغر شکار ہین ہم

ایک لمحہ جسنی دیکہا دل تہام تہام دیکہا
کس نخلِ ماتمی کے یارب بہار ہین ہم

کیون تم ستا ستا کر ایذا اوہار ہی ہو
آنکہو مین خار ہین ہم دلمین غبار ہین ہم

کیا بو العجب ہی دنیا ہر بات پر عجب ہے
خاموشیون سی شورِ شہر و دیار ہین ہم

ہر لمحہ سینہ کوبی ہے زندگے ہمارے
دریاے بیخودی مین موجِ کنار ہین ہم

جیتے ہو می نادم غیرون کی ساتہ وہان تم
اور یہان صداے قلقل سی سنگسار ہین ہم

ڈالو بہی خاک غیر کی صورت پی تم کہین
مرجائین تا کہ رشک مین دبکر اسی سی ہم

کہتی ہین بیخبر ہمین احباب و اقربا
کیا ہمپہ اب گذرتی ہی پوچہین کسی سی ہم

تم ہو نہ اپنی بسمین نہ ہم اپنی ضبط مین
مجبور تم ہو غیر سی ناچار جی سی ہم

ہی رحم کی جگہہ جو کچہہ انصاف دلمین ہو
دامن تیرا پکڑتی ہین کس سادگی سی ہم

ہر پائمال نالہ کنان ہو گا ساتہہ ساتہہ
لیکر اوٹہین گی حشر کو تیری گلی سی ہم

کس نی سونگہا یا عطر کہ گیسو ہوی بلا
اب ہوش مین نہ آئینگی ہرگز غشی سی ہم

رستہ مین عمر رفتہ گئی چہوڑکر **قلق**
اب اپنی بار دوش ہین واماندگی سی ہم

ای خار خار حسرت کیا کیا فگار ہین ہم
کیا حال ہو گا اوسکا جس دلمین خار ہین ہم

ہرچند دلمین تیری ظالم غبار ہین ہم
کتنی دبی ہوئی ہین کیا خاکسار ہین ہم

کیا جانی کیا دکہای کمبخت راز دشمن
بی اختیار ہو تم اور بیقرار ہین ہم

وہان شوخیون نی ماری ناکام کیسی کیسی
یہان سادگی سی کیا کیا امیدوار ہین ہم

نی رحمت میکدہ مین نی کعبہ کا ارادہ
ہین دل لگی کی بندی یارونکی یار ہین ہم

وہان سرگذشت دشمن وہ کہہ رہی ہین منہ پہ
یہان بیخودی ہی ایسی کیا رازدار ہین ہم

ساقی تیری نگاہین کب تک رہینگی پلٹی
ہی نشہ زاہدونکو اور بادہ خوار ہین ہم

کعبہ ہے سنگ بالین تو تا دخفتہ دل کا
اور میکدہ کی اندر شب زندہ دار ہین ہم

اللہ ری ظرف دل کا سبکی جگہہ ہی اسمین
بیغم رہی ہی دشمن کیا غمگسار ہین ہم

ظاہر ہی میری اہل دلی بیدلی مین بہی
ہر جنبشِ دل مرا پکارتا ہی ہای ہای دل

یکتائی کا فریب ہی بہر ہجوم شوق
تا بعد از ین کسی کا کسی پر نہ آی دل

کیا جانئی قلق کی نقاہت کو کیا ہوا
سینہ پی اوس کا ہاتہہ تہا اور لبی ہای دل

بلبل نہ کس طرح ہو نثارِ ادائی گل
ہر گریہ کی جواب مین سو خندہائی گل

فطرت پہ کر نگاہ نہ سوئی عروج دیکہہ
ہر فرقِ شاخ ہی پئی پا مالِ پائی گل

رنگِ چمن ہی گریۂ بلبل پی خندہ زن
پا مالِ اضطراب ہی ہر گل قفائی گل

وٹہتی ہی اک نگاہ کی سو سنگ اوڑ گئی
جز داغِ لالہ کوئی نہین آشنائی گل

ہر برگ زرد رنگ ہی ہر غنچہ لعل منہ
کیجی تو کس نشاط پی کیجی ہوائی گل

ہر بزم بعدِ بزم ہی شیون کا اہتمام
داغِ بہارِ رفتہ ہی ہر گل بجائی گل

یک غم سی تیری لاکہہ خوشی کی نگاہ مین
داغِ جگر بہی اپنی ہی نشو و نمائی گل

ردیف المیم

...ور آزمائی کرتی ہین بطاقتی سی ہم
اپنی ہی بارِ دوش ہین واماندگی سی ہم

...تی ہین تیری واسطی اب مدعی سی ہم
پہرتی ہین کیسی کیسی خوشی ناخوشی سی ہم

...یا ایسی ہی ذلیل تہی پہلی ہی جا بہ سی
احوال اپنا پوچہتی ہین آپ ہی سی ہم

...د اگئین جو شب کو تیری بیجا بیان
سایہ مین اپنی چہپ گئی شرمندگی سی ہم

...ی بخت ہرزہ گرد سفر مین ہی کیا دہرا
پہرتی ہین اپنی شہر مین بہی اجنبی سی ہم

ایسی پڑی ہی کچھہ کہ اوٹھی حوصلہ کی بانو
جی بیٹھہ ہی گیا ہی کہاں تک اوٹھای دل

چلتا ہی ہوگیا وہ جو راکر نگاہ کو
کہتا ہی رہگیا مین کہڑا ہای ہای دل

یہہ ہی ہی وہ مکان جسی کہتی ہین لامکان
ہی انتہای ہر دو جہان ابتدای دل

غماز ہی سی ضبط نہ ہمراز ہی سی ربط
مطلب سی آشنا ہی نہین مدعای دل

عالم کی بازگشت ہی مقصود کی خلاف
عشرت برای غم ہی تو غم ہی برای دل

رکہتی ہی آدمی کو مروت شریک درد
دلبر کا ہی خیال نہین ہی سوای دل

نالہ سکوت غیر سی رکتا نہین قلق
تحسین و آفرین نہین کچھہ مدعای دل

کوئی بہی مرحلہ نہین سکین فزای دل
کیون خستگی سعی ہی زنجیر پای دل

بنتا ہی بعد گرنی کی قصر خراب عشق
مٹتا ہی پہلی کہنچنے سی نقش وفای دل

واماندگی ہی قافلۂ عشق کا نشان
رجستگی رنگ ہی شور درای دل

دم بہر جو چین خواب مین ہی آئی کیا مجال
جیسے نگاہ ناز ہی صبر آزمای دل

لگتا ہی بیدلی سی پتا کچھہ تو دل بہی تہا
ہر جزو دل پکارتا ہی ہای ہای دل

کثرت ہجوم شوق ہی وحدت ادای حسن
ہی نفی ماسوا سی غرض ماورای دل

جب مدعی کو تیری عداوت کا ہو یقین
میری طرح سے کاشکی تجھہ پر بہی آی دل

بزم فراغ اپنی ہی آشوب گاہ غم
عشرتکدہ تمہارا ہی ماتم سرائی دل

نیرنگی خیال و طلسم وبال ہون
کس اعتماد پر کوئی مجھسے لگائی دل

ردیف اللام

کس قدر دل ربا نما ہی دل
خانۂ غیر ہو گیا ہے دل

ہر گھڑی کیون نہ زلزلہ مین ہے
مشہد حسرت و وفا ہی دل

ہوست ہی سہل کچھ نہین اپنے
کس لئے طاقت آزما ہی دل

مصلحت اسمین ہو کوئی کاش
دشمن جان ہو گیا ہی دل

سب سی الگ چلنی کی ہوئی ہی خو
کس قدر صرف آشنا ہی دل

شیخ صنعان کا یاد ہی قصہ
سخت کافر بڑی بلا ہی دل

اپنی حالت مین مبتلا ہون اب
دلربا جان ہی جانربا ہی دل

بلبی واماندگی کی تیز روی سے
جیسے جانی پی آگیا ہی دل

کس جفا کار کی وفا ہی جان
کس کشمکش کا مدعا ہی دل

تیری الفت کا نقد داغ جگر
میری حسرت کا خونبہا ہی دل

کہی کس سی لگا لیا لگا
ای قلق کیونکہ لگ چلا ہی دل

ز موج پیچ و تاب نہین ماجرائی دل
گرداب رستخیز ہی پیکر نمائی دل

ار ہی جو عشق تو آزار ہے سہی
اتنا کسی دماغ جو کیجی دوائی دل

لے بط ہر کسی سی مگر مجھسے سو عناد
جو طور انکی ہین وہی ہی ادائی دل

ر افسانہ ہی میری نوحہ کی ساتھ ساتھ
لب پر ہی ہائی جان تو زبان پر ہائی دل

تندرستی دل ہی بیجا نی
ترک کی صاف اسنی گویائی
درد دید، دکی دواکب تک
نرگس سرمہ ساخفا کب تک
ای دلِ ہیچہ او وبی آرام
نالہ تا چند تا کجا کب تک

ای قلق وصل مین ہی ہون ناشاد
طالع نارسا رسا کب تک

ردیف الکاف فارسی

اتنی بجھی کہ دی ہوس خشک و تر مین آگ
تا صورِ دل ہین شعلی ہین داغِ جگر مین آگ
کیا کیا بھڑک رہی ہی دلِ پر شرر مین آگ
ای شعلہ خو لگاتا ہی تو کسکی گھر مین آگ
حرفِ مرادِ غیر کا نقشہ نکیون سبجے
تو لمحہ بھر مین موم ہی اور لمحہ بھر مین آگ
ای شرم ضبط اب بھی نہین ہی تو آب آب
لگتی ہی خود بخود مری دیوار و در مین آگ
اوس شعلہ خو سی آتش دل خاک جل بجھی
لگتی نہین شرارِ سی جیبِ شرر مین آگ
کب تک دلِ رقیب کو ٹھنڈا کروگی تم
اور کب تلک رہیگی دبی میری آہ مین آگ
ای شمع جل بجھی گی بھڑک کر تو ہی اخیر
لگتی کسی طرح نہین جنت سحر مین آگ
یون حشر داغ ماتم احباب سی ہو نہین
جیسے نشانِ قافلہ ہی رہگذر مین آگ
لی ای فلک خنک دلِ اعدا ہی کو رکھ
دی ای فغانِ یاس امید اثر مین آگ
ای چرخ مت جلا شبِ ہجرانین رحم کر
ای جوشِ التہابِ نہ دی میری گھر مین آگ
جل جل کی ای قلق تو ہوا ڈھیر راکھ کا
کب سی سلگ رہی ہی دلِ بیخبر مین آگ

ہوئین جب تک نہ بند آنکھین نگاہ سوئی گریبان رہا
اوٹھایا یا اتہام سرکشی سو بار گردن تک

مین خود ہو جاؤن اپنا طوقِ گردن اے گرانجانی
نہون گرنا تہہ اوٹھنی ضعف سی دشوار گردن تک

مخالف اور موافق کا ہی مجمع میری ہستی پہ
کہ ہی تیغ و رسن کی گرمیِ بازار گردن تک

جو سر اوتری تو بار ناتوان اوتری گری دلسے
مجھے درکار تو خنجر تجھے درکار گردن تک

لیا تونی قلق کیون سر پہ خون اپنی طبیعت کا
نہ سر بار اس زمین مین سخت ہی گفتار گردن تک

ای ستم آزما جفا کب تک
کشتۂ زندگی وفا کب تک

گرمیِ کوششِ جفا کب تک
دعوئ شہرتِ وفا کب تک

ای دلِ زہد خورِ ریا کب تک
نامرادانہ مدعا کب تک

ایک مین مل گیا خدا مارا
یون نباہی گا دوسرا کب تک

امتحان پر یہہ امتحان تا چند
آزما آزمائیگا کب تک

حسرت آئیگی دم مین سو سو بار
ای ہوس شورِ مرحبا کب تک

قدرتِ صبر عاقبت کتنے
جرأتِ طاقت آزما کب تک

تم سمجھہ جاؤ میری خاموشی
نکہون کہنی مدعا کب تک

کیجئی اب میری نباہ کی فکر
بارِ صبرِ گریز پا کب تک

خواب مین بہی وہ آئین گی تا چند
مین ملا ہی تو یون ملا کب تک

دل مین کب تک تمہاری کہٹکو نگا
چشمِ دشمن مین میری جا کب تک

ناصح کی غمگساری مجکو بہی دیکہنی ہے ‏ — ‏ لیجائی کوئی اسکو اوس فتنۂ جہان تک
ناچار صبر ٹہیرا اب دردِ ناصبوری ‏ — ‏ بیتاب ہیچکی ہین ہم طاقت و توان تک

مجبور ہی بشر گو پر ای قلق تجہکو
اپنی سی کر ہی گزرو جو تمسے ہو جہان تک

ہی اوسکی بزم مین رندِ خراب ایک پہ ایک ‏ — ‏ چہڑک رہا ہی شراب و گلاب ایک پہ ایک
گہٹتا ہی جائیگا تا چند ماہ و مہر کو تو ‏ — ‏ بڑہا ہی جائیگا کب تک نقاب ایک پہ ایک
اوٹہائی جاتی ہی سواڈی پردہ پردہ کو ‏ — ‏ کہ ڈالی جاتی ہی غفلت حجاب ایک پہ ایک
یہہ اتفاق یہہ صحبت کہان کہان جنت ‏ — ‏ یہہ دیر ہی مین ہی مستِ خراب ایک پہ ایک
دل و جگر کی تو ہی پارہ پارہ سی فریاد ‏ — ‏ کہ خوردہ گیر ہی روزِ حساب ایک پہ ایک
کرشمہ سنجی مستی سی بدمزہ ہے ادا ‏ — ‏ کہ چشم و زلف ہین نا پرپیچ و تاب ایک پہ ایک

نہ پہیر اوٹہائی و اعظ قلق سی چپ رہئی
دہری رہیگی وگرنہ کتاب ایک پہ ایک

بنجائیگا سر و سودا میرا زہار گردن تک ‏ — ‏ رہی گا خم بخم گیسو گلی کا ہار گردن تک
سر اہلِ نظر کیون بار ہو تا دوشِ عالم پر ‏ — ‏ نہی ہوتی اگر گہر کی تیری دیوار گردن تک
ہمین بیجا دکہایا آسمان نے کس قرینہ سی ‏ — ‏ کہ ظالم نی بنایا ہی قدِ دلدار گردن تک
بجائی خلد میخانہ بنانا تہا کہ کیا حاصل ‏ — ‏ اگر شیر و شکر مین غرق ہون میخوار گردن تک
ہمین کیا کیا نہ آیا پر نہ آیا کامِ ناکامی ‏ — ‏ نہ آیا ایکدن بہی خنجر خونخوار گردن تک

ای تندخو کہان نمکین لب وہ خوش مزہ / یعنی کہ تیز تیری زبان سی ہوا نمک

تمہارے زیر لب جو خندۂ شیرین شب وصال / زخم جگر مین صبح جدائی بنا نمک

ہی تلخ اپنی زیست سی تیرا جگر فگار / کافور دونو ہو گئی کیا مشک کیا نمک

چھنوای گا فلک اسی پلکو نسی عاقبت / ہر جای اشک شور نی پھیلا دیا نمک

کب تک نہ زخم خوردہ لب ہر کہا مین گئے / یہہ قحط ہی کہ مشک کی قیمت بکا نمک

پھر مذاق خلق کیا خود کو آب آب / میری گداز دل ہی سی شاید بنا نمک

اہل مذاق کی لئی لذت ضرور ہے / شبنم نی چاک سینہ گل مین بھرا نمک

بسمل ہون دی بیاض دل و دیدہ سی لون
ہی ای قلق سخن مین تیری کیا بلا نمک

ہجی سی ہی اپنی جان دن آتا ہی کون یہان تک / رونا ہی آخر آوی فرمائی کہان تک

کیونکر نشہ کشتی کی تہمت ہماری سر ہو / فریاد عجز تک ہی پہنچی ہی آسمان تک

راہ عدم کی سختی بتلائی کوئی کیونکر / واماندگی ہی یہان تک ہلتی نہین زبان تک

بجلی کا رو گرنا ہر لحظہ ابر گہرنا / عمر عمر کا گرد پھرنا ایک میری آشیان تک

دامن پکڑہی لینگی آخر کو رفتہ رفتہ / مرکر تو خاک اپنی پہنچی گی آستان تک

رہنی دی ہمکو چپ ہی ای داور قیامت / کیا حال دل کہینگی انگاری بان تک

واعظ تمہارا حیلہ کیا خوب بن پڑا ہی / یہہ شکر کی جگہہ ہی آئی در مغان تک

دشوار یہان تحمل اور وہان وہی تغافل / جینی کی تاب کسکو مرنی کی امتحان تک

ردیف کاف تازی

نہ پہنچی ہاتھہ جسکا ضعف سے تارِ نفس دامن تک
سراغِ خون ابھی اوسکا مر جائے خاک گردن تک

سر و سامان سے ہین یہہ بے سر و سامانیان اپنے
کہ ہے جوشِ جنون میرا گریبان گیر دامن تک

نکلی غفلت سے قدرِ دل عبث الزام لیے پہنچے
متاعِ خفتہ کی جانی کی سو رستی ہین رہزن تک

یہہ حیلہ بہی نہین کم موت کے آنی کو گر آئے
نہ آئی جو کہ بالین پر وہ کیا جائیگا مدفن تک

کچھہ ایسا اختلاط آپس سے اوٹھا اس زمانہ مین
نہ قاتل آئی ہی مجھہ تک نجائی ہی محبت دشمن تک

میری محنت کا ضایع ہونا ہی تو ایک قیامت ہے
کہ باد و برقِ آفت مین رہینگے میری خرمن تک

وفا کی قدر ہی میری ہے جانِ حسرت آلودہ
اثر کی قدر ہی میری ہی آہِ قافلہ زن تک

غبارِ دل کشی سب سی نہ قاتل کا ہوا ثابت
کہ صاف اوسکی ہوا کی تیغ مجھسے میری کشتن تک

مین اپنی حوصلہ سی اور وہ اپنی جامہ سی باہر
نہ خنجر کا اوسی کھٹکا یہان جز وہی گردن تک

نہین ہوتا رفو چاکِ گریبانِ فنا ہرگز
منگا مین چرخِ چارم سے اگر عیسی کے سوزن تک

کر انجانی چمن مین بہی نشانہ ہو گئی آخر
کہ بارِ دوشِ گلبن ہے میری شاخِ نشیمن تک

قلق مرتا ہی اور ہوتا ہی ماتم کا یہہ ہنگامہ
مگر رونا ہی اسکا تو نہ آیا بزمِ شیون تک

ناصح کی بات بات مین ہی کیا بلا نمک
زخمِ دل و جگر مین میری بہر دیا نمک

دل ہی نہو برشتہ تو باتو مین کیا نمک
سچ ہی کہ بی کباب ہی کس کام کا نمک

دشنام کی سوا نگین لب پہ کچھہ نہین
تو زہر بختِ تلخ کی دولت ہوا نمک

باوفا وہ ہین ہو وفای حسن | بیوفا ہم ہین باوفای عشق
غمزہ سا غمزہ غم مین کرتا ہی | کچھہ سہی کچھہ ابتو ہوگیا ہی عشق
کیسی کیسونکی اسنی لی ہی جان | دیکھنا کیا ہی خوش ادا ہی عشق
کیونکہ ماتم نہ اب وفا کا ہی | میری مرتی ہی مرثیای عشق
دیکھنا مرگ و زیست کی جھگڑی | جانفزا حسن و جانگزا ہی عشق

دلربا ہی فرشتہ جیسے روح
ای قلق تیرا اشنا ہی عشق

ہو جدا ای چارہ گر ہی مجکو آزار فراق | بی وصال اچھا ہوا ہی کوئی بیمار فراق
شوخی پردہ نشین کی عشوہ سازی دیکھنا | دل ہی بدست وصال اور دیدہ بیدار فراق
ایک نالہ مین پھر لگا مہر و مہ کو ڈھونڈھتا | ای فلک مت چھیڑ مجکو ہون عزادار فراق
وصل تھی میری سزا ہجر انتقام غیر تھا | کب ہوا خو کردہ ہجران گرفتار فراق
کوئی کرتا ہی خطا اور کوئی پاتا ہی سزا | غیر گستاخ وصال اور مین سزاوار فراق
دم بدم بجلی گری یا نہر خون جاری سی ہی | التیام اوس سینہ کا کیا جو ہی افگار فراق
انکھہ کب لگتی ہی حیلہ سی جو تجھسے لگ گئی | داستان وصل کب سنتا ہی بیدار فراق
دام مین صیاد کی کیونکہ نہ بلبل مر رہی | دامن ہر برگ گل مین تھا نہان خار فراق
سو بہار آئی مگر جاتا ہی کوئی داغ دل | لالہ و گل کا نہین مشتاق خونبار فراق
اب قلق نہو کر سہی تیری جی کا مرنی کی لیی | آشنای وصل کب ہی ناز بردار فراق

کری ربط کوئی کسی سی کیا کہ اوٹھا طریق نباہ کا
نکریگی تجہسے وفا جفا نکریگا مجہسے وفا قلق

مین جلا تو شعلہ مین جوش تہا جو ہوا مین خاک ہی زلزلہ
مین ہزار شکل بدل چکا یہ کسیطرح نہ چہپا قلق

نہین تیری ہجر کا کچھہ گلہ کہ زمانہ سارا بدل گیا
جو شب وصال مین چین تہا وہی روز ہجر بنا قلق

وہ ہی التفات دم ستم کہ زیادہ اس سے نہین کرم
میری چاک دل کا رفو الم میری درد جانکی دوا قلق

کہی وہان ہی یہ نہ گہٹا الم جو ہی سب سے بڑہ کے بچا الم
میری پاس سی نہ ہٹا الم میری ساتہہ سی نہ ٹلا قلق

ابہی تہا عملای رسن سبق ابہی تہی کتاب ورق ورق
کبہی مدرسہ مین رہا قلق کبہی میکدہ مین رہا قلق

ہر عداوت کی ابتدا ہی عشق
کہ محبت کی انتہا ہی عشق

تو زلیخا کو کب ہوا ہی عشق
کس قدر طاقت آزما ہی عشق

فلک و مدعی و یار و اجل
سب بہلی ہین مگر برا ہی عشق

دیکہیی اسکا ہوگا کیا انجام
اب خدا سی ہمین ہوا ہی عشق

ہو چکا ہمسے کچھہ جو ہونا تہا
تو نی یہہ حال کیا کیا ہی عشق

وامق و قیس و کوہکن کیا ہتی
اجل و آفت و بلا ہے عشق

دیکہنا شوق و شرم کا شیوہ
حسن خود بین ہی خودنما ہی عشق

کون جانی تہا اسکا نام و نمود
میری برباد ہی سی بنا ہی عشق

دل کرو خون تو کیا ہی دلداری
جان جانی رہی تو کیا ہی عشق

غمزدائی مین غم فزا کیا کچھہ
دلربا یا نہ جان ربا ہی عشق

و دل جسکی پہلو مین وہ کیونکہ جانکا خطر رکہے
نہو سر دوش پر جسکی وہ بار سر سی کیا واقف

یادت کی ہو گر کچہہ قدر تو واعظ مری بہ
گلوی خشک مغز آب دم خنجر سی کیا واقف

و سوز آشنا جب تک گداز دل کو کیا سمجہے
نہو جو تشنہ لب سمجہے وہ چشم تر سی کیا واقف

کیسا قضا ہی تیر منزل مین نہین آتے
کہ جسکی راہ ہو گم گشتگی رہبر سی کیا واقف

مین گر افترا واعظ بیان کرتا تو پہر کیا ہے
نجائی جو کہ اوس کوچہ مین وہ محشر سی کیا واقف

قلق یہہ معنی باریک تیری کیا کوئی سمجہے
رگ خواب حریفان کاوش نشتر سی کیا واقف

ردیف القاف

حال ہی سہی نہین نکلی نکہہ آج ہی سے رہا قلق
تیری عمر ساری یونہی کٹی تو ہمیشہ یونہی جیا قلق

دلکی جانیکا اب یقین کہ وہ درد بر مین ہی نہین
نہ وہ اضطراب قضا کمین نہ وہ حشر خیز بلا قلق

بشر کر دیا بیٹہنا مجہی قہر ہو گیا تہیرنا
ہی لسان صبر گریز پا نہین غمگسار میرا قلق

نالہ کر نیکا رنج کیا اونہی آہ بہر نیکا رنج کیا
اونہی میری مرنیکا رنج کیا تہا میری جانیکا کیا قلق

اشک نے دی مشوری کبہی دہ اونکا لکہو
میری جی ہی جی مین بہر اہی کبہی میری دل ہی مین رہا قلق

دی غیر نگہہ ہی نہ شب فراق مین مر رہے
نہ وفا کری نہ ستم سہی نہ جفا ہوئی نہوا قلق

ہین ہا نہ وہ تو رہا نہ وہ آرزو نہ وہ مدعا
ہوا زندگی کا یہی فیصلہ مگر ایک تیرا رہا قلق

یہہ صدمے نفس نفس جئی کوئی کیونکہ اپنی بسر
شب وصل مرنی کی تہی ہوس شب ہجر جینیکا تہا قلق

جلے اونکو ہی ایکدم کہ ہی فکر جور کا غم ستم عشق
ہوئی مجہہ پہ وہ نئی ستم رہا اونکو رو رہا قلق

کسکی دامن کی پکڑنی کی ٹہری ہی امید
ہاتہہ آجاتا ہی اکثر جو گریبان کی طرف

ہوکی پہر آتی ہین گرمیٔ نظر سی نالی
اشک جاتی ہین اگر دامن مژگانکی طرف

فرشِ رہ خاک ہماری اسی امید مین ہے
لین قدم اوسکی جو گذری کبہی نہ انکی طرف

نہین وہ دل کہ جو مٹ جائی تن آسانی پہ
نہین وہ سر کہ جو مصروف ہو سامانکی طرف

پہرنی خنجر کی ہٹی کی ٹہری ہین انداز
پہر غبار اپنا اوڑا دامنِ جانانکی طرف

دیدنی حسرتِ مفلس کے ہی اوارہ نگاہ
کبہی سامانکی طرف اور کبہی مہمانکی طرف

ای قلق اپنا بہی وعدہ مگر آپہنچا ہی
کہ نزول آج ملائک کا ہی میدانکی طرف

نہین جسکو خبر دل کی وہ دلبر سی کیا واقف
بغل ہو جسکی بی آسیب غارتگر سی کیا واقف

بتونکا جو نہو ساجد عبادت کو وہ کیا جانی
نہو رحمت کا جو قایل مئی و ساغر سی کیا واقف

نلطفِ مرگ جو سمجہی وہ کیون جینی سی ناخوش ہو
رنجشِ زیست ہو جسکو دل و دلبر سی کیا واقف

پتہ دشمن کی گہر جانا ہی گردونکو بہانہ تہا
وگرنہ گردشِ بیجا میری اختر سی کیا واقف

پہر آئی کی الٹی وعدہ نکارستہ خوب ہی تمکین
تیری تمکین و رعنائی دلِ مضطر سی کیا واقف

قیامت ہی پری ایک کیا ہی اوٹہین گی لاکہہ ہنگامی
ابہی ای گردشِ دوران تو اوس ٹہوکر سی کیا واقف

وہ خود ناتجربہ ہی کیا کری وہ حال پیر آئی عیسی
مژہ پرنم نہ دلمین داغ خشک و تر سی کیا واقف

یہان پر جو کوئی آیا عدو کی آئی ہی آیا
وگرنہ شورشِ محشر تمہاری در سی کیا واقف

اسیرِ جان نثاری طرزِ آزادیکو کیا سمجہی
گرفتارِ محبت رسمِ بال و پر سی کیا واقف

ہر چند جل بجھی ہین مگر بزم یاد مین
مثلِ چراغ صبح ہمارا نشان ہی داغ

ہر دم یہہ شعلہ خیز کہ سوہان برق ہے
سوزِ دلِ برشتہ سی شکلِ فغان ہی داغ

واعظ عذاب دوزخ ہی بت مین محال ہے
سینہ مین اہلِ دل کی جہنم فشان ہی داغ

پھر کا یہہ ایک ذرا کہ ہوا خاک ہر خیال
برقِ ادا کا تیری اگر راز دان ہی داغ

دیا ایک مین کہ سب ہی کو ہی لگی ہوئی
خورشید سو کی تیر افلاک پر عیان ہے داغ

دیکھا فلق کو زنگ وہی ڈھنگ ہی وہی
پیرانہ سال مین بہی تیرا نوجوان ہی داغ

ردیف الفاء

رہنما کیا ہمین درکار بیابان کی طرف
چاک کیا کم ہی جو بڑہتا چلی دامان کی طرف

کوئی الزام نہین گردشِ دوران کی طرف
اپنا سر جاتا ہی اپنی ہی گریبان کی طرف

شمع سان نلگئی ہم خاک مین کشتہ ہو کر
نگیا خون ہمارا کسی دامان کی طرف

کوئی تو دام بچھا ہی کہ ہر ایک جہونکے مین
لئی جاتی ہی صبا ہمکو گلستان کی طرف

پھر گئی سب نہ پھری مردمِ چشمِ ظالم
دیکھنا چاہتی انسان کو تو انسان کی طرف

غنچۂ باغ ہوئی ساری پراگندہ مزاج
ای صبا گذری ہی کس بختِ پریشان کی طرف

مصر کی کوچہ و بازار مین حشر اٹھا تھا
کاروان جانی نہ پاتا کبھی کنعان کی طرف

نہ وہ خورشید کو آئینہ بنایا کس نے
رہگئی دیکھہ کی وہ دیدۂ حیران کی طرف

ہائی وہ جان کہ نکھرا ہی نشاطِ دل سے
حیف وہ دل کہ نہ دیکھی الم جان کی طرف

اٹھتی نگاہ ناز سے دل آپکا دروغ
وہم نظر سے دور ہماری کمر دروغ

اوٹھتا ہی سنگ ساتھ ہی آواز نازکی
چین جبین سے آپکو اتنا خطر دروغ

ہی نالۂ سپاس وصل دل ہجر دست خط
ہی پاکباز چشم حقیقت نگر دروغ

کوچہ مین میری لیکے صبا اینگے بجا
تم خاک ہوگئی ہو سر رہگذر دروغ

ہمکو تلاش آپ کی اور دربدر محال
جذب دل و جگر سے امید اثر دروغ

ہم اور نعش اوٹھانی کو آتی خلاف عقل
مرگ شب فراق کی ہر سو خبر دروغ

یہہ ضبط وضع نام قلق قصہ مختصر
شاعر ہو ہر طرح ہی تمہارا ہنر دروغ

ساری ہی ساری جسم مین روح رواں ہے داغ
پیرانہ سال مین بہی ترا نوجوان ہی داغ

مرتی ہین اور موت کا حیلہ نہ بن پڑا
صدمہ نہ پوچھئی کہ الم سے نہان ہی داغ

کوئی دکھا سکے ہی کہ یہہ درد ہی ترا
کوئی بتا سکے ہی کہ دلمین کہان ہی داغ

دریا کہان نجوم کہان حادثات سے
ناسور جرم خاک ہی اور آسمان ہی داغ

یہہ گرم و سرد دہر کا ادنی طلسم ہے
ہی دجلہ خیز سینہ تو آتش فشان ہی داغ

ولکہ رہے اپنی کاہش جانکی فزون سر سے
کیا دلربا ہی درد تو کیا دلستان ہی داغ

برق تپاک سے کہین اعدا جہلس نجائین
کیا کہئے تیری گرمی صحبت بیان ہی داغ

خواب خیال وصل کی سامان ہوگئے
سبکی عوض فراق مین اب میہمان ہی داغ

رنگین اداؤنکی وہ انبوہ ہای ہای
طاؤس کی طرح سے نظر مین عیان ہی داغ

صبح ہوتی ہی ٹمٹماتی ہے / آپ کی چشم پر خمار ہی شمع

کیون نروئی نکس طرح سی جلی / کہ فغانی راز دار ہی شمع

ہنین بجھنی لگی ہوئی جی کی / شعلۂ جانِ سوگوار ہی شمع

ہی ادہر داغ برقِ پروانہ / اور ادہر چشم ابربار ہی شمع

حسن ہی ہی مآل کار وبال / بزم در بزم کیا ہی خوار ہی شمع

جہانکنا پردہ سی بڑی خو ہے / خود بخود آپ شرمسار ہے شمع

شبِ تنہائی اور تو اور یہہ / ای قلق تیری غمگسار ہے شمع

ردیف الغین معجمہ

اونسی کہا کہ صدق محبت مگر دروغ / کہنے لگی یہہ سچ ہی کہ ہر طرح پر دروغ

دزدِ حنائی دزدئی جان کا ہی اتہام / خونِ دل و جگر سرِ تیغِ نظر دروغ

آنا صباحِ حشر کا شامِ فراق جہوٹ / اوڑجانا شورِ نالہ سی رنگِ سحر دروغ

ہر لحظہ تیغ جاننا ابرو کا افترا / ہر لمحہ ذوقِ قتل مین سر ہاتہہ پر دروغ

سر سنگِ در سی پہوڑنا دست مین نا ثبوت / گرجانا سیلِ اشک سی دیوار و در دروغ

خونِ جگر بجائی مئی ناب نادرست / آتش زنئ شعلہ فشان چشمِ تر دروغ

جان اور دگار تیرِ مژہ کس قدر غلط / دل اور اسیرِ رشتۂ مو سر بسر دروغ

ہیجان ہو اور جیتی ہو فرقت مین اختراع / بیدل ہو اور نیازِ نگہہ ہی جگر دروغ

کیون نہوون آغوشِ حسرت صبح و شام
روز و شب عالم سی ہی عالم وداع

ہی بقدرِ حوصلہ یہان اتفاق
جام سی ہرگز نہوگا جسم وداع

سُن چکا ہون مین ترا عزمِ سفر
آنکہہ سی میری نہوگا نم وداع

حسرت بی اختیاری دیکہنا
تن سی جان ہوتی ہی کیا تہم تہم وداع

اب کہان صبر و قرار و تاب و ہوش
ساتہہ ہی اوسکی ہوی یہہ ہم وداع

لاالتعیّن بی نشانی نی کیا
کیجئی آرام رخصت رم وداع

مہلتِ رنگِ چمن خون کیون نہو
ہوگئی جب فرصتِ شبنم وداع

ای قلق چلئی کہ منزل دور ہے
ہو رہین گی یار سب باہم وداع

دیدۂ صرفِ انتظار ہی شمع
میری حالت کی یادگار ہی شمع

نہین دلمین کسی کی سوز و گداز
کہ تماشائی روزگار ہی شمع

بی جنبش سدا اترتی ہے
تپشِ ناتوان شکار ہی شمع

رخ روشن ہی نورِ بینائی
چشمِ عشاق کا غبار ہی شمع

روزِ تیرہ مین بدنما خورشید
شبِ روشن مین تیرہ کار ہی شمع

یادِ گلرخ سی پہول جہڑتی ہین
کس بشاشت سی نوبہار ہی شمع

خاکِ ناسورِ دل بہری اسکا
زخمیٔ گریہ ہای زار ہی شمع

حسن دیوانہ سب کو کرتا ہے
اپنی ہی آپ پر نثار ہی شمع

جو کچھہ کہو نمین آپ سنی جائی خموش
بیشرم مجھسا کون ہی اور ہمسا باللحاظ

کیون پوچھتی ہو غیر کا احوال مجھسی تم
یہہ تو کہو کہ آج ہوا تمکو کیا لحاظ

ہمتو وفا کو کرکے بہت ہوگئی ذلیل
کچھہ ہی جفا سی تجکو ہی ای پر جفا لحاظ

دسنی جدہر نگاہ کی پڑ دی اودہر پڑی
گردشمین اوس نگاہ سی کیا کیا رہا لحاظ

عیار بلہوس کا ہجوم اور تم خموش
بیشتر ہیونکی فکر مین ہی آپ کا لحاظ

جب تو قریب غیر ہوا اور ہمسے دور دور
کیونکر حیا کی پاس ہو ای بیحیا لحاظ

جب پاسِ اعتمادِ محبت نہین رہا
کیا خویش و اقربا کا اب ای بیوفا لحاظ

کیونکر قلق فغان نکری کیون نچپ رہی
محشر فریب شرم ہی اور فتنہ زا لحاظ

ردیف العین مہملہ

بلدی ہم اسے غم عالم وداع
شورِ ماتم تا کجا ماتم وداع

باقی ہی تیری ہر ایک کا کوچ ہی
جان وداع و دل وداع و دم وداع

فرمیت ہی نہین کم عید سی
پہلے رحلت سی ہوا ہر غم وداع

قیامت ایکدن اِسکا قیام
دل کو کر ای طرۂ خوش خم وداع

سکا رستہ کوئی غیر اور اپنا خلد
وہ اُدہر رخصت اِدہر مین ہم وداع

ر کی خاطر ہی تو جانی ہی دو
کیجئے اوسکو خوش و خرم وداع

ی رہی عمرِ روان کا قافلہ
ہر قدم ہر آن ہی ہر دم وداع

مژدہ اور رندون کو دیتی رہ ایگان
جوئی صہبا خلد مین جاری غلط

رہگئی ہم آسمان کو دیکھہ کر
اوس کا آشوبِ ستمگاری غلط

دلکو دامن کی اوٹھائی تک اوٹھائے
مدعی سے کے ناز برداری غلط

سہل ہی انجامِ تشویشِ محال
میری دشواریکی دشواری غلط

ہوگئی ہر شکل سے صحت ہمین
ہر طرح رسمِ وفاداری غلط

سر گیا گردنپہ احسان چھوڑکر
ای سبکدوشی سبکساری غلط

نام بیکر تیرا رو پڑنا صحیح
دل کو دیگر گریۂ وزاری غلط

ای قلق اتنی تمہین فکرِ نماز
کچھہ نکچھہ ہی پاسِ دینداری غلط

ردیف الظاء معجمۃ

ہم اوسطرح سی کرین غیر کا لحاظ
ان بی لحاظیونپہ بہی تیرا رہا لحاظ

جب تک کہ نام طرزِ تغافل کا تہا لحاظ
کیا کیا کہہتا ئی جو صلی کیا کیا رہا لحاظ

کیونکر کرون نہ شرم کہ پردہ مین ہی خودی
کیونکر نہو پسند کہ ہی خودنما لحاظ

کرتا نہا لاکہہ لاکہہ قیامت کا سامنا
وہ جو ایک اوسکی چشم کی گردش مین تہا لحاظ

خلوت مین تیری آئی تو کیا قہر ہوگیا
یہان تو ذرا کسیکو کسیکا نہا لحاظ

تمنے نظر چرا کے خبردار کر دیا
یہان جانتا تہا کون کہ ہوتا ہی کیا لحاظ

بسمل کئی ہی دیتا ہی مشتاقِ وصل کو
اوس شرمگین نگاہ مین حسرت فزا لحاظ

سنگِ زمین نمودِ ثمر کو ثمر سی رزق　　برقِ فلک بہارِ شجر کو شجر سی فیض

غفلت جتائین کیونکہ تغافل شعار کو　　کیا دیرِ آشنائی خبر کو خبر سی فیض

اسطرح سی ہی دل کی لئی غم تِرا عطا　　جسطرح سی کہ لختِ جگر کو جگر سی فیض

جبتک نتھی نمود تو ایک شکلِ بود تہے　　در خود گمی فروغِ شرر کو شرر سی فیض

اور نہ سو نگاہ اور اپنی لِی ایک نہین　　گویا نہین ہی اہلِ نظر کو نظر سی فیض

بدون خود نما ہوا اتنا کہ حالی ہی نمود　　آخر ہی داغِ نورِ قمر کو قمر سی فیض

چل ای قلق وہان کہ جہان تو ہو اور نہ ہم
یہان تنجل رنگیا ہی بشر کو بشر سی فیض

ردیف الطاء مہملہ

دعوئ ترکِ وفاداری غلط　　میری ناچاری کی ناچاری غلط

وہ نگہہ خوشخواب بدمستی دروغ　　وہ مژہ مصروفِ بیکاری غلط

خط وہ میرا دیکھہ کر کہتی درست　　نامہ بر کی گفتگو ساری غلط

مدعی کی آنکھہ تو پھوٹی نہین　　آسمان کی مردم آزاری غلط

عشق کو منظور رسوائی دروغ　　حسن کو پاسِ حیاداری غلط

ہر طرف صیاد ہی سی ہی دو چار　　صید کو خوفِ گرفتاری غلط

بیکسی کوئی نہین بیکس نواز　　بلکہ ہی خود غم کی غمخواری غلط

مژدہ اور رندونکو دیتی رایگان　　جو ہی صہبا خلد مین جاری غلط

تنہائی میری کم نہین کچہہ تیری بزم سی
نالونسی ہی عذاب مین شور رباب و رقص

ای آہ و نالہ کونسی تقریب ہی یہہ اور
سنتا ہون جو خواب مین شور رباب و رقص

کیونکر نہ تیری بزم کا مہمان ہو ہر کوئی
کیونکر رہی حجاب مین شور رباب و رقص

تہا جو کہ اہلِ ذوق سی ای محتسب سوال
ہی اوسکی ہی جواب مین شور رباب و رقص

ہر نغمہ ہر اصول تغیر پذیر ہے
ہی دورِ انقلاب مین شور رباب و رقص

تو ہی فریبِ رقص سی گردش مین آہہا
ہو کیون نہ پیچ و تاب مین شور رباب و رقص

آج اوسکی بزمِ ناز مین ہنگامہ ہی بپا
ہی شورشِ عتاب مین شور رباب و رقص

افلاس سی مین چپ ہون قلق کاش ہو نصیب
اس صبر کی ثواب مین شور رباب و رقص

ردیف الضاد معجمہ

اس عہد مین نہین ہے بشر کو بشر سی فیض
عینِ حجاب ہی ہی نظر کو نظر سی فیض

شامِ فراق کی جو یہہ ہی شبِ دراز
شورِ نشور ہو گا سحر کو سحر سی فیض

کس وقت مین نہ ننگ تہا جوہر کی واسطے
کس دور مین تہا اہلِ ہنر کو ہنر سی فیض

وحشت سی میری درہم و برہم ہوا یہہ گہر
سایہ تلک کا بہی نہین اب در کو در سے فیض

انجام خود عروجِ بلا ہی پی عروج
آخر کو زخمِ تیغ ہوا سر کو سر سی فیض

ہستی یہان ہی آفت ہستی کی واسطے
ایک سنگ ہی ہنوی ثمر کو ثمر سی فیض

تشنہ لبی ہی ساحلِ جو کو عطائی جو
تابِ جگر ہی آب گہر کو گہر سی فیض

دیوانگی ہی جہد و تلاشِ مراد خواہ
ویرانگی ہی اہلِ سفر کو سفر سی فیض

میرا سری اور بیکسی کا ہے دوش
بجز غش نہین چارہ فرمای غش

نشور قیامت ہو غافل دماغ
اگر اونکی جاتی ہی اجای غش

جو تصویر اونکی ہی حیرت طلسم
تو نقشہ ہی میرا سراپای غش

اوڑیگا میرا ساتھہ بوسکے دماغ
چمن ہی میری واسطے جای غش

چلی تم کہان خوب رخصت ہوئی
تماشا تمہین ہی تو دکہلائی غش

پرنگہانی اتہی زلف کی بو ہے مجھے
کہ ہر شب ہی وحشت مین سودای غش

رخ نازنین اپنا دہوتی ہین وہ
تماشا ہی مجھکو گر آجای غش

قلق یہی تہا یارو مین کیا نکتہ یاب
وہ رہتا ہر ایک بات پر پای غش

ردیف الصاد مہملہ

رہتا ہی وہان حجاب مین شور رباب و رقص
یہان جوش پیچ و تاب مین شور رباب و رقص

ای اہل بزم کوئی ہی فرصت شناس ہے
ہی سخت اضطراب مین شور رباب و رقص

واعظ تیری زبان ہی مین ہی یہ حور و خلد
پاہی تیری کتاب مین شور رباب و رقص

صورت سرود شیب مین جوش خشوع و خواب
بانگ اذان شباب مین شور رباب و رقص

ہم گریہ ناک خوف الہی سی ہون اگر
پیدا ہو موج آب مین شور رباب و رقص

لازم ہی آفتاب مین جوش خم شراب
واجب ہی ماہتاب مین شور رباب و رقص

ہوتا ہی اوسکی بزم کا افسانہ ہر کہین
رہتا ہی شیخ و شاب مین شور رباب و رقص

ہی منہ مین زبان تیری اگر ماہی سیماب ‌ — دل پہلومین میری یہی ہی جادوگر آتش
کچھہ اور نہین اسکا جلانی کی سوا کام ‌ — ہی سردئ الفت سی مگر جوہر آتش
دلسوز میرا سوز ہی مین سوز کا دلسوز ‌ — آتش میری دلدار ہی مین دلبر آتش
کیا کہئے گداز دل افسردہ کا عالم ‌ — ہر اشک خنک بھی ہی میرا ساغر آتش
ہی سینۂ تفتہ مرا آتشکدۂ داغ ‌ — ہی دیدۂ خونبار میرا مجمر آتش
وہ صاعقۂ غرفۂ تصویر مین ہی ہردم ‌ — رہتا ہی میری پیش نظر منظر آتش
اغیار کی ہی گرمئ صحبت کا یہہ سامان ‌ — ہی دامن مہتاب مجھی چادر آتش
چل مجھسی ذرا بچکی تو ای باد سحرگاہ ‌ — ہی خاک پراگندہ میری محشر آتش

کس برق کی جلوہ نی قلق تجھکو جلایا
ہی آہ دل سوختہ جان پرور آتش

الٰہی ہو غش سی مداوای غش ‌ — میری ساتھہ ہی غش کو بھی آئی غش
وہ کیون دیکھنی میرا آجای غش ‌ — کہ پھر حشر تک غش ہی پر آئی غش
تمنا کا ماتم ہے چندی ضرور ‌ — نکچھہ خوف سکتہ نہ پروای غش
عجب امتحان غیر کا یہہ کیا ‌ — کہ ہر دم ہین خود حیلہ آرای غش
عدو کو سکھانی ہی الفت ابھی نہین ‌ — وہ کرتی ہین کیا کیا تمنای غش
ملی دانہ یا نی اسیرونکو کیون ‌ — کہ صیاد کو ہی تماشای غش
تیری عاشقونکی یہہ نازک دماغ ‌ — کہ ہین ہر قدم سایہ آسای غش

چمن سی کم نہین اب خوئی اعتکاف قفس
جو چھوٹ جاؤن تو کرتا رہون طواف قفس

جو مجکو چھوڑ دی صیاد ٹوٹ جای کمر
بشکل فائے قفس ہو گیا ہون ناف قفس

جو مین نہون تو نہو کچھ یہ حصول فصل بہار
میرا غلاف قفس اور چمن غلاف قفس

ہجوم شوق تماشا ہی جلوہ حرمان
میری نگاہ سی دربستہ ہی شگاف قفس

میری سراغ مین صیاد ہی گیا گذرا
کہ لاغری سی ہون عنقا کی کوہ قاف قفس

ہوا ہون سرد زمستان سرد مہر سی یا
خبر آسمان کوئی بنتا نہین لحاف قفس

ہر ایک اسیر کا نالہ ہو تو وہ زیر خدنگ
گر اتفاق سی برپا ہوا اختلاف قفس

فلک کے پنجہ سی کوئی کدھر نکل کر جاے
ظفر نصیب ہے جاندادہ مصاف قفس

قلق اسیر محبت ہے اور کیا کرتا
قفس کے ساتھ رہا مثل سین و قاف قفس

ہر آبلہ پا ہی میرا اخگر آتش
مین شوق مین ہون شعلۂ آتش سر آتش

ہر اشک سر بحر مرا اخگر دامن
ہر نالہ نی باغ میرا صرصر آتش

فریاد دل چرخ مین ہی خنجر زہراب
اور آہ رگ سنگ مین ہی نشتر آتش

ہی سردی الفت تیری غرقابی دریا
اور شعلہ مزاجی ہی تیری خنجر آتش

جب دیکھتا ہی شمع کو خندان سر محفل
پروانہ کی لگ جاتی ہین بال و پر آتش

ای شمع پگھلتے ہی مگر شعلہ سی بچکر
ناسور جگر اپنا ہی چشم تر آتش

ہی منہ مین زبان تیری اگر پا ہی سیماب
دل پہلو مین میری بھی ہی جادوگر آتش

کیا ہی بہولی ہین دلربائی پر ۔۔۔ دیدیا دلکو جانکر افسوس

دعوئی فہم ہی ہی نا فہمے ۔۔۔ تہی خبردار بیخبر افسوس

کیا امیدِ جواب قاتل سے ۔۔۔ آئی ہی جائی نامہ بر افسوس

اوس ستمگر کی التفات پہ ناز
ای قلق تیری حال پر افسوس

یون وصل سی ہین دور مین گل پیرہن کے پاس ۔۔۔ جسطرح قیدِ مرغِ چمن ہو چمن کے پاس

مر رہوی جا کی طاقتِ رفتار سی پرے ۔۔۔ درماندۂ وطن ہی نجای وطن کے پاس

پاسِ حوشتی غیر نہین ہی اگر اوسے ۔۔۔ اگر وہ کیون رہا میری بیت الحزن کے پاس

سر پہوڑنا دلیلِ محبت نہین ہی کچہہ ۔۔۔ شیرین نہتی شبیہ تو تہی کوہکن کے پاس

گر ہمکو کوئی غیر مین مرنا پڑی پرے ۔۔۔ مدفن مگر بنیگا تیری انجمن کے پاس

حکمِ عقیدہ ہی کہ رہین گے بتون سی دور ۔۔۔ مسجد نئی بنائین گے دیرِ کہن کے پاس

اس نرم دلپہ سخت نظر شمع اسقدر ۔۔۔ پروانونکا ہی ڈہیر ہمیشہ لگن کے پاس

ایسی ادا سی غیر جا ہی تیری قریب ۔۔۔ جیسے کوئی مغیل لگا دی سمن کے پاس

کیا ذکر لطف و مہر کا جور و جفا کی ساتہہ ۔۔۔ کیا کام عیش و ناز کا رنج و محن کے پاس

وہ شکل بوسہ پوچہتے ہین عین وقت مین ۔۔۔ اور طرفہ یہہ کہ لب ہین برابر دہن کے پاس

دلبر لگی کی صدمہ خود رفتگی کی ہین
بیساختہ نہ آ قلقِ خستہ تن کے پاس

آپ کی پاس سہی دل سینی کہا جب اُس سے
دین چہوڑ دینی کو وہ آنکہہ یہہ کافر کہ غضب
بی بسی سی دم ہم آخر نہین چلتا کچہہ بس
تشنہ قدر عجب گوہر بی قیمت ہون
نام عیسی کا کوئی لی کہ نکلجا ے دم
رحم سی تیری وہ دلگیر اجل ہی کہ پناہ
موت جسکو نہ چہوٹی چہوڑ تا ہی اوسکو وہ
جا اب ای حسرت دیدار نہ دیکہا کیا کیا

جیب خالی کو دیکہا کہتا ہی عیار کہ بس
دل اوڑا لینے کو وہ زلف یہہ طرار کہ بس
اہل ماتم کو وصیت میری ناچار کہ بس
دور سی دور ہی کہتا ہی خریدار کہ بس
تنگ جینی سی ہی ایسا دل بیمار کہ بس
مرگ سی میری وہ شرمندہ ہی آزار کہ بس
دلگرفتہ یہہ رہائی سی گرفتار کہ بس
بیٹہہ اب ای ہوس شوق در یار کہ بس

کر لیا ساری زمانہ کو قلق نی دشمن
کیا بلا نشۂ الفت مین ہی سرشار کہ بس

ترکی سیل چشم تر افسوس
خاک دنیا مین جی کسی کا لگے
فرق ظاہر ہی اصل گیسو مین
اونکو آتی ہی جب ہنسی مجہہ پر
خون حسرت کہان کہان ہوا
تیری بہی ناز ہم اوٹہائین گے
دشت و دریا کی عہد نہین جانے

نہ بجہے آتش جگر افسوس
تمسے ویران ہین گہر کی گہر افسوس
دل کی پیوند رشتہ پر افسوس
مجکو آتا ہی کس قدر افسوس
کیجے ماتم کدہر کدہر افسوس
سخت جانی سی چارہ گر افسوس
ہی میری خاک در بدر افسوس

دہانہ دیکھیں کیا کچھہ ملیگا نقدِ مراد
کہ سال و ماہ ہی یہان عمر رائگان شب و روز

جہان کی ہی کوئی آخر تو منزلِ آرام
کہ روز و شب ہین برابر روان دوان شب و روز

نہ رتی ہم تو بن آئی زمانہ مرجا تا
ہماری قصہ کی ہی سو ہی داستان شب و روز

ہر ایک جسم مین جانِ دل فگار کا نالہ ہے
کہ فکرِ زیست مین مرتا ہی اک جہان شب و روز

خدا ہی جانی محبت مین کیا بُرائی ہے
وہ روز و شب ہی بد اندیش و بدگمان شب و روز

ہزار گریہ وہر گریہ لاکھہ طوفان ہے
کہ ایک رنگ پہ ہی چشمِ خونفشان شب و روز

غم و الم سی بہی خوش ہوتی مین تو ڈرتا ہون
وہ میری رنج سی رہتا ہی شادمان شب و روز

خدا ہی جانی کہ شکایت ہی کیا لب سے
لرزتی رہتی ہی منہ مین میری زبان شب و روز

قلق وداعِ محبت کا وقت آ پہنچا
کہ دل سی اوٹھتا ہی اب دردِ جانستان شب و روز

ردیف السین المہملہ

اب قدر ہو گئی ہم زیست سی ناچار کہ بس
چارہ ساز و نسی طبیعت ہی یہ بیزار کہ بس

میرا ہر نقطہ پی یہ ذہن پریشان کہ نہ پوچھہ
اوسکو ہر بات پی اس مرتبہ تکرار کہ بس

نہ ابھی یاس ہی میرا نہ حیا ہی اوسکی
دلِ خود کام بہی ہی اتنا خود آزار کہ بس

دمِ آخر میری پرسش کو مگر صبر آیا
ہی یہہ آوازِ فغان سی میری ہر بار کہ بس

سخت دلگیر قفس دام پریشان خاطر
کیا غضبناک ہی صیاد ستمگار کہ بس

اوس سی تو کام تمام اپنا کیا تھا لیکن
بول اوٹھی بیچ مین بیہودہ سرِ غار کہ بس

اب آ چکی بہار اُدہر جا چکی خزان
رکہا ہی شاخ گل پہ پہر آشیان ہنوز

بی التفاتیون مین بہی ایک التفات ہے
ہی نذر نیمناز مری نیمجان ہنوز

ٹہوکر سی اپنی سایہ کی کرتا ہون مین کہ ہے
زور آزمای شوق دلِ ناتوان ہنوز

کیا صبح ہجر زلزلہ حشر کی سنون
کانون مین ہی بہرا ہوا شورِ اذان ہنوز

اِس وقت مین بہی عشق کا کچہہ کچہہ ظہور ہے
بخیہ سی دور گرد ہی چاکِ کتان ہنوز

زندان عجب جگہہ ہی کہ لگتا ہی سبکا جی
یوسف کا حال دیکہیے ہی میہمان ہنوز

دل سینہ مین نہین تو نہو بیدلی نہین
افسانہ کی لئی تو ہی منہ مین زبان ہنوز

بہرِ نگاہ راز ہی ہمراہ نعش کے
وہ جانستان ہے دیکہنا کیا داستان ہنوز

گو ذرّہ ذرّہ ہی مری برباد دشتِ خاک
پر شوق کی نظر مین نہین رایگان ہنوز

مین کیا کہون قلق کی زبانکو کہ سحر ہی
جیتا ہی باری شکر وہ جادو بیان ہنوز

کسیکو چین بدی دورِ آسمان شب و روز
کہ روز و شب کو ہی فرسودگی یہان شب و روز

کچہہ اعتماد کسی کا نہین محبت مین
نگاہبان کو ہی درکار پاسبان شب و روز

کچہہ اعتبارِ اقامت نہ اختیارِ سفر
کہ صبح و شام کا کہٹکا لگا ہی یہان شب و روز

نہ پوچہہ خیرہ کشی سپہر صبح و مسا
کہ لحظہ لحظہ ہی بسمل تو نیمجان شب و روز

عجیب دور ہی ہنجار کا بلا تغییر
کہ شام و صبح کدہر کو گئی کہان شب و روز

کمال نقص ہی بنیاد کائنات مین کچہہ
کہ ذرّہ ذرّہ کا ہوتا ہی امتحان شب و روز

کام ناکامی بہی اک کام ہہی
توڑ امید کو ہمت مت توڑ

رات فرقت کی پڑی ہی اے دل
ایک ہی نالہ مین طاقت مت توڑ

اوسکی رحمت کو نہ بیکار سمجہہ
می و میخانہ کی نیت مت توڑ

دیکہہ اچہی نہین یہہ خرمستی
ساغر بادۂ فرصت مت توڑ

ای دل امید رہائی مت باندہ
اور آفت سر آفت مت توڑ

پوچہہ مت لذت می ای واعظ
جا لوز دام شریعت مت توڑ

صحن مسجد کو کئی جا پامال
قید آئین طریقت مت توڑ

میکدہ دیکہہ کی جنت کو نہ بہول
حرص سی بند قناعت مت توڑ

اوسکا احسان اوٹہانا ہی ہمین
گردن ای بار ندامت مت توڑ

ای قلق تکدہ مین باندہ احرام
ہمسے للہ رفاقت مت توڑ

ردیف الزاء المعجمہ

ویسا ہی بدگمان ہی وہ بدگمان ہنوز
آتا ہی ساتھ نعش کی ہی وہم جان ہنوز

اللہ ری دشمنی میری حال تباہ پر
اعدا بہی رو چکی وہ نہین شادمان ہنوز

طول شب فراق کی شکوہ کی کیا مجال
وہ شوخ خواب ناز مین ہی سرگران ہنوز

ہی آرزو کوئی دل غمدیدہ مین ابہی
ایک چال پر ہی دورہ ہفت آسمان ہنوز

وہ دل نہین دماغ نہین وقت وہ نہین
ناصح کو وہی فکر دہی داستان ہنوز

آشوب زلزلہ نہین آشفتہ سر سی دور
زندان ہمارا چاہئے دیوار و در سے دور

وہ پھر رہی ہین آنکھہ مین لیکن نظر سی دور
شوخی تو دیکھئی کہ وہ گھر مین ہین گھر سی دور

وحشی کی تیری آنکھی زندان مین دہوم ہے
کیا دور بھاگ جائی جو دیوار در سی دور

تقریب اونکی ملنی کی یہہ بہی تھی ایک اور
افسوس ہی کہ مرتی ہین ہم نوحہ گر سی دور

ای چارہ گر مین کشتہ نازک مزاج ہون
ہی چارہ درد کا میری درد سر سی دور

کیا مرغ صبح خوان و موذن کو مجھسے رنج
ہی میری شب فراق ہی کو سون سحر سی دور

آغاز کی خبر ہی نہ انجام پر نظر
شوق گریز پائی کیا راہبر سی دور

جو وہان تلک گیا وہی اپنا رقیب ہے
ای آہ پاس جائیو لیکن اثر سی دور

بیداد وہ کری ہی جو لگا ہی مہ اہنو
فریاد وہ سنی ہی جو ہو شور و شر سی دور

گر کچھہ نہوا اشارۂ الفت وہ پاس ہی
اندیشۂ رقیب سی اور زور و زر سی دور

ای رشک اوسکی بزم مین تو بہی نہ آئیو
رکہنا خبر میری مگر اوس بیخبر سی دور

واعظ وہین کٹی گی شب ہجر ہیچ بتا
جنت مقام امن ہی خوف و خطر سی دور

کیا ہجل مین داور محشر کو دون جواب
ہی ہی کہ حشر سی ہی تیری رہگذر سی دور

چھوڑ ای قلق کمال زہن وال ہو
بیشک شرف ہی منزل علم و ہنر سی دور

ردیف رای فارسی

رشتۂ رسم محبت مت توڑ
توڑ کر دل کو قیامت مت توڑ

سر زعہ مین ہی طبیعت آزار دوست نیت
کیا خاک چین پایا تمنے مجھے ستا کر

مرتی ہوا قلق پر آزار کچھ نہ پایا
دل پر رہگیے پھپھولے دم سینہ ہاتہہ اوٹھا کر

لیگا گیا وادی وحشت سی تو اوٹھا پھر کر
کہ وہین جاتا ہی ہر سمت سی رستا پھر کر

اب وہ صورت ہی نہین او ہی نقشہ سی کچھ
آنکھہ دکھلاتی ہی یہہ نرگس شہلا پھر کر

دیکھنا دیکھنا ارمانکی ہجوم آرائے
بلبلی نزعہ نہ پھری چشم تماشا پھر کر

رحم بنجاتی ہی وہان صورت عصیان ڈر کر
کعبہ بنجاتی ہی یہان شکل کلیسا پھر کر

اوسکی کروٹ کی بدلتی ہی میرا بدلا رنگ
لیگیا دل کو بغل سی ستم آرا پھر کر

عشق کی کہنچنے سے ہی حسن کے رغبت برپا
لا اوٹھاتی ہی اوسی خاطر شیدا پھر کر

کوہ ہی سنگدلی تیری ہر ایک سے ظالم
نالہ دل کو بہ نکسطرح ہوا اولٹا پھر کر

قطرہ افشانی وحشت کا پسینہ تہا مگر
ہو گیا خشک میری خاک پہ دریا پھر کر

بیشوائی کو میری نعش ہی اوٹھی تو بھی
نامہ بر کوچہ دلبر سے نہ آیا پھر کر

اقربا پھر گئی احباب پھری خلق پھرے
پر کبھی تو نی ہی بیرحم نہ دیکھا پھر کر

پانو پھیلائی یہہ دل نی تیری کوچہ مین گئین
گر گئی سایہ کی طرح در سی نہ اوٹھا پھر کر

گردش چشم کو اوسکی تو دلاتا ہی یاد
ای فلک تو نی زمانہ کو پھر آیا پھر کر

اوسکی کوچہ سی قلق جابجے دیگر نکلا
ایسی ٹھوکر سی گرا تھا کہ نہ سنبھلا پھر کر

رہ سکے تا آسمان کوئی نہ پہنچا یار تک
سب ہوئی درماندہ اپنی اپنی منزل دیکھکر

ہر کوئی خمیازہ آرای فراغت ہی یہان
موجِ دریا اوٹھتی ہی آغوشِ ساحل دیکھکر

بعد محشر کچھہ کہینگے ہم بہی اِلّا سوچ کر
دادِ دل چاہینگے لیکن عدلِ عادل دیکھکر

سرنوشت اپنی بہی ہی شاید سوادِ خطِ غیر
کھل گیا لکھا ہوا تحریرِ باطل دیکھکر

سادگی حسرتِ عشاق دیکھا چاہیے
مرگ کو سمجھی ہین آسان زیست مشکل دیکھکر

دیکھی ہمت شکستہ پائی راہِ عشق کے
بیٹھتا ہی جی تو درد اوٹھتا ہی منزل دیکھکر

ای قلق ایک سرسری ہی بات ہے جورِ فلک
مرد ہوتا ہی مقابل اپنی قابل دیکھکر

اعجاز ابرو لب ہر دم دیکھا دیکھا کر
ظالم نی مجھکو مار اوسکین جلا جلا کر

دیر و حرم کو دیکھا دیر و حرم نہ دیکھی
یکتا ہی یہان بہی آگر یکتا ہی وہان بہی جا کر

پھیری بغل تو کیا ہی وہ آپ سی ہین باہر
مٹی ہی کی خرابی آئینہ کو دیکھا کر

ہوگا ضرور ہوگا دیدار اور تمہارا
کیون حشر کو اوٹھایا اس حیلہ کو اوٹھا کر

کیون کی شکایت اوسکی اب کہہ حکایت اپنی
ناصح کبھی تو جی کی کچھہ ہمسی بھی کہا کر

ڈوبا ہی چاہتا ہی امید کا سفینہ
طوفان اوٹھار کہا ہی دل نی لہو رلا کر

کعبہ سی پھیر کر کہا یارب یہہ کسنی ہم کو
بتخانہ و صنم کا جلوہ دکھا دکھا کر

کس کس سی منہ چھپائین بچکر کدہر کو جائین
تہمت مین آگئی ہین کوچہ مین تیری آ کر

اللہ رے کبریائی کرتی ہین بت خدائی
ہوتی نہین سنائی واعظ تو کچھہ پکا کر

خوشنودیٔ گل اور خلش خار کے ہم جیب
اس بزم کا ہے رنگ ترابی و خلل بر

تو دیکھہ قلق میری مراتب حکما مین
کچھہ شعر مرا فخر نہ کچھہ ناز غزل پر

اسقدر دہشر کا کلیجہ حالتِ دل دیکھکر
حادثہ ہے مضطرب صید مہ ہی بسمل دیکھہ

ہی فدای قتل خلق اعجازِ قاتل دیکھکر
خود بخود جی اوٹھا ہی بسمل کو بسمل دیکھکر

وجد مین چرخ و زمین تھی رقص بسمل دیکھکر
کٹ گئی آخر کو سب انداز قاتل دیکھکر

حیف بیدرد کی تہمت قدر ہمدرد کی ساتھہ
بڑہ گیا دونا تغافل مجکو غافل دیکھکر

اوڑ گئے شکلِ تصور ہو کے صیدِ انتظار
قیس نے لیلے کو کہویا سوی محمل دیکھکر

سخت بیرحمی ہی زندان کی مرمت توڑنے
ٹوٹتا ہے جی مرا رسمِ سلاسل دیکھکر

داورِ محشر نہ قتلِ عشق کی کر باز پرس
خونبہا مارا نہ جای روی قاتل دیکھکر

چپ نہین سکتے محبت سے عداوت کیون نہو
خون ہمارا جوش مین ہی تیغِ قاتل دیکھکر

بوالہوس کو کیا خبر کیا وصل کا انجام ہے
ہو گئی وحشت مجہی سامان محفل دیکھکر

شوخیان کیونکر نہ آئین آنکھہ مین ہکر اون نہین
ہو گئے بے پردہ وہ بہی پردہ حائل دیکھکر

آپ سی کوئی جہکی تو آپ بہی جہک جائیے
دل بہی مائل ہو گیا زلفونکو مائل دیکھکر

پڑ گیا آنکھون پہ پردہ جب اوٹھی اونکی نقاب
کسکو تھی تاب نظر دنیا مین کیا دل دیکھکر

کاملون کے واسطے ہے یہان بڑا نقصان کمال
سلخ کی رہتی ہین جو یامہ کو کامل دیکھکر

گر ہوتے پاس تو جے نے نہ دیتے آرزو
برق گرتی ہے مگر انجام حاصل دیکھکر

عدری دوران نے نہین کس کو جلایا
ت آئی پی ہی مر نہین سکتی تیری ناکام
جانی کیا ہوگی دم جلوہ قیامت
ہستی موہوم ہے یہہ فاصلہ حشر
و تا نہ کوئی لیکی خدائی کو بہی راضی
مشکل دشوار ہی شرمندہ آسان
ابد نہ اوٹہا پردہ ناموس کلیسا
ک رک کی خدا جانی حشر آئی گا کس وقت
و جانی قبا جامہ ہستی تو عجب کیا
ڈہیر غبار دل و دیدہ کا ہون اپنے
ہر طرف مین دیوانہ ہی کیون ساری خدائی
کس کے خبر لی کہ جہان مرتا ہی تجہپر
طہار عداوت سی کبہی مُنہ نہ چہپایا
ساری شکن و پیچ میری دل سی اوٹہائی
رنی کی لئی آتی ہین آتی ہین اگر وہ
عیتی ہی رہی جان گنوانیکی بہر وسی
لائین مستونکو پکڑ کر بے تعذیر

ہی طل ہما داغ سر اہل دول پہ
مشکل ہے کہ جی اوٹہتی ہین ہنگام اجل پہ
ہقا دو دولت ہی کمر بستہ جدل پہ
مایوسی جاوید ہی یک لمحہ امل پہ
دینی کا یقین کیونکہ ہو قسام ازل پہ
ہر عقدہ سر بستہ کی بنیاد ہی حل پہ
گر جائیگا کعبہ میری سجدہ کے محل پہ
رہ رہ کی جبین پر تیری بل پڑتا ہی بل پہ
خمیازہ حسرت سی قیامت ہی بغل پہ
ہستی سی میری خاک پڑی علم و عمل پہ
کعبہ نہین صدقہ اگر اوس بت کی محل پہ
واماندگی چہا ہی گئی آخر کو اجل پہ
ہی باور الفت مجہی یاران دغل پہ
درہم ہی تیری زلف سیہ کونسی بل پہ
ہی صلح مگر شترہ مقدر مین جدل پہ
مرتی ہی رہی ہمتو تمنای اجل پہ
یا میکدہ تعمیر ہو قاضی کی محل پہ

قطع تقریب عیادت کی بھی امید ہوئی — ہو گیا اور بھی بیمار میں اچھا ہو کر

اپنا گھر چھوڑ کی وہ غیر کی گھر رہنی لگی — ہائی کیا شرم چڑہی ہی اونہیں سہما ہو کر

عشق آراستہ کیا کیا نکری گا خود کو — حسن ہی جلوہ فزا آئینہ سیما ہو کر

رک گئی غیر کی گھر وہ کہیں جاتی جاتی — رنگینی دل میں میری کاوش بیجا ہو کر

وہ جو نظروں ہی میں رہتا تھا خیال رنگین — عاقبت دل میں رہا خون تمنا ہو کر

یہہ جو ایک وسوسہ رغبت خوبان ہی اب — حشر لائی گا کبھی شوق تماشا ہو کر

ملتی ہی تجھسے کھلا ہمکو بھی اپنا عقدہ — اپنا احوال کھلا قطرہ کو دریا ہو کر

ربط ای پردہ نشین سب ہا تیری لئی — زندگی اپنی کٹی حرف اشارہ ہو کر

کبھی دل میں تھا فغان اور کبھی آنکھوں میں اشک — نہ رہا ایک جگہہ تو تو کسی کا ہو کر

کیا کہیں آج ہی پامال دو عالم یہ نظر — گذری اسطرف سی تم کیونکے دوبارہ ہو کر

کیونکہ مشکل اشارہ نہو نالہ لب پر — تنگئی جان پی سرگرم نظارا ہو کر

ای قلق اور نہیں چارہ افسردہ دلی
پہونک دی خرمن ہستی کو شرارا ہو کر

کچھہ زیست پی جینا ہی نکچھہ موت اجل سی — ایک شکل تو ہم ہی رخ یاس و امل

ساقی کی نظر گر ہی یونہی رد و بدل سی — میخانہ بنی گا کبھی مسجد کی محل

کیا کیا مسر عارض شکن زلف ہی بل پر — خورشید تف داغ ہی تقدیر زحل

ہوتی ہی ہم آغوش شب وصل سدا ہاری — تھی تنگی فرصت کو نظر میری بغل

...ں خون ہوا تو کرتا ہی وہ اور دلا ہی
اب اور قہر توڑتا ہی جانِ نزار پر

...نے رہی ہین مردن دشوار کے لیئے
مرتے رہے ہین عمر بہر انداز یار پر

...شرمگین نگاہ قیامت ہی نشہ مین
وہ نیم باز آنکہہ غضب ہی خمار پر

...جانیئے کہ کون سی حسرت کا خون ہوا
ماتم برس رہا ہے تیرے سوگوار پر

...ون جاؤن اوس گلیمین کہ دشمن کے گہر وہ آئے
مجکو نظر ہے تفرقۂ روزگار پر

...نگر وہ آئی یار ہی دشمن تو کچہہ نہین
سامان زندگے ہے میرا انتظار پر

...ٹہتے ہین پانو اپنی ہی پامال کی لیئے
جلتے ہین ہاتہ اپنے ہے جیب و کنار پر

...ماندگے کہانتک اب اہی کاروان شوق
پرتی ہی آبلون کی نظر خارہ خار پر

...شکوہ ہاے چرخ سے وہ بدگمان ہوئے
آئی بلا ستمزدۂ روزگار پر

...بال بال خاطرِ صیاد پر فدا
منقار تیر زن ہی جو خنجر گذار پر

...ن اشک آب و دانہ ہمارا ہی اپنی ساتہ
اہی ہمصفیر کسکو بہروسا بہار پر

...م شب نہ آتی نہ اوٹہتا کوئی ولے
کیا اختیار نالۂ بے اختیار پر

...عال میرا دیکہہ کے کچہہ سرفروہ ہوئے
کیا جانے کیا بنے نگہہ شرمسار پر

...بڑے ہے رنجش دشمن نہو چہیئے
ہے اب گمانِ غیرت سوگوار پر

بجتی ہین سنکے ہوتی ہین احباب اہی قلق
ہوتا ہے تیرا شعر ہے تیرے شعار پر

...ی مجھے لپٹے ہے توانا ہو کر
لاغر ہے میر سے اوڑ ہی شہرت عنقا ہو کر

اتنی وصال غیر سے شیرین ادا ہی تلخ
جتنا کہ تلخ کام کو زہر نظر لذیذ

شیرینئ وصال سی لب بند ہو گئی
تلخئ مرگ ایسے ہے اے چارہ گر لذیذ

ناکامیون سی ہتا ہی ناکام کامیاب
رکھتا ہے حسرتونکو دل بیخبر لذیذ

اے ناشکیب تو نی سنا کیون پیام تلخ
فرہاد تہا فسانہ شیرین اگر لذیذ

لذت نہین ہی قسمت جوہر مین ہائی ہائی
ہوتا کسیطرح نہین آب گہر لذیذ

دقت مین وہ بشر ہے کہ جسکا کلام خوش
آفت مین وہ شجر ہے کہ جسکا ثمر لذیذ

ہر طور زندگی کا قلق کچھ مزہ نہین
ہر طرح چارہ زہر ہے درد جگر لذیذ

ردیف الرا مہملہ

سر سنگ پہ ہی تو قدم خار خار پر
ایک ناتوان تمہارا ہے بہار ہی ہزار پر

پڑتی ہے آنکھ اوسکی میری حال زار پر
لو مین بہی چڑہ گیا نظر روزگار پر

جی سی اوتر گئے ہین فلک کی بلندیان
جب سی نظر ہے اوسکے ہمار بخار پر

کیا مجھے تنگ خلق کی ملت سی فائدہ
ہو کیون نہ دشمنی کا گمان راز دار پر

کیا کیا ہوئی ہین عشق مین پامالیان ہائی
اب جادۂ جنون ہی گریبان کی تار پر

میری سنی کہ اونکی کہی یا کہ اپنا حال
کیا کیا عذاب ہین دل ناکردہ کار پر

کیونکر چہپاؤن حال تکلف سی حیف حیف
کسطرح کہولدون غم دل راز دار پر

بہڑکا رہی ہو رشک سے کیون سوز استخوان
ٹھنڈا کرو چراغ ہمارے مزار پر

رمز ہستی دہن ہوش ربا کا ایجاد
لن ترانی سی کیا جسکی صدا کا ایجاد

صبر ایوب بجا گریہ یعقوب درست
سخت کافر تہا کیا جسنی وفا کا ایجاد

لاابالی محبت کا ستم تو دیکھو
خون عاشق سی کیا رنگ حنا کا ایجاد

عشق مین دل ہی سہی جور وجفا کا موجد
حسن مین کسنی کیا ناز وادا کا ایجاد

اہل الفت کی تمنا ہی تماشا ہی کوئی
رحم کے واسطے کرتے ہین خطا کا ایجاد

کیون غضب یار کا مین جان عدو پر توڑون
ای وفا تو ہی تو کرتی ہی جفا کا ایجاد

ای قلق کوئی منکر ہو کسی شکل سی پہر
گر خود دیکہای بتا لسی ہو خدا کا ایجاد

ردیف ذال معجمہ

تلخی زندگی ہی مجہی کس قدر لذیذ
کس درجہ میری دلکو ہی خون جگر لذیذ

منہ چوارہی ہین تارک لذات و اعظا
بعد عذر کرکہ مئی تلخ تر لذیذ

کیونکر نہ سر کٹائین تہا دو تکی واسطے
ہی آب تیغ اوسکا ہمین سربسر لذیذ

بیزار و بیمزہ نہو دینی مین کس طرح
دشنام تلخ کہاتی ہین ہم جانکر لذیذ

ای بیوفا ملاپ مین ہی لطف رنجشنگی
ملتی ہی دیکہہ ہوتی ہین شیر و شکر لذیذ

کچہہ لی اوڑی ہی اوسکی شکر خواب کا مزہ
ہوتی کہانسی ورنہ ہوای سحر لذیذ

ای کاش ہجر کا ہو مزہ غیر کو پسند
ہی ذکر تلخ میرا لب نوش پر لذیذ

کہلتا ہی ماجرا تیری میٹہی نگاہ سی
کیونکر نہین ہی آب دم نشتر لذیذ

داغ تہا زخم وفا کا مرہم
درد تہا خاطر ناشاد کی داد

نامرادی تہی مراد انصاف
خودکشی تہی ستم ایجاد کی داد

درد تہی سینہ بلبل کی دوا
خار ہی حسن چمن زاد کی داد

ای قلق وہب ہی تجکو گویا
کیا تیری طرز خدا داد کی داد

ہی ابتدای عشق مگر انتہا کے بعد
کہتے ہین پہر جلاینگے تجکو فنا کے بعد

آخر مآل حال تو اپنا مین سن کہون
کیا کیجیےگا عشوہ و ناز و ادا کے بعد

ہی ماجرای نادر و طرفہ خیال وصل
شایان جفا سی پہلی تمکن وفا کے بعد

باہر حد کلام سی احوال عاشقان
آغاز قصہ ہوتا ہی صوت و صدا کے بعد

نان و نمک کا لطف ہی اول تلاش سے
اور فاقہ کا مزہ ہی نوید و صلا کے بعد

کیونکر نہ آستین مین چہپا کر پڑہین نماز
حق تو ہی یہہ عزیز مین بت ہی خدا کے بعد

سودا فروش لف کا اللہ رے مرتبہ
ہرگز کسی طرح نہین مجرم خطا کے بعد

جینے کی آرزو نگئی بعد مرگ بہی
مرنے کے تجہہ پہ رہگئی حسرت فنا کے بعد

کیا کیا تڑپ تڑپ کی شب وصل کے سحر
باقی ایک آرزو رہی ہر مدعا کے بعد

ایک تیری یاد نے مجہے سب کچہہ بہولا دیا
تشویش مدعا ہی دعا ہی دعا کے بعد

ہونٹونکو تیری جو مین کی خون جگر پیا
باقی تلاش زہر ہی آب بقا کے بعد

یارب مجہی نصیب ہو دربار شیر بہی
تا عرض کچہہ کرون نہین دعا و ثنا کے بعد

ہوا یہہ شورہ خامشے سے جوش درن
کہ منع ذکر سے ہی شوق داستان گستاخ

ہوا ہی قیس تو مجنون یہ کیا جنون ہی تجھے
نہ تہام ناقہ لیلے کی تو عنان گستاخ

نہ ضبط وضع چہوڑا ای غم درون بیباک
نہ فاش راز کر ایکا وش نہان گستاخ

الٰہی ایسی بہی چالاک تیری بندی ہین
اداشریر بیان شوخ اور زبان گستاخ

مین اوسکی بزم مین قابوسی اپنی باہر ہون
کہ عرض عجز ہے منظور اور بیان گستاخ

فلک نے نالہ سی چالاکیان میری سیکہین
کہ کرتے پیر کو ہے صحبت جوان گستاخ

اگر قبول دعا ہو گئی تو کیا ہوگا
ابہی سی سجدی ہین سو پیش آستان گستاخ

قلق ملا ہی نظیری کو کیا صلہ کہ تجھے
سوال زشت غنی سنگدل زبان گستاخ

ردیف الدال المہملہ

دیکہکر حسرت شداد کے داد
ملگئے ہمکو بہی بیداد کے داد

آشنا کون ہی مایوسون کا
کچہہ نہین کچہہ دل ناشاد کے داد

کیا لیا اسنے پکڑ کر ہمکو
ہای رے کوشش صیاد کی داد

تلخئے مرگ ہی جان کا انجام
دشت ہی خانۂ آباد کے داد

رغبت نیک شبد سے نفرت
سب سے آزاد ہے آزاد کے داد

سہو کے واسطے ہے یاد میرے
عین نسیان ہی میری یاد کے داد

یہان مٹا دیتے ہین خط تقدیر
خاک دیگا کوئی بہزاد کی داد

لطمہ ہے موج صفا کے تعذیر
عقدہ ہے طرۂ شمشاد کی داد

اب چاہتے ہو چاہنے والون کو مجھہ بغیر
پہلے یہ دلفریب تمہاری نتھی طرح

اسمین کہان کے بوئے محبت سماگیے
کاکل کا حال بھی ہی پریشان میر طرح

کیا واردات تازہ ہی ای جانِ عشوہ گر
دل کی نئی ادا ہے جگر کے نئی طرح

ہنگام جانکنی بھی ہی وہ ہی ہتو نکاہ ہیان
بیٹھہ ہے تال جو یہ ہی رہی طرح

کیا ایک عذر غیر کے ملنے کا فاش ہے
ثابت ہی خون آپ ہی اپنا کئی طرح

مضمونِ وصل کا نہین معلوم رنگ ڈہنگ
کچھہ مدعا کہلے جو کرے مدعی طرح

دل دیکی کیون نکے جانکو اپنے کوئی بچائے
اعجوبگی سے آپکے ہے اجنبی طرح

ہے روزِ حشر فیصلہ ایک ہے جواب مین
سب عاشقون کی آپ کی ہے ایک سی طرح

اُردو مین ای قلق تو نکر ضایع میر اوقت
ہی امتحانِ طبع تو لا فارسی طرح

خ

نہ کسطرح سے ہون دربان و پاسبان گستاخ
جنابِ حسن کا ہی ہر مزاجدان گستاخ

بیان گرفتہ دم و شوخئ زبان گستاخ
کہ رازِ دل ادب آموز و رازدان گستاخ

مباد دامن قاتل کو خون میرا لپٹے
کہ شوق و ذوق مین ہون وقتِ امتحان گستاخ

عجب نہین جو غضب سے کرے وہ قتلِ عام
کہ رحم حیلہ طلب اور نشاطِ جان گستاخ

ضرور ہے کہ تکلف نہین محبت مین
کہ میری قتل مین ہی طرز تیغ ران گستاخ

الٰہی خیر کہ آئی قضا کہین اسکے
پیام بر ہے ہمارا روان دوان گستاخ

ہجومِ شوق کی ہیبا کیون کے یہہ انبوہ
کہ شہرِ دلمین ہی ہر ایک کاروان گستاخ

مدعی تیری نزاکت کی ہین ہم
حلق پر خنجر خونخوار نہ کھینچ

اس قدر بہی نہ سبک حرکت ہو
غیر کا رنج گرانبار نہ کھینچ

میرا ہر لخت جگر ای مژگان
مثل منصور سر دار نہ کھینچ

سر کی ہی قدر تو ہر بار سی بچ
منت سایۂ دیوار نہ کھینچ

جیب سی اوسکی تو ای گل پلٹ
میری دامن کو تو ای خار نہ کھینچ

حیلۂ مرگ سی بی قدر ہی مرگ
تہمت قتل ستمگار نہ کھینچ

وہ تو وہ موت بہی یون کب آئی
انتظار ای دل بیمار نہ کھینچ

صدمہ دیتی ہی جدائی سب کی
زخم سی ناوک خونبار نہ کھینچ

چہوڑ دی شوق عنان ناقہ
حسرتین ای دل افگار نہ کھینچ

ہی ہمین ضبط قلق کا ماتم
آہ بہی ای دل ناچار نہ کھینچ

بیکس کا کون ہی کہ اجل نی بہی دی طرح
آئی گا چین مجکو بہی یارب کسی طرح

ل کو لگا کی داو مین اوس نی بہی لگی
دمساز ہو نہ پائی وہ نیرنگ طرح کی طرح

ہم مزاج کیونکہ نہو تو کہ خود بخود
کیا اوڑ گئی جانب چمن ہمین ہر ہی طرح

مثل ستو خیو نمین ہی تو کیا کہ دیکھ لے
قابو سی اپنا دل بہی ہی نکلا ہر تیری طرح

شام فراق موت ہی صبح وصال حشر
دل دیکھی زندگی تو ہی مشکل سبہی طرح

یون اوس گلی مین حشر بولاتی ہو جادو
پردہ کا ہی خیال تو ملئی کسی طرح

فرقتِ غیر کا نہین صدمہ / میری صورت پہ کیونکہ چھایا رنج

داغ کا تیری درد ہی مرہم / درد کا تیری چارہ فرما رنج

غیر کی گھر ہوا وصال نصیب / کیا اوٹھانا پڑا ہی بیجا رنج

ہم نہوتی تو تو ہی کیون ہوتا / تو نہوتا تو کچہہ نہوتا رنج

دل لگانی مین کیا مزہ ہی اب / کر دیا بلہوس نی رسوا رنج

پردۂ وصل اوٹھہ گیا ہی ہی / کیا ہی سہتی ہین بیجا بار رنج

وصل ہوتا تو ہم دیکھا دیتی / تہا مقدر مین کیونکہ لکہا رنج

نکیا قاسمِ ازل نی لطف / کر دیا تہا مجھے کو دنیا رنج

کیا وہی در تہا ٹہوکرونکی لیے / گہر کی ہمنی اوٹھائی کیا کیا رنج

بیکسی کا تمہاری ہمدم غیر / بیکسی کا میری سہارا رنج

ای قلق اوسکی ساتھہ ساری خلق / اور شریک اپنی ایک تنہا رنج

دستِ نازک سی تو تلوار نہ کھینچ / میری آزار سی آزار نہ کھینچ

سینہ سی تیر کو زنہار نہ کھینچ / رحم کر لذتِ آزار نہ کھینچ

کھینچ بیٹھی نہ وہ تجھسی بہی ہاتھہ / انفعال ای ستم یار نہ کھینچ

اپنی الفت کو چھپا رہنے دے / نعش میری سر بازار نہ کھینچ

پانو پڑتی ہی قیامت ہر گام / سر کو ای فتنۂ رفتار نہ کھینچ

یا برا خون مجہہ گران جانکا تیری گردنپہ یا
خونِ نا سر پہ طبیبونکے کیا اچہا علاج

اطبا کیا جئیں جاتی رہی وجہِ معاش
بچ گیا بیمارِ غم اور ہوگیا رسوا علاج

ین بہی تو دیکہوں اطبا کی ذرا تشخیص کو
کون سودائی کریگا جوشِ سودا کا علاج

گیا بیمارِ الفت رنجِ درمان سی دریغ
فرض تہا درمان اگر تو لاعلاجی تہا علاج

شق مین گر زندگے چاہی تو چاہی موت کو
جو کہ ہو جویا صحت اوسکا ہی مرنا علاج

بخبر جو دردِ جان و دل سی ہین بہرِ حیات
کرتے ہین تدبیر کیسے کیسے اور کیا کیا علاج

لتنا ہی سجیں کہ قدرِ دردِ الفت کچہہ نہین
کیا چارہ گر کو سودا ہوگیا کیا علاج

یاب جینی کے لیئے صد نازِ چارہ گر سہون
ناسزا ہی زندگے اور سخت نازیبا علاج

ور گر جاتی ہین حرفِ قم کو سُنکر ضعف سے
ناتوانونکا تیری کیونکر کری عیسےٰ علاج

ندگی جبتک ہے جبتک ساتہ آزار ہے
عیسئے مریم سے کہدیجیئے اپنا علاج

ر دے ہے یہ جو بستر سے اوٹہا بہلا کے
پہر تو ہو یندِ زمین ہون گر ہوا میرا علاج

ای قلق فنِ طبابت سی ہون کیا کچہہ منقبض
بو علے کے کاش مین اسہال کا کرتا علاج

انبساطِ خوشئے ہمارا رنج
دلربایانہ روح افزا رنج

وصل کی بد شرابیان ہین یاد
بے مے و جام بادہ پیما رنج

سبکا جی توڑتا ہے تہک جانا
دل جو بیٹہا تو پہر نہ اوٹہا رنج

تنگ و رزئی حادثات نپوچہہ
غم زدا غم ہے رنج فرسا رنج

جیبِ وفا مین ہاتہ یہین ہے نہ ڈال لین
کیا حشر مین کرینگے نہین یاد الغیاث

جان دادہ کا خطاب ہے خود میر الحذر
اور نامِ دلستان بتِ بیداد الغیاث

لائی لگا کے آنکھہ تو ماری نگاہ تیز
تیری ستم سے ای ستم ایجاد الغیاث

مجہسے وفا کے لب پہ شرر بار الحفیظ
تجہسے جفا کے جان پہ جلاد الغیاث

ہم پر نہین تو دام و قفس ہے یہ رحم کر
ابتو چمن چمن مین ہی صیاد الغیاث

کونو مکان ہلین تو بنا کیا ثبات کے
کیسے پڑی ہی عشق کی افتاد الغیاث

کرنے لگے وہ یہ دلِ ناشاد پر ستم
ہلنے لگے ہے عرش کی بنیاد الغیاث

چہتے ہین اور پکڑتے ہین دامان دام کو
کرتے ہین اور ہوتے ہین آزاد الغیاث

دلکی طرحسے لٹتا ہے کوئی بہی بی پناہ
ہوتا ہے سطرح کوئی برباد الغیاث

کہتے ہین وہ کہ غیر رہین گے ارم مین بہی
کیونکر کرین نہ حسرت شداد الغیاث

دیکہا ہی تجکو اور میری حالت کو کیا کہین
کرتے ہین ملکے قمری و شمشاد الغیاث

یہ گرم خون میری رگِ جان سی ہے جوش زن
نوکِ زبان نیش ہی فصاد الغیاث

اللہ ری بیان کہ ہتی کیا اثر کے لوگ
کیونکر کرے نہ طرز قلق یاد الغیاث

ج

قولِ افلاطون غلط بالضد اگر ہوتا علاج
رنجش بیجا کا ہوتا شکوۂ برجا علاج

کس طرح سودا نہ بڑہ جائیگا فرطِ فکر سی
عقل مین آتا نہین ایچارہ گر تیرا علاج

کچہہ تو نہ مایوسی کی بہی سامان کو مہلت چاہیے
گوکہ رنج افزا ہی پر مجکو پسند آیا علاج

دل دیکی دل لگا لینا ہی اب نام ہی عبث
پختہ ہوا جنون ہوس خام ہی عبث

ضد سی میری عدو کا خیال اٹھین پر اپنی
ملزم ہون مین ہی آپ کو الزام ہی عبث

نی کشتۂ فراق نہ لبریز اشتیاق
پھر وصال غیر کا ابرام ہی عبث

دل دینی سی غرض یہی کچھہ ای قاسم ازل
ہر آرزو عبث ہی کہ انجام ہی عبث

تقدیر کیا کہ سب ہی پھری پر نہ دن پھری
ای روزگار گردش ایام ہی عبث

انجام کچھہ نہین میری آغاز کا مگر
کس کام کی یہہ زیست کہ ہر کام ہی عبث

آغاز باز گشت ہی انجام سی یہان
ای صبح تجکو آرزوی شام ہی عبث

جب دل نہین دماغ سوئی دلربا کہان
مطلب نہین تو پرسش پیغام ہی عبث

قدر حریف تنگ ہی حریفانہ چھیڑ چھاڑ
جم ہی نہین تو آرزوی جام ہی عبث

یہہ آب و دانہ کنج قفس ہی مین لائی گا
صیاد کیون فریفتۂ دام ہی عبث

جب دل کو دیدیا تو چھٹی ہر تلاش سے
امیدوار آپ کا ناکام ہے عبث

شیرین ادا ہوئی ہی غضب تلخی امید
دلجوئیون مین لذت دشنام ہی عبث

آزادگی اولجھنی سی رہتی ہی دور گرد
جوش جنون کو فکر در و بام ہی عبث

تجھکو قلق ستایا زمانہ نی ہر طرح
کچھہ ننگ ہو تو جستجوی نام ہی عبث

الفت مین اور کرتی ہین بیداد الغیاث
بیداد ہی ہی داد تو فریاد الغیاث

پھر سرد سرد خنکی خاطر ہی الامان
پھر شاد شاد ہی دل ناشاد الغیاث

قتل سی میری گر بہرے قاتل — دانت سی لون زبانِ خنجر کاٹ
گر ہے بیدادہی پسند تجھے — گردنِ غیر ای ستمگر کاٹ
غم برق و تگرگ کو خنہ یدہ — کشتِ امید کو سراسر کاٹ
وقت دی زیر خارِ زار گزار — موسمِ گل تہ گلِ تر کاٹ
پائے مردی سے دستبرد نہ چھوڑ — جیبِ شاہ و گدا برابر کاٹ
قوتِ ہضم ہے بقدر ظرف — کیا کرے موج آب گوہر کاٹ
صبر و تسلیم ہی کے اندر رہ — عمر رنج و خوشی سے باہر کاٹ
تیغ برانِ وقت سے ہر دم — رشتۂ آرزو کو یکسر کاٹ

مطلع ثانی

مت بنا گھر چمن کے اندر کاٹ — مت لگا دل گل و صنوبر کاٹ
آشیان کے لئے چمن کا نہ ئے — مرغ حرص و ہوا کا ہر پر کاٹ
قدر آرام کچھ تو کر معلوم — روز دشوار رات دوپہر کاٹ
شرط کچھ تیغ باندھنا ہی نہین — زیست کو آئے جو میسر کاٹ

ای قلق رنج ہو کہ ہو آرام
کاٹ جیسے کٹی سکے تر کاٹ

ردیف ثای مثلثہ

ہر وقت لب پہ آپ کا اب نام ہی عبث — وہ دن گئی کہ بوسہ بہ پیغام ہی عبث

ای قلق دل کو سوچ کر دینا
کچهه نهین ٹهیک ولوله کے بات

مطلع

توجائی تو اس شکل سے آجائی قیامت
پهر منه کسی صورت سی نه کهلائی قیامت

تو آئی تو خود رفته یهه هو جاے قیامت
خورشید قیامت هوته پائی قیامت

کیا اوسکی کهو وعدهٔ فردا کا ٹهکانا
امروز هے جسکے پس فردای قیامت

یه شور محبت دل شوریده مین تها کچهه
هر زخم کے دامن مین هی صحرای قیامت

جب داور محشر هی نهین زخم چشیده
کیا اهل شهادت کو تمنائے قیامت

کیا حشر اوٹهائینگے تیرے اهل کدورت
ایک ناله مین دب جاتا هی غوغای قیامت

الله رے پامالی الفت کے بلندے
رکها هی میری داد کو بالائی قیامت

کیونکر نه مجهے صور سرافیل سو لاوے
افسانه سی اوسکی هی هی غوغای قیامت

لو آج هی سی هی دل ناشاد کا نشتر
ده وعده که مجروح هی فردای قیامت

جو گام که اغیار کے جانب کو اوٹهاے
ای کاش تیری سننے هی لائی قیامت

محشر هے قلق اپنا هی هی قصهٔ آخر
عاصی کی سوا کون هی رسوائی قیامت

ٹ

خط زمین پر نه اے فسونگر کاٹ
درد سر کاٹنا هے تو سر کاٹ

گر لکهون اوسکو نامهٔ الفت
حرف مطلب کو دے مقدر کاٹ

کیا جی گا وہ ناتوان شب ہجر ۔ جسپہ ہو وصل کی بہی بہاری رات
بزم دشمن بین صاف جا بیٹھے ۔ تہی ہمین کیا ہی بیقراری رات
ہر ادا پر وہ آن آن بنی ۔ وصل کیا موت تہی ہماری رات

اب قلق مین رہا ہی کچھہ باقی
صبح پہر کیا اگر گزاری رات

کہیئے کیا اور فیصلہ کے بات ۔ وصل ہے اک معاملہ کے بات
اوسکے کوچہ مین لاکہہ سر گردان ۔ ایک یوسف کی قافلہ کے بات
گیسوئے حور اور زاہد بس ۔ ذکر کاکل ہے سلسلہ کے بات
غیر سے ہمکو رشک صلِ علے ۔ کہیئے کچھہ اپنے حوصلہ کے بات
ایک عالم کو کر دیا پامال ۔ یہ بہے ہے کوئی مشغلہ کے بات
کیا بگڑنا او نہین نہین آتا ۔ صلح بہے ہے مجادلہ کے بات
دیکھہ کیا کہتے ہین خدا سی ہم ۔ اک ذرا ہے مقابلہ کے بات
اسقدر اور قریب خاطر تو ۔ عقل سے ہے یہ فاصلہ کے بات
داورِ حشر سے بہے حال کہا ۔ نہین رُکتی کہین گلہ کے بات
نہ چلے پانو اور نہ سر ہے چلے ۔ بیسر و پا ہے آبلہ کے بات
کوئی مضمون کبہی نہ پیش آیا ۔ شعر مین کیا ہے پہر صلہ کے بات
ہمنشین عرش ہلگیا شب ہجر ۔ پوچھہ مت جیکے زلزلہ کے بات

ناحق کی چھیڑ کون رکھی برق و باد سی — گل ہی نہین تو کسکو سر آشیان ہی اب

اپنی ہی بار دوش ہین سر کیا اوٹھا ملنگے — وہ ذوق و شوق اور وہ جوانی کہان ہی اب

تسکین وفای وعدہ کی کیونکر نہو ب مجھے — فردای حشر کہتی ہین جسکو وہان ہی اب

رنج عدو بدل نسکا رنج دوست سی — جو تھا نہان نہان سی عیان سی عیان ہی اب

جس کا ترانہ سینہ گداز بہشت تھا — اوس بزم گاہ عیش کا ماتم نشان ہی اب

وہ دن گئی کہ مرنی پی مرتی تھی ہای ہای — ہر شیوہ وفا ستم جانستان ہی اب

مرتی ہی اپنی فتنون سی کڑہ کڑہ کی جان دے — سنتی ہین اوس گلی کو کہ دار الامان ہی اب

سایہ سی میری ضعف و نحافت کی ہی نفور — اوس طبع نازنین پہ نزاکت گران ہی اب

ابتک قلق کا مجکو قلق ہی کہ ہای ہای
وہ اگلی لوگ اور وہ محبت کہان ہی اب

اوس ماہ نی پہر راہ دکہائی تمام شب — بس خواب مین بہی نیند نہ آئی تمام شب

جاتی کہانسی تیرگی بخت وصل مین — اوسنی نقاب ہی نہ اوٹھائی تمام شب

دیکھا جو صبح ماہ کو تہا زرد کیا کہین — تہی بی حجاب جلوہ نمائی تمام شب

وہان شغل اونکا نغمہ نوازی تمام روز — یہان ورد اپنا نالہ سرائی تمام شب

ہی احتراق بخت کو میری کہ خواب مین — دیکھا کیا ہون دست حنائی تمام شب

برگشتہ روز کہتی ہو تم کیون رقیب کو — شاید رہی ہی آج لڑائی تمام شب

پہر بدر کیون ہلال ہوا کی نہو کہین — اوس سنگدر پی ناصیہ سائی تمام شب

اوٹنا ہی آمادہ تہا جتنا کوئی چالاک تہا
جو نشیمن سے اڑا وہ بستہ فتراک تہا

آسمان اہلِ زمین سے کیا کدورتناک تہا
مدعی بہی خاک تہی اور مدعا بہی خاک تہا

شامِ فرقت یاس سے ارمان یہہ گریہ کا تہا
صبر بہی آیا تو بیصبری سے دامان چاک تہا

روز تم ہنتی رہی اور روز ہم مٹتی رہے
عاقبت خون ہی ہمارا زینت پوشاک تہا

ہائی وہ عالم کہ تہی آزاد ہر تکلیف سے
بی شعوری جنوںمین کیا بلا ادراک تہا

کیا سبک حرکت پہ اسکی طیش آتی ہین مجہے
جو گیا نالہ فلک پہ وہ ہی آتشناک تہا

یاس ظاہر ہائی امیدِ باطن حیف حیف
رشتہ بخیہ گری تہا جو جگر مین چاک تہا

کیون نہ الفت رنج دی یاری ولنی رسوا کیا
کوہکن گستاخ تہا مجنون ذرا چالاک تہا

کفر اور اسلام مین دیکہا تو نازک فرق تہا
دیر مین جو پاک تہا کعبہ مین وہ ناپاک تہا

ہو گئی ایک بات مین اوسکی غلط امید و بیم
پردہ در کی آئی ہی محشر مین قصہ پاک تہا

کسقدر جانکاہ ہی ضبطِ قلق کا سانحہ
ایک ہی دم سرد کہینچا ہی کہ جلکر خاک تہا

ردیف الباء تازی

دردِ دل و جگر میری جنسی عیان ہی اب
پروازِ رنگ ضعف سی شورِ فغان ہی اب

ہی پہر جو التفات تو کیا امتحان ہی اب
اس دشمنی کو دیکہئی پہر مہربان ہی اب

رنگ آشنا نگاہ کی اوٹہتی ہی اوٹہ گئے
بوئی بہار گرد پس کاروان ہی اب

آتا نہین ہی کوئی بہی مدت سی نزلہ
دیوانہ تیرا حیف بہت ناتوان ہی اب

ای قلق میکدہ مین سجدے کیون
کون دیگا پے ثواب شراب

تمسے کسکا نکل سکا مطلب
مفت مین اپنا ہو گیا مطلب

تنگ وحشت سی ہون لکھا جب کچھہ
کہلتے ہے خط کے اوڑ گیا مطلب

اسقدر رشک وائی ناکامی
حرف مطلب سی ہی جدا مطلب

دوست دشمن سے کیون نہ کہا کام
نامرادون کا کچھہ تو تہا مطلب

دشت گردیکا طعن لیلے پر
کیسے خود کام سے پڑا مطلب

دل تلک ہی شریک راز نہین
آرزو سے چہپا رہا مطلب

بیغرض ہو کے بہے غرض نکلے
نامرادی سے ورنہ کیا مطلب

کہتے ہین حرف آرزو جسکو
اوسکا ابتک نہ کچھہ کھلا مطلب

رشک سے میرے رشک تمکو کیون
گویا اغیار ہی سی تہا مطلب

کیا چہپائینگے کام ناکامے
ہمدونکا ہے خود نما مطلب

تہا لفافہ کو پیچ وتاب قلق
بے کہلے خط کا کہل گیا مطلب

کیا خبر تہی نقد دل لیتی ہی کہو جائینگے آپ
بیمروت مجھسے میر طرح ہو جائینگے آپ

نم بہ نم دجلہ بہ دجلہ خوب رولو اگر ہمین
رسم و راہ آشنائی کو ڈبو جائینگے آپ

غیر کا خط وہ سمجھتے ہین کہ لکہتے ہین جواب
اس تغافل کا ٹہکانا ہی کہو جائینگے آپ

کیونکر شبِ فراق کو اپنے کہون بسیا — نظرون مین تہی وہ جلوہ فزائی تمام شب
اب کسطرح نہ آنکہہ لگی گے کہ تا صبحا — تونے کہانی اوسکی سُنائی تمام شب
می پی کی آج شام ہی سی وہ بگڑ گیا — اغیارِ بوالہوس کی بن آئی تمام شب

مومن کی طرح ہجر کا کہٹکا رہا **قلق**
وہ آئے تو بہے نیند نہ آئی تمام شب

پی بہی ای مایۂ شباب شراب — گرمجوشی سہی ہی کباب شراب
مرہمی اوڑ گیئے مسیحا کی — لبِ نازک پہ ہے شراب شراب
اوس سی ہم جا بہڑ ہی عدو کی گہر — ہے بُری خانمان خراب شراب
کیونکہ مطلق حرام ہی کہیئے — پیجیئے گا ملا کے آب شراب
بہر ہر ظرفِ امتحان ساغر — ہر تمنا کا انتخاب شراب
بعد ازین محتسب قسم لے لے — توبہ کرتا ہون لا شتاب شراب
ضایع اوقات کو نہین کرلیتے — پیتے ہین وقت ماہتاب شراب
سخت ماتم ہے اے شباب تیرا — کہ رولاتی ہے خونِ ناب شراب
محتسب اوسکا خون ہی کس پر — جو ہو پیتا بجائی آب شراب
مصحف و خرقہ بیچتے ہین ہم — ہو گیئے جان کو عذاب شراب
اوسکی بخشش ہے بے حساب اگر — ہم بہے پیتے ہین بحساب شراب
ہر گہڑے ذکر مے ہے اے واعظ — ہو گیئے تیری تو کتاب شراب

جابجا چاہِ زمین ووزاہل گریہ نی کہی
رہتی ہین ہمدرد یوسف ساکنانِ کوی دوست

وا نگاہِ غیری معلوم ای افسانہ گو
نیند آئی سنکی کیونکر داستانِ کوی دوست

قافلہ بچہڑا ہی اپنا دیکہی کیونکر ملے
ہین پری ملکِ عدم سی رہ روانِ کوی دوست

رنی پر مرتی ہین لیکن سوت قسمت ہین کہان
جانفزائی سی ہین عاجز جانفشانِ کوی دوست

رگہڑی آآ و ٹہاتی ہین مجہی منکر نکیر
گور مین بہی ہون ہین گویا مہمانِ کوی دوست

مصر کا بازار اوسکی عہد مین آوارہ ہے
سیکڑون یوسف لئی ہین کاروانِ کوی دوست

بر یاران بیکس و مظلوم کا خون رات دن
ہی زمینِ کربلا اب آسمانِ کوی دوست

شمع کے رفتار سی معلوم ہوتا ہی ہمین
دشمنِ گام و قدم ہین رازدانِ کوی دوست

درد و دولت ایک جا دنیا مین گر رہتی بہم
تو قلق تجکو بنائی پاسبانِ کوی دوست

جیہ غیر مین گزارے رات
ہوئی روزِ جزا ہمارے رات

نکو سوئی وہ جاکے غیر کے پاس
کر گئے کام آہ و زارے رات

ندگی اب تو خارِ بستر ہے
کہ تڑپتا ہون ساری ساری رات

ام سے بند ہتا ہی خیالِ مژہ
سولی پر کٹتی ہے ہمارے رات

ہشِ جان نی کی یہہ جان کاہی
غم نی کی میری غمگسارے رات

یش کے واسطے تمہارا دن
سوگ کے واسطے ہمارے رات

ندگی کے ہزار سامان ہین
رہے کیا کیا امیدوارے رات

چشم پوشی اسقدر دیکھا کری کبتک کوئی
ہم کہینگے قصۂ دل اور سو جاوینگے آپ

یہہ توقع ہی ہبا دا مرگ دشمن دیکھ لی
نعش پر میری بہی اوٹھتی وقت ہو جاینگے آپ

اوسکی کوچہ کو بہی دشت و کوہ سمجھی ہین کہین
حضرت خضر آئی نامہ نیکی ہو جاینگی آپ

چشم تر آئی ہین آخر وقت پر غیرونکی ساتھہ
گرد غم دلسی میری گویا کہ دہو جاینگی آپ

قاصدونکو کیا بتا بتلائین وہانکا ہمنشین
گر نہین جاتا کوئی جانی ہی دجاینگی آپ

گر یہی ہی حسن روز افزون دگرگون ہے جہان
حضرت ناصح میری ہمدرد ہو جاینگی آپ

دیکھنا ایامی وصل آئی ہی دکر غیر کے
جاگتی بہی ہونگی تو دانستہ سو جاینگی آپ

ای قلق ہی آفرین جوشش ہمت کو کہ ہم
دفتر اعمال کو اپنی ڈبو جاینگی آپ

جلتا ہون اپنی آگ مین مثل چنار آپ
لیٹی ہی اوڑ کی شعلہ کو میری بہار آپ

پہر میری جوش گریہ کی سیلاب دیکہی
پہلے نکال لیجیی جیکے بخار آپ

عجب ہووی مجکو گردش ایام کا یقین
کہینچین اسیطرح سی میرا انتظار آپ

مین رنج مدعی مین رہون تا دن کہ تم
مین جان نثار ہون کہ میری جان نثار آپ

وعدہ بہی ہی وہ آئی تو محشر کی بعد لئے
بڑہتا ہی مثل عمر فراق انتظار آپ

ردیف التاء فوقانی

بی نشانی ہو تو ہو شاید نشان کوی دوست
نقش پا رکہتی نہین مین رہروان کوی دوست

مشک ای گلچہان ای نامہ بر گنا دہان
تجکو مین بتلای دیتا ہون نشان کوی دوست

اوٹھانی کو میری اوٹھا ہی حشر محفل مین — مین ہوتی ہوتی سبک ہو گیا گران کیسا

چھڑا کی منہ کو نظر سے گرا ہی کیا کیا — سنور سنور کے بگڑتا ہے رازدان کیسا

چمن مین شور ہہ را میری ناتوانی کا — تہی ہوا ہی میرا مجہسے آشیان کیسا

چہپای دیتا ہے سایہ نگاہ کا اپنی — کیا ہی کاہش ہر دم نی ناتوان کیسا

ہوی ہین نالہ و فریاد تک بہی غارت غیر — لوٹا ہے منزل الفت مین کاروان کیسا

قلق بہی وصل کی دہو کہ مین آگیا ہی ہے
غضب کہ مارا گیا مفت نوجوان کیسا

نہ رہا شکوۂ جفا نہ رہا — ہو کے دشمن بہی آشنا نہ رہا

بیوفا جان و مال بصرفہ — کیا رہا جبکہ دلربا نہ رہا

سبہی اغیار ہین سبہی عاشق — اعتماد اوسکا ایک جا نہ رہا

خاک تہا جس چمن کے رنگ ارم — پتے پتے کا وہان پتا نہ رہا

وصل مین کیا وصال مشکل تہا — یاد پر روز ہجر کا نہ رہا

خط میرا وہان گیا گیا نگیا — سر قاصد رہا رہا نہ رہا

دلمین رہتا ہی کون غمکی سوا — کوئے اس گہر مین دوسرا نہ رہا

غیر اور شکوۂ جفا تمسے — ہای مین قابل وفا نہ رہا

کیا ہوا کیون قلق کو روتی ہو
کوئی اس دہر مین سدا نہ رہا

اب نہ وہ کہٹکا نہ وہ ڈہرکا نہ وہ اوبود ہوگئے
زخم دل آخر بخیہ گر پاکدامن ہوگیا

بت ہی کیا نا آشنا ہین اور کبہی آشنا
دور ہوکر کعبہ سی پاس برہمن ہوگیا

سہل سمجہی ہین خیال قامت دلبر یہان
اور وہان پر ہر قدم محشر کا رہزن ہوگیا

کرلیا جو کرلیا احوال اپنا کر لیا
ہوگیا سو ہوگیا ہو جائی بد ظن ہوگیا

حیف وہ نوحہ کہ دلمین آتی ہی نغمہ ہوا
ہائی وہ نغمہ جو آکر لب پی شیون ہوگیا

اوسکا خال لب شرار جامہ ہستی بنا
دانۂ قسمت ہمارا برق خرمن ہوگیا

زخم دل تیز یسی آخر نوک مژگان بن گیا
ہر جگر کی پار جس کا صاف روزن ہوگیا

خاک اوڑی اپنی کہ آخر دب گئی شب ور شور
پایمالی سی میری مایال توسن ہوگیا

روزن دیوار ہے اور چشم دریا بار ہے
تہا نظر مین اپنی ایک مدت سی فوران ہوگیا

بخیہ گر نوک مژہ کس کس ادا سی ہو گئے
میر ہر لخت جگر اب چشم سوزن ہوگیا

کیا محبت بہی بری شی ہی کہ اوس بد کو
جسقدر آیا یقین اوتنا ہی بد ظن ہوگیا

دوستی کب چرخ سی تہی مدعی کیونکر ہوا
عشق نی جسکو بنایا دوست دشمن ہوگیا

ای قلق کیا کیا جلی ہین جی تری انداز پر
محفل گلفام مین تو برق گلشن ہوگیا

ہمارا رنگ پریدہ ہی آسمان کیسا
وفا کا سایۂ رفتار ہی جہان کیسا

ستم ستم ہہین بازیچۂ محبت ہی
وہ دیکہتی ہین کہ ہوتا ہی نیمجان کیسا

وہ دیکہتی ہین کہ اہل نظارہ کتنی ہین
کسی ہی پاس حیا اور نگاہبان کیسا

نا کام مگر ہوگئی ہم عباف دلی سے — گویا کہ ہر اک ز خط زیر نگین تھا

اسد جو ہی اغیار کو اب رحم قلق پر
جس مرتبہ پرویز کو فرہاد سی کین تھا

سر جھکا یہانتک کہ جھکنا ہی پشیمان ہوگیا — بار عصیان عاصیون کا بار احسان ہوگیا
زلف ہی اوسکی کہ عکس تیرگی بخت تھا — وصل کی شب مین ظہور روز ہجران ہوگیا
عبرت آلودہ نظر طرف چمن نرگس کو ہے — واسطی دو دنکی یہان کس کس کو سامان ہوگیا
سائہ صندل ہی تھا جسکی لئی بار گران — اب وہی سر ہی کہ وقف سنگ طفلان ہوگیا
جوش رحمت سی ہوئی تر دامنی جب موجزن — اشک خجلت نی یہہ سر کھینچا کہ طوفان ہوگیا
جو کھلا کاکل کا بل طوق گلو میرا بنا — جو میری امید ٹوٹی تیرا پیمان ہوگیا
کب تلک پردہ دری دیکھا کری اوسکی کوئی — عاقبت پیوند دل جزو گریبان ہوگیا
کیون نہ قیمت کا کرون شکوہ کہ ملنی کیا کیا — دوست اوسکا بنکی یا پنا دشمن جان ہوگیا
واقعی دونو طرف سی ہی بنای اتحاد — تیر نذر دل ہی اور دل نذر پیکان ہوگیا
رحم کر ستو نہ کبتک طاق پر رکھی گا تو — ساغر می ساقیا زاہد کا ایمان ہوگیا

دیکھی عہد جوانی مین فسون سازی تیری
ای قلق طفلی مین تو پیر غزل خوان ہوگیا

قدر دان دوست اب وہ شوخ پرفن ہوگیا — مین ہلاک شیوہ انداز دشمن ہوگیا
جھک پڑی سعی کاروان تصویر ارمان دیکھکر — چاہ یوسف بعد مردن اپنا مدفن ہوگیا

ہی تیرہم غوشیِ اعدا کا تصور
پہلو سی دلِ خون شدہ باہر نہین ہوتا

کیا وصل کا ارمان کہ ہمین یاد ہی صدمہ
کبھی ہی مین جسی جبین پہ وہ دم بہر نہین ہوتا

ہر داغ جگر مین نہین جلوہ تیرا کسو وقت
گلزار مین کب حملۂ صرصر نہین ہوتا

کسو وقت نگاہون مین نہین تارِ زمانہ
کس لحظہ خیالِ رخِ انور نہین ہوتا

دیکھا ہی قلق تمنی تو موزون ہا جوان تہا
افسوس کوئی بحر سی جانبر نہین ہوتا

یہہ صدمۂ ہجر اسی وصال اپنا قرین تہا
ہر سانس ہو پر نفسِ باز پسین تہا

ہی ہی دمِ آخر ہی تو مصروف کمین تہا
سینہ مین کبھی تہا کبھی آنکھونکی قرین تہا

شوخی نی رکہا اوسکی تصور سی اوسی دور
نظرون مین ہماری جو وہ تہا ہی تو نہین تہا

کیا اوسکی تغافل مین تلاش اپنی رہی ہے
پہرتی تہی کہین جان دلِ آرفتہ کہین تہا

یا خاک نشینی کی ہی اوس در کی تمنا
یا یہہ ہی داغ اپنا سرِ عرش برین تہا

ہر سنگ مین کعبہ کی نہان عشوۂ بت ہے
کیا باقیِ اسلام ہی غارت گرِ دین تہا

جنبش دمِ رخصت ہوئی دشوار اوسی سے
افسردگیِ دل سی میری وہ بھی حزین تہا

سر پہ میری گہر کو میری گریہ تی اوٹھایا
ہر بام حباب اپنی خرابہ کی زمین تہا

مرتی تو موی پر کہین گردن نہ جھکائی
کس کا اثرِ سجدہ درِ نقشِ جبین تہا

جلوہ کا تیری حسنِ نظر سوز ہی پردہ
جو دور نظر سی تہا وہی دلکی قرین تہا

ہر ذرہ پامال مین ہی داغ زر افشان
اوس قصر گہر خیز کا جو شاہ نشین تہا

کلیم و خضر نہ ظلمات و طور تک جاتی
تمہاری کوچہ مین لسان کا گر گذر ہوتا

اگر نہ عشق مین آلام روز و شب ہوتی
نہ چین اہل محبت کو لمحہ بھر ہوتا

جو آستان کا نہ تیری خیال بندہ جاتا
تو اس جنون مین نہ ہرگز دماغ سر ہوتا

دیار یار کا شاید سراغ لگ جاتا
جدا جو جادہ مقصود سی سفر ہوتا

دعائی وصل مین کیونکر فراق مین کرتا
کہ شکل جیب ابھی دامن سحر ہوتا

قلق اگر نہ محبت قبول ہم کرتی
نہ یہہ دماغ نہ یہہ دل نہ یہہ جگر ہوتا

حرمان بھی تو ارمان کی برابر نہین ہوتا
ہاتی ہین اگر آپ تو خنجر نہین ہوتا

وہ سنگدل انگشت بدندان نظر آوی
ایسا کوئی صدمہ میری جان پر نہین ہوتا

یاد رخ مہ پارہ ذرا چھپ نہین سکتی
خالی خور و انجم سی کبھی گھر نہین ہوتا

اوٹھا ہی نہ اوٹھی گا کبھی بار محبت
جبتک کہ تہ دوش میرا سر نہین ہوتا

عمامہ واعظ ہی ہی سرشار نجاست
وہ دامن رندان ہی کہ جو تر نہین ہوتا

ہی داد محبت جو وہ بیداد کئی جاوی
ہی رحم کہ وہ رحم سی خوگر نہین ہوتا

اوس بزم مین نکلی نہ شہرتی کی کوئی شکل
جلتی تو یہہ جلنا ہی کہ تہم کر نہین ہوتا

اللہ ہی کا ایک نام ہی باقی فقط اب تو
بیرحم خدا کا بھی تجھی ڈر نہین ہوتا

کیا شکل رہائی کہ وہان دام ہی اپنا
پرواز سی آگاہ جہان پر نہین ہوتا

کیا خانہ خرابونکا لگی تیری ٹھکانہ
اوس شہر مین ہتی ہین جہان گھر نہین ہوتا

نوید فصل بہاری جو اوڑتی سی پہنچی | تو پہر دکہائین تماشا قفس اوڑانی کا

ستم ہی پرسش محشر ستم رسیدونپر | کہان سی لائین جگر حال دل سنانی کا

ادائی گرم سی مانا کہ طور کو پہونکا | مگر نہ آیا سلیقہ ہمین جلانی کا

قیامت آتی ہی آتی اودہر کو کیون بیٹہے | کیا تہا کسنی ارادہ قدم اوٹہانی کا

اب اپنی حال سی کیونکر نہ چشم پوشی ہو | نگہہ مین ذوق ہی تیری نظر چرانی کا

آخر ہمکو ہی دینی پڑیگی دل مین جا | نہ قصد کیجی میری خاک مین ملانی کا

بہار کیون نہ خزان ہو کہ یاد ہی عالم | وہ تیر انداز سی دامن اوٹہا کی جانی کا

ملی گی خاک قیامت مین فرصت فریاد | لحد مین بہی نہین مقدور لب ہلانی کا

کدہر قفس تہا کہان ہم تہی کس طرف ہہ قید | کچہہ اتفاق ہی صیاد آب و دانی کا

قلق خموش کہ روداد دل قیامت ہے | کہین اخیر بہی ہی ظالم اس فسانی کا

دریغ غیر کی مرنی کا مین اگر ہوتا | تو تیری گوشہ دل ہی مین اپنا گہر ہوتا

نزول نالہ دل تا بلب اگر ہوتا | فلک بہی ہاتون مین تہا بنی ہوی جگر ہوتا

جہان ہی مورد آفات شکوہ کا کیا کام | نہوتا وہ تو کوئی اور فتنہ گر ہوتا

ہماری موت پی کیا کیا حیات جان دیتی | جو آب خنجر قاتل سی حلق تر ہوتا

حصول ہستی الفت ہی درد و داغ و الم | جو دل نہ ہاتہہ سی جاتا تو کیون جگر ہوتا

جو حال تشنگی ریگستان ذرا کہلتا | تمام گوشہ دامان رسم تر ہوتا

نہ لگتی آنکہہ تو سونی مین کیا برائی تہی | خبر کچہہ آپکی ہوتی تو بیخبر ہوتا

دلبری پر ہی جان فزا بیداد ۔ دلدہی پر ہی جان نثار بلا
ہجر مین آسمان مدارائی ۔ وصل مین ہی ستیزہ کار بلا
کج کلاہی کا ہمنشین فتنہ ۔ خم گیسو کی دوستدار بلا
اگئی سر پہ عاقبت آفت ۔ ہو گئی چشم انتظار بلا
ہی فدا مجھپہ آسمان گویا ۔ وار وار آئی بار بار بلا
مجھسا پامالِ روزگار ہی کون ۔ خجل آفت ہی شرمسار بلا
داغ کا میری دردکش عدد ۔ درد کی میری رازدار بلا
صحنِ گلشن کی شمع بزم ہی برق ۔ نوجوانی کی ہی بہار بلا

ای قلق اسری کا کیا جینا
زندگی ہی مآل کار بلا

گلی سی اپنی ارادہ نکرا اوٹھانے کا ۔ تیرا قدم ہون نہ فتنہ نہوین زمانے کا
حجابِ پردہ دری تیری منہ چھپانے کا ۔ بنا و آئینہ کون و مکان مٹانے کا
مجھی سی آکی کری مشورہ کہ کیا کیجے ۔ تجھی سی کام پڑی گر تیری بہانے کا
غبارِ دل جو ہر ایک سو بلند ہی اپنا ۔ تو سمت سمت سی مژدہ ہی تیری آنے کا
بگڑ کی دل کو تڑپا اور سطرح پی عنبر ۔ میری ستانی سی پایا مزہ ستانے کا
ابھی سپہر سی کیا کیا نزول ہونا ہے ۔ کہ زخم دل مین ہی انداز مسکرانے کا
نکل تو مجھسے مگر پھر ملی گا خود آخر ۔ کہ شیوہ چرخ کا ہی آرزو مٹانے کا

جز جوشِ گریہ موجِ تبسم کبھی نہ آئی	لب ہی ہو گر نصیب ہمین تیری بام کا

ہو نغمۂ زبور کہ توریت کا ہو سحر
ہمکو قلق ہی ذوق تمہاری کلام کا

لگتا پتا کہین نہین دامانِ یار کا	اللہ ری دبدبہ میری مشتِ غبار کا
کسطرح موت وعدہ سی اپنی کہین ٹلی	کیا اعتبار ہستیٔ بی اعتبار کا
ناچار گی سی آنکہہ کو جب بند کر لیا	کنجِ قفس مین جلوہ ہی فصلِ بہار کا
جو کہتا ہی وہ کرتا ہی برعکس اوسکی کام	ہمکو یقین ہی وعدۂ نا استوار کا
محشر اگر ہی اور کوئی چیز تو غلط	ایک نقش پا ہی فتنۂ رفتارِ یار کا
بی اختیار کیونکہ نہوا اختیارِ عشق	بی اعتباریان ہین سبب اعتبار کا
لین دہجیان جنون نی یہہ بعدِ رفوئی جیب	دینا پڑا حساب ہمین تار تار کا
کیونکر کوئی تعینِ محشر کا ہو مرید	ایک وسوسہ ہی آہِ دلِ سوگوار کا
کیونکر گلی سی اوسکو لگا کر نہ روئی	ماتم ہی روزِ وصل شبِ انتظار کا
انسان کی خودی نی کیا عشق کو پسند	اس جبر مین بہی لطف ہی سوا اختیار کا

پیرِ مغان کی سجدہ سی کسطرح سر اوٹہائے
محجوب ہی قلق کرمِ کردگار کا

ہی خموشی انتظارِ بلا	رہتی ہی ایک چپ ہزار بلا
دیکہہ لی اک نظر کہ ہی منظور	صد بلا ہی وصد ہزار بلا

زخم زبان و گوش نہین ہون کسی طرح
میرا نگین نگار نہین نقش نام کا

جان اپنی دیکی غیر کا سر کیا کری کوئی
لطف انتقام مین بہی نہین انتقام کا

تو چارہ گر کی موت عیادت کو آئی ہی
کیا جانستان ہی درد تری تلخکام کا

الفت مین زخم ہو تو عدو سی یہ رشک ہو
ہر درد خاص کشتہ ہی آزارِ عام کا

کہوئی شگفتگی خوشی نی شبِ وصال
ہی جلوہ فروغِ سحر نورِ شام کا

کیونکر نہ آشیان پی گری برق دیر سے
تہا چشم انتظار ہر ایک حلقہ دام کا

کیونکر نہ پردہ داریِ امید فرض ہو
تہا عشق کو خیال سدا ننگ و نام کا

مانا کہ ظلم و جبر زلیخا و عشق حیف
پر حسن مین بہی طور ہی سارا غلام کا

انگور اور عصارہ انگور ایک شے
پر ظرف مین ہی فرق حلال و حرام کا

کعبہ سی ہو کی آو کہ میخانہ سی چلو
ہر مرحلہ مین فاصلہ ہی ایک گام کا

کیونکہ قدم زمین پہ رکہی اب وہ بیدریغ
پامال خود ہی اپنی ادا سی خرام کا

ہر حلقہ مین نگاہ ہی ہر تار مین ہی جان
صیاد صید آپ ہوا اپنے دام کا

تیغِ ادا کا تیری نہین ہی اگر شہید
عیسی کو کیون خطاب علیہ السلام کا

گردن پہ تیری تیغ کی یہ خون ہے کہ ہی
سنگِ فسان پہ جلوہ گلِ لالہ فام کا

فرق پیالہ سی نہ خم تک نگاہ ہے
ایک ہوش سے یہ مدام ہی غافل مدام کا

گویا کہ فاش ہی لبِ معشوق کی ہوس
ہر حرف تیرِ گوش ہی میری پیام کا

ساقی کی اعتبار بڑہانی کو دیکہیے
باہر ہی اپنی ظرف سی ہر دورِ جام کا

ہر شاخِ پی آشیان ہی لرزان | اِس باغ مین ہوچکا گذارا

گردش کا فلق کی دیکھنا اوج
ہر قطرۂ خون بنا ستارا

ہون وہ نشان سراغ نہین جسکی نام کا | ممنون نہ مین نہ بانکا نہ شرمندہ گام کا
داغِ جگر صلہ ہی دلِ تشنہ کام کا | صدقہ ہی یہان چراغ شہیدونکی نام کا
ہر بازِ تیغ تیز ہی شیوہ کلام کا | بسمل وہ حکم ہی کہ دیا قتلِ عام کا
کیا ہو پتا سراغ کو میری مقام کا | یا مردِ نقش پا ہی نہین وُہان قیام کا
محشر مین پوچھی نہ سبب اژدحام کا | بہتان ہی یہہ آپ ہی کی قتل عام کا
کوئی کہین نہین ہی دلِ تشنہ کام کا | میر شہہ مین بہی تو کوئی ہین بد ادم کا
واعظ یہہ میکدہ ہی نہ مسجد کہ اِس جگہہ | ذکرِ حلال پی بہی ہی فتوی حرام کا
غمخوار اور رقیب کی تمیز کیون کہ ہو | بختہ خیال ہی میری سودائی خام کا
یا عام کی غرض ہی میرا خاص مدعا | یا مدعای خاص ہی مطلب ہے عام کا
مشق ستم اگر نہین آئین داد و دہن | کچھہ بہی حصول فائدۂ انتقام کا
رستہ بہی میری ساتھہ ہی وحشت مین ہٹ گیا | منزل کو کیونکہ حوصلہ ہو پہر مقام کا
تہا جس قدم کو ادہنی مین آزارِ دردِ سر | اب وہ ہی رفتہ رفتہ ہی فتنہ خرام کا
کہہ اصلِ دل کہ سحر طلسم خیال ہے | کیا خبر جان کہ شعبدہ ہی اتہام کا

فردای ہجر دیکھی کیا اتفاق ہو | روی سحر سے اوٹہی لگا نور شام کا

یہہ دل ہی وہ ہی کہ تو غش ہی دلربای پر
یہہ صید وہ ہی کہ صیاد کو شکار کیا

کبھی نشاں گا تو یاد وہی بنا ئی گا
مدار کا ہی پی ای چرخ کجمدار کیا

مرا رقیب میرا رشک ہی بنا جسنے
اوس انجمن سی نکالا یہہ اعتبار کیا

مصیبت ائی قضا آئی اور بلا آئی
ہر ایک کو اوسکی نہ آنی نی بیقرار کیا

اس ابتدا سی ہی اوسکا اخیر میرا سا
خوشی کی جا ہی جو دشمن کو رازدار کیا

رقیب ہو کہ عدو ہو کہ ہو حریف جفا
وہ غمگسار نہین جسکو غمگسار کیا

پھری کا ہی چھپتی ہوئی سامنی نہین آتے
تیری حیائی حیا کو بہی شرمسار کیا

قلق یہہ سہری بدلی خوشی کی رنگ پناہ
نزول برق سر خندہ بہار کیا

خود دیکہہ خودی کو او خود آرا
پہچان خدا کو بہی خدارا

ترچھی یہہ نگاہ ہے کہ آرا
ہر جز و جگر ہے پارہ پارا

دیکھین گی بتون کی ہم کجی کو
سیدہا ہی اگر خدا ہمارا

کیون موت کی آسری پی جیتی
ای زیست ہمین تو تو نی مارا

اللہ ری دل کی بیقرارے
کہتا ہی نہین کہین تمہارا

جان دینی ہی میری آزمائش
دلداری ہی امتحان تمہارا

طوفان ہی جوش تشنہ کامی
دریا ہی تو کر گیا کنارا

شیرینی جان کی کب کہلی قدر
جب زہر ہہ اہ ہم گوارا

فریب وعدہ سی ظالم نی بیقرار کیا
غضب کیا کہ تصور کو انتظار کیا

کس اعتبار پی جینی کا اعتبار رہا
کس اختیار پی مرجانا اختیار کیا

وہ تو کہ غیر کی محفل مین داغ رسوائی
مین وہ کہ دلکو بہی اپنی نہ غمگسار کیا

مٹی ہوی ہین تغافل کی کارسازی سی
کہ تیری سہو کو وعدہ کا یادگار کیا

نقاب چہرہ پی ایسا کبہی نہ دیکہا تہا
یہہ کس کا دامنِ نظارہ تار تار کیا

اولٹ دیا تہا خم می اولٹ گئی قسمت
نگاہِ تشنہ نی ساقی کو ہوشیار کیا

ہزار سال کوئی رازِ دل کہی تو کیا
خبر اوسی بہی نہین جسکو رازدار کیا

کہان تہی اہلِ حرم اہلِ دیر سی پوچہو
بتون کی جلوہ نی کعبہ کو سنگسار کیا

یہہ ناتوان نملا موت کو کبہی جسپر
ہر ایک لمحہ کی آنی نی شرمسار کیا

وہ بوی گل سی سدا بد دماغ رہویگا
صبا نی خاکِ چمن کیون نثارِ اغیار کیا

قلق ہی اہلِ صفا کی لئی تواضع مین
گلونکی پہلو مین پہلو تہی کو خار کیا

تیری ادا کو نکس کس نی اختیار کیا
قضا نی مرگ کو وعدہ پی استوار کیا

درست ہی کہ تجہی دلکو کیون دیا ظالم
دروغ ہی کہ تیرا ہمنی اعتبار کیا

فلک نی خاک کیا تو بہی تو نہ آپ تجہی
کہ ذرہ ذرہ میرا اخترِ من شرار کیا

نہین یہہ ذری ہین اجزای دیدۂ امید
نہ ترک خاک ہوی پر بہی انتظار کیا

نکیونکہ ضد ہو فلک کو کہ منتہم ہی سدا
قرار کس کو دیا تہا جو بیقرار کیا

کب عید گاہ سجدہ تیرا آستان تھا
پر دوش خاص و عام پہ سر کا نشان تھا

صد آفرین کہ کی یہہ جفا مین جفاکشی
کس طرح پاس اوسکو دم امتحان تھا

افتادگی کو تہمت واماندگی نہ تھی
فرسودۂ تپش پی تاب و توان تھا

کیا جانی کتنی آتش الفت سی جل بجھی
کب عکس ذرہ شعلۂ برق فغان تھا

دی جان پیام وصل مین اور کس خوشی کی
یہہ محو سود تھی کہ زیان بھی زیان تھا

جان دی چکی مگر ہی وہی دل کا اضطراب
صد حیف عاشقی کہ کوئی دلستان تھا

بتخانہ وہ مقام کہ کعبہ نجا سکے
میخانہ وہ جگہہ کہ خیال جنان تھا

آفات کا حدوث ہی تقلید وضع سی
سرگشتگی سی پہلی میری آسمان تھا

جس جس کو اوسنی قتل کیا دی حیات خاص
وہ زخم زیست تھا جو شکار سنان تھا

کب تیرے سوی غیر نہ جانا پڑا اوسے
کب ہر قدم قرینۂ تیغ روان تھا

خیل بلا و لشکر حرمان کا کیون ہجوم
راز نہان میرا جرس کاروان تھا

سر دی لگائی لاکہہ اک اپنی نگاہ نی
یوسف کا خواب مین بھی کوئی پاسبان تھا

آواز پای ہو رہی خلخال آسمان
پر آشنائی گوش خلائق فغان تھا

صد حشر نیم نالہ مین ہوتی تمام پر
کچہہ اعتماد وعدۂ عمر روان تھا

آیا وہ دیکھنے کو دم نزع ای قلق
کس طرح ہو یقین کہ وہ بدگمان تھا

وفا کی قدر رہوئی گر جفا شعار کیا
کہ الفت کس و ناکس سے ننگ و عار کیا

وہ بعد قتل سوگ مین تہا شادمان نہ تہا
افسوس ہی مجہی بہی کہ مین سخت جان نہ تہا

تہی کعبہ مین بہی اپنی ہی یاران روشناس
تہا کون سا کہ رانده دیر مغان نہ تہا

تہا اپنا ہی خیال غلط مدعی نہ تہے
تہا اپنا ہی فساد نظر آسمان نہ تہا

ممکن کہ کوئی اوسکی طرف دیکہہ بہی سکے
اسپر بہی اعتماد ہمارا وہان نہ تہا

تا داستان وصل تو غمخوار بہی حریف
جب درد دل کہا تو کوئی درمیان نہ تہا

لذت مین آب تیغ کی زخمونکو پی گیا
سر دوش سی الگ تہا ولیکن عیان نہ تہا

گو غیر ہی کی ہو مگر الفت کا اعتبار
ظالم تیری یقین کا مجکو گمان نہ تہا

کر دیتی ہمتو جب ہی قیامت کو آشکار
مہمان ازل مین فتنۂ آخر زمان نہ تہا

تو کیون تہکا ستم سی کہ ہی بوالہوس دلیر
تہا تیرا امتحان میرا امتحان نہ تہا

مرتی ہوی مگر نکہلا راز قتل کچہہ
جو زخم کارگر تہا اوسیکا نشان نہ تہا

کہہ زیر آسمان تہی کہی زیر خاک تہی
رہنی کی جا کہین بہی ہمارا مکان نہ تہا

عدو گو نہ التفات سی کرتا تہا ایک ظلم
تہا مہربان کہ دشمن نا مہربان نہ تہا

کیون کر جلی نہ اختر طالع میرا کہ چرخ
برق نگاہ یار سی کب ہمعنان نہ تہا

ہی ضعف مین تحمل آرام بہی ستم
تہا سنگ میری سینہ پہ خواب گران نہ تہا

زخم دل عدو بہی تو اپنا ہی زخم ہے
غم غیر کا بہی میری لئی جاودان نہ تہا

کب کوئی غیر مین نہ ہی جان و دل قلق
کب دور گرد مجہسے میرا کاروان نہ تہا

جوہرِ آسمان سی کیا ہوا
در خورِ عرضِ مدعا ہوا

سعیِ جان لایقِ دوش ہوئی
دردِ دل قابلِ دوا ہوا

ڈھیری ایک غبارِ خاطر کا
خاک ہی جس کا دل ہمعا ہوا

حیف دستِ دعا و دامنِ ناز
خیر گذری کہ تو خدا ہوا

وحدہٗ لا شریک کیا معنی
ہوا تو ہے آشنا نہ ہوا

رشکِ باہم ازل سی اول ہے
ایک کی شکل دوسرا ہوا

واسطی دل کی ہی جگر درکار
دلربا ہی تو دلربا نہ ہوا

صاف ہا تو لسی تیری اڑ جاتا
خون میرا طائرِ حنا ہوا

ای فلک ملتی ملتی کہو جاتا
کسی مفلس کا آسرا ہوا

یاد دلوانا کیون نہین معیوب
شکر کب شکوہٗ جفا نہ ہوا

رہبری اور مجہسی وحشی کے
رہنما اپنا رہنما نہ ہوا

بی نصیبی بادشاہ نہ پوچھ
اس گدائی پہ بہی گدا ہوا

نہ نکلتا کبہی میری دل سی
میرا ہی تو ہے مدعا ہوا

کون بہتر عدو سی ہو سمجہی
کشتۂ ذلتِ وفا ہوا

اہلِ قبلہ کو ہے تلاشِ امام
ای قلق تو ہی پارسا ہوا

کیا اشیان تائین کہان تہا کہان نہ تہا
تہا جلوہ گر فریبِ نظر گلستان نہ تہا

غیر مرتا ہی تو میرا امتحان ہو جائیگا
رشک ہی یون بہی کہ وہ ہمدم اپنا ہو جائیگا

راز دل اپنا اگر اوس پر عیان ہو جائیگا
دشمن جان وہ نصیب دشمنان ہو جائیگا

چاک دل مہرو کی جلوہ سی عیان ہو جائیگا
میرا ہر تار نظر تار کتان ہو جائیگا

کس طرح ہم روئین کیسا کیا تہی ہمین رنگین خیال
اشک ناکامی سی بہیگا آسمان ہو جائیگا

اگر نگہبانی ہی در دیدہ نگاہ ہو نگی یہی
تو ہمارا رشک دل خود پاسبان ہو جائیگا

کیون نکرتی امتحان جوہر تیغ نگہ
کسنی دیکہا تہا کہ دل تک زخم جان ہو جائیگا

داغہائی دل دکہاتی ہی تماشا بن گیا
کیا خبر تہی تجہسا ہی سارا جہان ہو جائیگا

کسکو تہا معلوم یہہ ای زندگی نامراد
زیست کا ارمان بہی اک مرگ جوان ہو جائیگا

دیکہنا ہی ہمکو بہی اب غیر مرتا ہی وہان
کچہہ تو جینی کا سہارا اسکو یہان ہو جائیگا

دانہ دل کو چٹا دوڑا ئینگی وہ صورت دیکہکر
بیزبانی سی میری کچہہ خود بیان ہو جائیگا

برق خود دستر او صحن باغ مین ہو جائیگی
میرا ہی گلچین جو برہم آشیان ہو جائیگا

گو تیری کنجی سی کہلیگا طلسمات جہان
پر ہمارا کچہہ نہ کچہہ مشکر نشان ہو جائیگا

آخر آخر راہ تیری دیکہتی ہی دیکہتی
رفتہ رفتہ ختم دور آسمان ہو جائیگا

ایک طلسم بیکسی ہی کاروان کائنات
دوش بر دوش جہان رخصت جہان ہو جائیگا

پردہ داری عشق مین پردہ دری سی کم نہین
میرا انداز خموشی خود فغان ہو جائیگا

جان کا کیا کہتکا کہ قربان در یار ہے
سر کا کیا صرفہ کہ صرف آستان ہو جائیگا

قدر ضبط حال ہم پاس وضع تجکہ کچہہ نہین
ہم نہ کہتی ہی تہی قلق [illegible] ہو جائیگا

وصل کا کہون کیا حال تہا عجیب ایک حجاب | رشک نی کیا پامال سایہ تہا وبال اپنا
پنا ہمنشین آخر ہی کمین گزین آشر | ہو گیا الیقین آخر تہا جو احتمال اپنا
وسکی سامنے آنا جان ہی سی ہی جانا | رنگ چہرہ اوڑ جاتا ہی دم مجال اپنا
ور ہی پی مرتی ہین یوہنی منسی ڈرتی ہین | سچ تو ہی جو کرتی ہین غیر انفصال اپنا
یری دل کی دینی مین دیتی ہین قدم عیار | کیا سمجھہ لیا ہی تو سب نی پایمال اپنا
تیری مہربانی مین جوش رو سیاہی ہی | سایہ خاک پر میری ہی فلک زدال اپنا
یا کرون محبت کو گر عدو کی فرقت سی | جی ہوا او داس اوسکا دل ہوا نڈھال اپنا
دل تہا ایک کہو بیٹھی جان بہی ایک روبیٹھی | اب کسی سر سودا سر ہی ہی وبال اپنا

شکر ہی قلق یہہ بہی غیر تو نہین دشمن
ہی عدو ہنر اپنا مدعی کمال اپنا

ایک ہاتہہ اور بہی لگا جاتا | جان نکلتی ہی دم کچھہ آجاتا
چہپا رہتا ہی جی مین جوش شوق | بن کہی چپ رہا نہین جاتا
بزم مین تیری سچ ہی اے ظالم | کون جز شکوہ جفا جاتا
لاکہہ دلجوئیان کری دلبر | دل گم گشتہ کیونکہ پا جاتا
کوئی لیتا نہین جز تب ہجر | وہ نہ آتی تو صبر آجاتا
دلکو دیکر جو بیٹھہ رہتا ہی | بند گو کی گرہ سی کیا جاتا
تو کسی گہر نہین قلق ورنہ | بن بولای وہ آپ آجاتا

مجکو بیداد نے مارا تو نزاکت نے اوسی
جسکی گردن پہ ہی خون ہی اوسی دعوا اولٹا

اپنی ہی تیر کی ہم آپ نشانی ٹہبرے
منہ کی بل نالۂ دل زور مین آیا اولٹا

رُکتا ہی اشک کوہی نوکِ مژہ پر آکر
بہرتا ہی ناصحِ مشفق کہین دریا اولٹا

تہا مگر سلسلۂ پاسی مسلسل محشر
کہ پلٹتی ہی میری دامن صحرا اولٹا

کیا پہر ون قاتلِ دلجو کی مین پیچھے پہی
ہی تقاضائی شہادت کا تقاضا اولٹا

ایکدن بہی نملی مجہسے وہ ہوکر سیدہے
ایک شب بہی تو نہ چرخِ ستم آرا اولٹا

ہای خط کا وہ میری پاس سی جاناتہم ہم
نامہ بر کا وہ ہر ایک بات پہ انا اولٹا

بخت پلٹتا ہی تو غمخوار ہین پڑیری ہیرکی
سیدہے سیدہے مین جو وہ چرخ ہی اُلٹا اولٹا

ظرف کو بہی تو ذرا دیکہہ لیا کر ساقی
ساغرِ غیر نہ بہر بہرتی ہی ہو گا اولٹا

دیکہتا ساعدِ سیمین کو قلق گر قاضی
خونبہا ہمسے ہی قاتل کو دلاتا اولٹا

کیون نہ ہمسے کہلجاتا پہلے ہی مآل اپنا
شوق و ذوق مین لیکن کسکو تہا خیال اپنا

آئینہ سی بچپا تہا کرتا تہا خیال اپنا
اب سنوگی کیا میری خود کہوگی حال اپنا

کسکو ہی دماغ اتنا کیجئے چارۂ فرقت
دل نہین بچا اپنا جی نہین بحال اپنا

سخت جانیان ہی ہی جانفشانیان ہی ہے
دل گرانیان ہی ہے کیا کہو نہین جال اپنا

یعنی تیغ حاضر ہی اور گنہ بہی ظاہر ہی
دشنہ کار خاطر ہی ابتو بال بال اپنا

جان ودل بحسرت رہتی ہی دل دیم رہتی ہین
کب نہین ہی فکر اوسکی کب نہین خیال اپنا

بہر آبادی ہی ہم خانہ خرابونکی طلب
کوئی گہر خلد کی مانند نہ ویران ہوگا

میری آغوش سی اوٹہین گی نہ فتنی کیا کیا
بخت خوابیدہ کا گر خواب پریشان ہوگا

دل کی دل ہی مین ہی آرزوی نگار نگ
مرقد تنگ میرا صحن گلستان ہوگا

حیف جان اوسکی کہ دل ہاتہہ مین جسکا ہی ترے
ہای دل اوسکا کہ جس شخص کی تو جان ہوگا

ہی یہہ ہی سوز تو کیا غم ہی سینہ سوزیکا
رنگ برجستہ میرا سرو چراغان ہوگا

زندگی اپنی ایک انداز غلط ہی گویا
سہو کاتب میری تقدیر کا عنوان ہوگا

بزم سی میری نکلنی کی نکالو مت آہ
ساتہہ ہی ساتہہ میری عمر کا ارمان ہوگا

تا کجا آتش خس پوش چہپی رہوی گی
داغ تا چند چراغ تہ داماں ہوگا

کیا کہونگا مین کہو پردہ نشین سی احوال
کہ دل و جان سی نہان حال دل و جان ہوگا

گور سی بہی ہی دم حشر نکلنا دشوار
دل مین درماندہ ستمگار کا ارمان ہوگا

رنگ گل برق بنی گا پئی خرمن سوزی
صحن گلشن مین اگر وہ گل خندان ہوگا

جانسی یہہ آس نہتی ہوگی وبال ظالم
دل سی امید نہین جان کا خواہان ہوگا

ای فلق تیری گرانباری حسرت ہی ہے
وای وہ دن کہ سر دوش عزیزان ہوگا

جسنے گزشتہ نی ہر شیوہ کو کیا کیا اولٹا
سر ہی کوچہ دشمن سی نہ آیا اولٹا

غیر نی پہلی ہی سب پردہ اوٹہار کہا ہے
تمنی کیون رخ سی نقاب شکن آرا اولٹا

بیکسی سی ہین ماتم کا ہی اپنی ماتم
دل کچہہ اسطرح بہر آیا کہ کلیجا اولٹا

ہر جگہہ اوسکی رکہنی ہتی امید
ہر کہین جان نثار ہوناتھا

تجکو ای بستگی دل شب ہجر
دیدۂ انتظار ہوناتھا

ہائی کس کس فریب نسی مارا
عاشق روزگار ہوناتھا

قتل کرکے تو ہنس پڑا ہوتا
پردہ در پردہ وار ہوناتھا

یا نہونی تہی چرخ کو گردش
یا سبہی پر مدار ہوناتھا

اعتبار عدو سی رشک نہتا
مجہکو بی اعتبار ہوناتھا

طرفگی وقت کی تیری دیکہی
آدمی کا شکار ہوناتھا

اوسکی گردن پہ ہمکو چڑہنا تہا
جرم بی اختیار ہوناتھا

ای قلق شاعری ہی رسوائی
شہرۂ ہر دیار ہوناتھا

حسن کسطرح سی برقع کا نخواہان ہوگا
جو کوئی تجہسے ملی گا سو پشیمان ہوگا

در پوشیدہ کسی قحب ہسی آپ پنہان ہوگا
تجہپہ مرنا میری جبینی سی نمایان ہوگا

اوسکی بیداد مین بہی لطف کا سامان ہوگا
سر نہونی کا بہی سر پر میری احسان ہوگا

بعد مردن بہی یہہ کمبخت دبائینگی مجہے
اہل درمانکا قضا سی بہی نہ درمان ہوگا

غمزہ گر خستہ گری مین یونہی بیباک رہا
برقع تنگ کبہی رشک گریبان ہوگا

شہر چہٹنی پی بہی چہٹتی ہی کوئی آباد ہے
داغ وحشت ہون کہ آباد بیابان ہوگا

قید کرکے ہلی ہائی کہی نہ میری ظالم
مین ہوا قید تو کیون خانۂ زندان ہوگا

اوسکی آنی ہی کا ارمان میری ساتہہ چلا
ہای کس حسرت کو مین گور مین لیکر آیا

دوری خلد دکہاتی ہتی ملایک پس مرگ
مین یہہ سمجہا تہا کہ اب پاس ترا گہر آیا

یہہ بنا پردہ نشینی شرم ہی ای خانہ خراب
کہ کبہی غیر کی کہنی سے نہ باہر آیا

اوسکی کوچہ مین مجہی رہتا ہی کیا کیا تشویش
پس دیوار ابہی تہا کہ سوی در آیا

بد گمان تجکو بہی ہی خانہ تلاشی منظور
جب چلا تیر میری دل ہی کی اندر آیا

قتل کر خون ہی تمہین نہین دعوی کی لئے
عمر بہر خون میری آنکہوںسی برابر آیا

وہ دل سرد مین ناصح کی شرارے اوٹہے
آگ پانی مین تو ای اشک لگا کر آیا

ای قلق کس کی طرفسی ہی تیری دلمین غبار
قطرۂ اشک بہی آیا تو مکدر آیا

گر فلک تجکو خوار ہونا تہا
میرا مشت غبار ہونا تہا

حشر کو حق نکیونکہ جانتی ہم
کشتۂ انتظار ہونا تہا

مرگ دشمن سی مر گئی ہم بہی
کیا بجہے سوگوار ہونا تہا

ای فلک ہر طرح میرا ارمان
صرف انداز یار ہونا تہا

اوسکا ہم انجمن نہونا تہا
درد دل ہمکنار ہونا تہا

چشم بد دور تیر نیم نگاہ
کیا جگر دل کی پار ہونا تہا

کیونکہ چہپ چہپ کے تجکو دیکہتی ہم
قتل کیا بار بار ہونا تہا

چشم بیمار کو تیری ظالم
وقف پرہیزگار ہونا تہا

وادیِ عشق مین جز یاس نہ رہبر آیا
جادہ اس راہ کا ہی آہ سی بچکر آیا

وہی واماندہ ہوا جو کوئی یاور آیا
تیر بہی سینہ سی ہو کر میری بی پر آیا

حادثہ جو میری دلپر تہا وہ اوپر آیا
کہ عدو اونکی شکایت کو میری گہر آیا

پہلا شوق کہ پہر یاد تیرا در آیا
پانون اوٹہتی ہی ٹہکانی دلِ مضطر آیا

قتل سی میری ندامت سی ندامت ہی اوسے
مجہی پر توڑکی آخر کو وہ خنجر آیا

برقِ خرمن ہی کبہی آتشِ دامن ہی کبہی
کسکی شوخی کا اثر ای دلِ مضطر آیا

تشنہ جانی کی میری جذب کو دیکہہ اے قاتل
حلق پر میری تیرا ٹوٹ کی خنجر آیا

کیا تیرا ناز ہی یہہ ہی کہ اوٹہا تونین نہ ایسے
تو جو اوٹہوا نیکو در سی میر البستر آیا

اوسکا دل ہلگیا اور غیر کا دامن پکڑا
کچہہ تڑپنی کا مزہ ای دلِ مضطر آیا

یہہ فسون جلوہ نمائی کا دکہاؤن کسکو
سامنی آیا کہ اک پردہ نظر پر آیا

گردشِ چشم سی ساقی کی پہرا میخانہ
می گری جام مین اور گرتی ہی چکر آیا

آخر آخر وہ تغافل میری غفلت سی اوٹہا
کب وہ آیا ہی کہ جب دم ہی لبون پر آیا

اس صفائی کو بہی ای شک متعدی ہی
صلح کو آیا ہی اور غیر کو لیکر آیا

دل نہا مفت کا بہتان تہا بیشک بیشک
گویا مین خود ہی تیری زلف کی سر دہر آیا

دیکہہ فریادیونکو تو بہی تو اپنی ظالم
جیب صد چاک لئی عرصۂ محشر آیا

دل ہمکو کیا پیستا ہی تو ہمین اللہ رہی جگر
سنگ دل ہونی کا تیری ہمین باور آیا

قتل ہو کر بہی ہون مجرم کہ ہی گردن پر خون
ہو کی پامال بہی مین تجہسے نہ برسر آیا

بارِ دامانِ تر اٹکتا ہی میری مشتِ خاک
سامنی جب میری آیا وہ مکدر آیا

کچھ نہین چارہ کوتاہی دستِ قاتل
کہ لبِ زخم نہ بھر کر بھی برابر آیا

بوسہ لیکر تیرا خاموش ہوا ہی جیسی
دہنِ غیر تھا ایک زخم کہ بس بھر آیا

حادثہ زا ہین محبت کی نگاہین کیا کچھ
راہ ہم دیکھتی تھی تیری کہ محشر آیا

ظلم کرتا ہی تو کر داورِ محشر ورنہ
داد کا نام نلی اب کہ ستمگر آیا

وہ اب آتا ہی تو اى جان کہان جاتی ہی
جوشِ خود رفتگی کہتا ہی میسر آیا

اى فلک عزم کیا کسکی طواف در کا
کہ قدم رکھنی سی پہلی تجھی چکر آیا

وہ ہی قابو مین تو قابو نہین اپنی اوپر
کب گئی ہوش کہ جب سامنی دلبر آیا

وہ ہی مین وہ ہی فلک وہ ہی عدو وہ ہی نصیب
جانی کیا حادثہ ہی کیون وہ میرے گھر آیا

ظرفِ دل مین میرِ وسعت سی ہی وسعت توبہ
تنگ کیا کیا فلکِ حادثہ پرور آیا

وای گر آج نہ پیمانہ ہو میرا سرشار
سامنی غیر کی لبریز ہی ساغر آیا

ذلتِ عشق وہ عزت ہی کہ وقتِ گریہ
میری تعظیم کو طوفان بھی ہی اوٹھ کر آیا

میری قاتل نی یہ طوفان اوٹھا رکھا ہی
تا گلو خلق کی آبِ دمِ خنجر آیا

سیدہی نظروں سی وہ کسوقت ملا ہی مجھسی
تجھمین بل کاہی کو اى زلف معنبر آیا

اوسنی پامال کیا غیر کی خاطر صد حیف
ہم یہہ سمجھے تھی کہ اب اوج پی اختر آیا

بدگمانی نی میرا کام لگاڑا ورنہ
بات سو مرتبہ قاصد تو بنا کر آیا

اسکو ہی سنی قلق اور غزل پڑھتا ہی
جانی اس بزم مین کیونکر یہہ سخنور آیا

اپنی ہی ہاتہہ سے آزار بڑہا یا ہمنی | کیون گریبان کو کیا بخیہ جو داماں نکلا

شہر آباد ہی پر تو بہی ہی خالی خالی
ای **قلق** مرکی تیرا کونسا ارمان نکلا

آتی ہے سانس سینہ چاک ہوا | نکل ہای جان کہ مین ہلاک ہوا
سوز پنہان کی پردہ داری دیکہہ | آہ کرنے کو تہا کہ خاک ہوا
مجہسے ہی اونکو اُنس ہی شاید | مجہہ پہ ہی ظلم تاک تاک ہوا
اب بلاسی وہ قتلِ عام کری | میرا قصہ تو خوب پاک ہوا
یہان ہین نازک مزاجیونکی فکر | وہان ہوسناک سی تپاک ہوا
پردہ درفکر پردہ نی مارا | دیکہہ دل کو کہ چاک چاک ہوا
دوستی زندگی کی اب معلوم | رنجِ اعدا میرے خوراک ہوا
رکہتی ہین منتِ وصال اوسپر | ہجر مین جو ترے ہلاک ہوا

ای **قلق** خاکسار کو یہہ داغ
خاک ہو کر بہی تو نہ خاک ہوا

غم بہی کہانیکو نہ جی بہر کی میسر آیا | تہی کاسہ تقدیر سی دل بہر آیا
کیا مین اوس کوچہ مین آیا ہون کہ محشر آیا | میرا سایہ بہی میری سایہ سی بچکر آیا
عاقبت حسرتِ ناکامی ناوک سی ترے | میرا ہر لختِ جگر نوک مژہ پر آیا
مجکو تسکین تو بلا سی ہوئی خط پر مینی کے | نامہ بر نکڑی ہی ہر چند کہ ہو کر آیا

نہوئی پر نہوئی شکلِ صفائی پیدا — خاک و خون مین تری کوچہ کی بہت دل دیکہا

جو ہین ثابت قدم اونکو نہین صحبت سے گریز — موج دریا سی کہین ٹوٹ و بتا ساحل دیکہا

حسرتِ قتل ہی سی ہوگئی ٹکڑی ٹکڑی — دیر یابی سی ندامت زدہ قاتل دیکہا

کوئی میخانہ پہ غش ہی کوئی کوثر پہ فدا — دین و دنیا کو غرض ہمنی تو غافل دیکہا

ای **قلق** جور و جفا پر یہہ شکایت اوس سے
شکر کر شکر وفا کی سے تجھے قابل دیکہا

درِ کعبہ سی عجب قافلہ نادان نکلا — نہ تو دامن کوئی نکلا نہ گریبان نکلا

تیرا اسرار تو ہر پردہ سی پنہان نکلا — کیا تکلف ہی کہ ارمان بہی ارمان نکلا

ذکرِ اغیار کی آتی ہی قیامت آئی — سخت نادم ہین کہ وہ سخت پشیمان نکلا

غیر کو وسوسہ تفرقہ پردازی کیا — مین تیری بزم سی لیکر غمِ دوران نکلا

جتنے غمخوار کہٹے اوتنی ہی آزار گہٹے — دل کی آزار کا آزار ہی درمان نکلا

نامہ شوق نی میری مجہی بدنام کیا — انجمن سی تیری ہر ایک سو غزلخوان نکلا

سعی کی اتنی کہ واماندگیون سی گزرا — پہٹ گئے دامن کی فراخے سی گریبان نکلا

جسکو جان سمجہی تہی وہ تیغ ستمران نکلے — جسکو دل سمجہی تہی وہ خنجرِ بران نکلا

حسن کو حیف سدا عشقِ بد آموز رہا — شکنِ دل اثر وعدہ و پیمان نکلا

مل گیا جام جسی اوسکو ملی شوکتِ جم — ہر گدائی درِ میخانہ سلیمان نکلا

دیدہ و دلسی ہوا دیدہ و دل کا نقصان — سر و سامان وبالِ سر و سامان نکلا

اوڑتا تہا خزان مین کہ طاقت رہی درست
اور فصلِ گل جب آئی گرفتار ہوگیا

سب کی نظر سے اشک کی مانند گر پڑا
اتنا سبک ہوا کہ گران بار ہوگیا

وہ آئے کو ہین اسقدر اے ابر گریہ کیون
پیمانۂ فلک کہین سرشار ہوگیا

جب اپنا حال دیکہا رو پڑا خود بخود
پیمانۂ عمر کا کہین سرشار ہوگیا

کوئی تو زخم ہے کہ جگر خون ہو چلا
کوئی تو خار ہے کہ دل افگار ہوگیا

ہر وقت اوسکی آنی کی رکہتا ہے آرزو
دل بہی ہمارا خانۂ اغیار ہوگیا

مین ضعف سے جہکا تو نگہہ شرم سے جہکی
مجبور وہ ہوئی جو مین ناچار ہوگیا

آتی نہین خیال مین وہ مدعی بغیر
سامانِ وصل سہل تہا دشوار ہوگیا

مجکو نکالا غیر کا ارمان نکال کر
ہمراہِ مرگ اور ایک آزار ہوگیا

دل ہے تو ہے نہ سنگ جگر ہے تو ہے نہ خشت
ایک وقت تہا کہ جبر بہی در کار ہوگیا

جب سے سنا ہے اوسکو سر بازار بِک گئے
عاصی نکردہ جرم گنہگار ہوگیا

ہر وقت پیر دیر کے در پر ہے یہ جوان
شاید قلق بہی واقف اسرار ہوگیا

لذتِ قتل سے مقتل کو بہی بسمل دیکہا
ذرہ ذرہ کا تڑپنا روشِ دل دیکہا

جان کس طور سے نکلی مری اے گریۂ یار
تو وہ دریا ہے کہ جسکا نہین ساحل دیکہا

اب کس امید پہ الفت مین قدم دہرا جائے
جو کچہہ انجام ہے ہمنے سر منزل دیکہا

غیر سے تہی یہہ لڑائی کہ لڑا دے آنکہین
خاک و خون مین تری کوچے کے بہت دل دیکہا

...و ثابت کری خون کیونکہ اوسپر داورِ محشر — کہ عذرِ قتل تک بہی نازکی سی ہو نہین سکتا

قلق پیغام تیرا اور بیان پہر اوس ستمگر سی
کسی سے ہو نہین سکتا کسے سے ہو نہین سکتا

...طرح جب اپنی مشکل کو نہ آسان دیکھنا — موڑ کر گردن تیری جانب ہراسان دیکھنا

...م عیش و ناز مین گیسوی پیچان دیکھنا — چشمِ جمعیت مین ہی خوابِ پریشان دیکھنا

...یا برا تہا وصل مین مرنا کسے اندازہ پر — تہا مگر قسمت مین میری وزرِ ہجران دیکھنا

...یہی شوخی ہے داغِ دلمین اور دامن مین ہے — ذرہ ذرہ گور کا طاؤسِ رقصان دیکھنا

...ی باش اوسکی گمان و وہم سی کوسون بعید — اور تلاش اپنی در و دیوارِ زندان دیکھنا

...شنگے سی آگ ہی قاتل ہماری مشتِ خاک — آبِ خنجر کوئی دم مین گردِ میدان دیکھنا

...ی ویرانہ سی اب ہم خرابی کو ہے بیم — بی سروسامانیون کا میری سامان دیکھنا

...خنہ گر یو نہین اگرچہ نگاہِ ناز ہے — اپنی اس برقع کو تو میرا گریبان دیکھنا

...سمان کو یاد ہین کیا کیا گرفتاری کے ڈہنگ — ہم چلے کس شوق سی سوئی گلستان دیکھنا

...یا بلا سودا ہے بہر غیر تمکو ورنہ کیون — دنمین سو سو بار از خود جیب و دامان دیکھنا

...و نگر منظور نظرون سے جدا کرنا میرا — آئینہ داری ہی تیری میرا حیران دیکھنا

ای قلق ہٹ ہب پڑا تجکو مذاقِ انتظار
اب نہ جائیگا کبہی تیرا پریشان دیکھنا

...جب نقدِ حسن رونقِ بازار ہوگیا — سودائے ناقبولِ خریدار ہوگیا

وہ سینہ میں بات سنتی سنتی اے لو ہوگئی تیر کے
ہماری راستی سرمایہ ہی کس کج ادائی

ہوئی ہین نالۂ ناکام کے گرد رہ یاز
کہ ہر جنبش سی دامنگیر ہے ارمان رسائی

قلق یہہ تیرا ہی اور تیری ہی دل کا کلیجہ ہے
کہ اوسکا دوست بنکر ہوگیا دشمن خدائی کا

حذر ایکدم خیال مدعی سی ہو نہیں سکتا
تمہیں الزام کیا دون جب مجھی سے ہو نہ

ہمارا خون بجز الفت کسی سی ہو نہیں سکتا
تبسم سی جو ہوتا ہی چھری سی ہو نہ

محبت وہ ہی جسمین کچھہ کسی سی ہو نہیں سکتا
جو ہو سکتا ہی وہ بہی آدمی سی ہو نہ

یہ کہنا ہی تو کیا کہنا کہ کہتے کہتے رک جاتا
بیان حسرت دل ہی تو جی سی ہو نہ

اوچہٹتے سے نگاہین کب جگر کے پار ہوتے ہین
کرو خون دوست بنکر دشمنی سی ہو نہیں

ہر ایک سی مژدۂ دیدار کا وعدہ ہی محشر مین
کرینگے جب تو کیا پردہ ابہی سی ہو نہ

نہ مجکو دوش پر تا گور لیجائی نہ موت آئی
یہ کس کام آئیگی کچھہ بیکسی سی ہو نہ

ہمین کیون دل دیا اور دلربائے ہمین کیون نہ کہے
خدا دشمن بتون کی بندگی سی ہو نہ

دم رخصت وہ مجکو دیکہکر بیخود تو کیا ہونگے
نہ اوٹھنی دی اونہین یہ بہی غشی سے نہ

مجھے کھٹکا ہی محشر کا اوٹھے گا اور کچھہ فتنہ
کہ وہ ظالم تو خوگر منصفی سی ہو نہ

جب آئینہ ہی اونکی روبرو پہر کیا تکلف ہے
اوٹھا رکھی خودی کو بیخودی سی ہو نہ

کرین وہ پاک قصہ یہ نزاکت سی نہیں ممکن
اوٹھاؤن ہاتہ یہ بیطاقتی سے ہو نہ

ہر اک نالہ کس رگ دم سی اوٹھتا ہی رنگ اپنا
تیری فرقت کا پردہ خامشی سی ہو نہ

ل سی انداز شکن زلف نی سب جمع کئی — چھیڑکر اسکو کہین تو نہ پریشان ہونا

جکو ارمان خرابی ہی جوای دہلی اور — سیکہ جا گھر مین میری رہکی بیابان ہونا

ل ہی ایک قطرۂ خون جسپہ یہ سینہ زنی ہے ور — کچھہ سمجھتا ہی نہین ہمصف مژگان ہونا

جھہ مین کچھہ تاب ہو ای جان تو مین بیتاب ہون — ورنہ دشوار ہی اس راز کا پنہان ہونا

دمژگان سی ادہر زخم جگر پہ کہانا — اور ادہر شورش دل سی نمک افشان ہونا

آج وہ وقت **قلق** پر ہی کہ جون ابن خلیل
غیر تسلیم نہین قتل کا آسان ہونا

کا نقش پا جا کا ہی عالم کی صفائی کا — کہ ہنگامہ درودیوار مین ہی جبہ سائی کا

اگر نقش میرا ناز ہی اونکو صفائی کا — بنایا ہی مجھی آئینہ اپنی خودنمائی کا

بین پارسا کو دیکھہ کر ایمان لرزتا ہے — معاذ اللہ کہ کیا انجام ہی اس پارسائی کا

گی حشر تک سیری شہیدونکی شہادت سے — کہ آب تیغ ایک قطرہ ہی بحر آشنائی کا

ی قسمت کہ اوسکی قیدیونمین آگئی ہم بہی — دلی شور سلاسل مین ہے ایک کہٹکا رہائی کا

وسکو چہ مین دہونی کی لئی بیٹہی ہین مدت سے — مگر کچھہ کچھہ سہارا ہی ابھی بے دست و پائی کا

ل تک غیرت الفت سی در گزری گو ظالم — ہمین اب امتحان کرنا تیری تیغ آزمائی کا

ل آنکھہ مین مین اوسکی یہ ہوی تو کیونکر ہو — یہان جو صلح کیشی ہے وہان شیوہ لڑائی کا

ی گا اسکو دربدر پہرنے سی تا محشر — فلک سے تنگ تر کاسہ میری دست گدائی کا

ی فلک اور چہپی آنسو تہ دامن — دل بیتاب پر صدمہ ہے یا صدمہ جدائی کا

ایک طرف می اور رہی تہی ہان ہزارن رو جہمکے
کوئی بیخود کوئی بیتاب اور کوئی مستانہ تہا

نغمہ برلب جان بر کف دل نگار آستین
سب محبت کیش تہی کیا حلقۂ رندانہ تہا

اور ایک جانب کو حلقہ زن تہی چندین شمع رو
مہر جنکے سامنے خاکستر پروانہ تہا

جس طرف کو ہنس دیا میدان محشر ہوگیا
پہر گئین نظرین جدہر یک لخت سب ویرانہ تہا

اونمین سی ایک فتنہ گر اوٹہہ کر برابر میر طرف
زلف تہی سر خیر پریشان ہاتہہ مین ایک شانہ تہا

خود بخود پہلو مین آ بیٹہا کچہہ ایسی ناز سے
گویا وہ غارتگر دل میرا ہی دیوانہ تہا

اور لگا کہنے کہ گیسو تو ذرا سلجہا میرا
اسطرح سلجہا کہ یہ گویا کبہین الجہا نہ تہا

زلف چہرہ سی سرکتی ہی ہوذن چیخ اوٹہا
آنکہہ پٹ سی کہل گئی ایسی کہ مین سویا نہ تہا

قلق

پہر وہی دل تہا وہی ماتم وہی درد قلق
خواب تہا جو کچہہ کہ دیکہا جو سنا افسانہ تہا

ماتم دید ہی دیدار کا خواہان ہونا
جسقدر دیکہنا و تنا ہی پشیمان ہونا

سخت دشوار ہی آسان کا آسان ہونا
خون فرصت ہی یہان سر بگریبان ہونا

تیرا دیوانہ تو وحشت کی بہی حد سے نکلا
کہ بیابان کو بہی چاہی ہی بیابان ہونا

کوچۂ غیر مین کیونکر نہ بناؤن گہر کو
میری آبادی ہی آبادی ویران ہونا

خاک وحشی ہی اگر ربط ہی ٹہوکر کو تیری
دور دامن سی نہین دور گریبان ہونا

نہ وہ خون ہی ہی جگر مین نہ وہ ویکا داغ
مل گیا خاک مین ہر اشک کا طوفان ہونا

جی کا جی ہی مین رہا حرف تمنا افسوس
کہنا کچہہ آپ ہی اور آپ پشیمان ہونا

اپناہی وادی ہی وہ موسی جہان بہٹکا بہت ۔ طور جسکے گرد ہی وہ اپناہی کاشانہ تہا

مذہب و مشرب سے یکر ہی وہ چشم نیمباز ۔ دیر گہ غارت ہوا اور کعبہ گہ ویرانہ تہا

شمع جلنے پر میری انگشتِ حیرت بلبی ۔ اور غبارِ گرم محملِ دیدۂ پروانہ تہا

ای قلق اچھی گذاری تونی ہمکو اس سے کیا

یا مقیم کعبہ تہا یا زائرِ بتخانہ تہا

ق

شب سرِ شوریدہ بالین پر میرا یکجا نہ تہا ۔ دلمین تہا ایک جوش لب پر نالۂ مستانہ تہا

جان کسیکی زلف مین پابندِ پیچ و تاب تہی ۔ دل کسیکی چشمِ غارتگر سے ہم پیمانہ تہا

پاؤن صحرا کی طرف تہی ہاتہ سوئی جیب تہی ۔ نالہ سینہ سی لبون تک آتی ہی بیگانہ تہا

حسرتِ خوابیدہ کیا کیا چونکتی تہی سینہ مین ۔ دلمین جون جون شورِ افغانہای بیتابانہ تہا

عاقبت کی چشم پوشی چشم نی اس حال سے ۔ اور غفلت یہ ہوئی طاری کہ ہوش اصلا نہ تہا

لی اوڑی پہر دشت گردی خوابمین سوے چمن ۔ اور چمن بہی وہ کہ آزادونکا دام و دانہ تہا

چشمِ نرگس نے ندیکہا مجکو بیگانہ سمجہہ ۔ حق بجانب ہی کہ وہان سبزہ تک بیگانہ تہا

گل بہی ہنستا تہا میرا چاکِ گریبان دیکہکر ۔ زیرِ لب سوسن کے بہی کچہہ اپنا ہی افسانہ تہا

بیدِ مجنون مجکو عریان دیکہکر تہرا گیا ۔ موے پریشانی پہ سنبل بہی میرے دیوانہ تہا

دم بخود شمشاد تہا یکسو کہڑا اس وضع سی ۔ داغِ سوزان سی دلِ لالہ بہی آتشخانہ تہا

دودِ دل کچہہ کچہہ جو آجاتا تہا ہمراہِ نفس ۔ موئی آتش دیدہ ہر سو نالۂ مرغانہ تہا

کرتے کرتے سیر جب آگی بڑہا دیکہا وہان ۔ شکل مین عشرتکدہ کی ایک عبرتخانہ تہا

اور آج دم یہ تازہ تا جان بچی کوئی دم
پردہ مین لاغری کی ہی عذر امتحان کا

تو اشک بنکے چھپ جا دامن مین اپنی ظالم
یا آہ ہو کے اوڑ جا جیسے اثر فغان کا

تجھسے سبب ہے جو ہوتی عشاق اس جہان مین
برخود غلط نہوتا یون نازنیکوان کا

ہوتا جو کوہکن تو اور جو ئے شیر لاتا
شیرین ہی تیشہ کہاتی اس عشق جانستان کا

یا قیس تو ہی ہوتا اور دشت دشت پھرتا
لیلے کا فرق بنتا ستر او آشیان کا

ہم گرچہ سہل چھوٹے تشویش روز و شب سے
تہا بار دوش و باز و خود فکر امتحان کا

پر دلمین سوچ ظالم غیرت کی یہ جگہہ ہے
عالم کی رسم یون ہی یہ شیوہ ہی جہان کا

یا گوشہ گیر ہونا دیر و حرم سے یکسر
یا مول لینا جہگڑا دل دیکی دلستان کا

سو تو نے دونو شیوی باتون ہی مین بنا ہے
افسوس تجہہ نادان یہانکا ہوا نہ وہان کا

کن نگاہون سی دل مستانہ ہم پیمانہ تہا
رنگ حبتہ لسبمل خاک در میخانہ تہا

زندگی جب تک تہی جبتک تجہہ ہم مرتے رہے
رزق تہا رو نا معاش آزار دیتا بانہ تہا

ذکر تیرا سنکے ناصح سے اوسی کی سر ہوا
تیرا دیوانہ مگر مطلب ہی کا دیوانہ تہا

اشک کے گرتے ہی آنکھو منین اندھیر چھا گیا
کونسی حسرت کا یارب یہ چراغ خانہ تہا

وہ بہی کیا دن تہی کہ خون دل سے تہا ہمکو فراغ
اپنا ہی شیشہ یہ قابو اپنا ہی پیمانہ تہا

یہ تمنا تہی تیری جو دل ہی دلمین خون ہوگئے
وہ ہمارا راز تہا جو کو بکوا فسانہ تہا

تہا ازل مین قادر قسمت کا اندازہ ہی کم
ورنہ مشت خاک کا مطلوب دل کیا کیا نہ تہا

مین اگر تجھسے تمنائے اجل ہی رکھتا
حیلہ مین حیلہ بہانہ مین بہانہ ہوتا

وعدۂ وصل سی ہم شاد تھی ورنہ ظالم
تجبکو ناچار شب ہجر مین آنا ہوتا

ای قلق یونہی ہی گا تو سدا خانہ خراب
تو کسی گہر نہین کیا تیرا ٹہکانا ہوتا

گہ فتنہ ہون زمین کا گہ شور آسمان کا
اس دل نی سر پہ رکھا جھگڑا کہان کہان کا

ہی گرد رہ سی اوسکی یہان پیرہن بدن پر
محشر نی جیب اپنا دامن سی جسکی ٹانکا

گلچین و باغ پیرا دونوہی ہین قیامت
یہہ رنگ گلستانکا وہ ڈہنگ آشیانکا

ای لطف چارہ فرما تدبیر اسکی ہو کیا
جو ہی علاج دل کا آزار ہی وہ جانکا

سایہ مین اپنی چھپکر ملتا نہین کسیکو
چارہ کری گا کوئی کیا ایسے ناتوانکا

قطعہ

نامہ لکہا قلق نے سنتے ہین اوسکی جانب
نزدیک آن پہنچا جب وقت امتحان کا

بندہ تو نیمجان ہی حاضر تہا بی تامل
پر کیا علاج کیجی اس کاوش نہانکا

ہر موی تن ہی پیکان ہر رگ ہے تیغ بران
ہر دم برنگ آرہ آہنگ ہی فغانکا

کچھہ رحم اور کیجے تا آپ کو سنبہالون
ایثار کیا کرونگا قدمون پہ نیمجان کا

یہہ حال پڑہ کی اوسنی اور قہرناک ہو کر
لکہا جواب خط مین یہ شیوہ ہی کہانکا

کل تک تو تھی یہ ہی تیرا دعوائی جان نثاری
آشوب تہا زمین کا اور شور آسمانکا

بزم عدو سی اوٹھنا سامان حشر ٹھیرا
لو وعدہ قیامت بھی بی قیام نکلا

دیکھو تو یاد قاتل کس درجہ جانفزا ہے
جان آگئی بدنمین جب منہ سی نام نکلا

وہ ذکر تھا تمھارا جو انتہا سی گذرا
یہ قصہ ہے ہمارا جو ناتمام نکلا

بیتاب ہون نے مارا آخر قلق کو دیکھا
نادان اوسی گلی سی دل تھام تھام نکلا

وصل ہوتا تو نزاکت کا بہانا ہوتا
حشر تک بہے تو نہ آتے اگر آنا ہوتا

غیر سے جرم وفا گر نہین ہوتا تو نہو
سیکڑون ڈھب تہے اگر تمکو ستانا ہوتا

رحم کرتے کہ نہتی خواری الفت معلوم
مجکو نادان ہی سمتی کبھی جانا ہوتا

تم میری پاس اگر بیٹھتے کیا ٹھیرتا دل
پہلو سی اوٹھنے کا صدمہ تو اوٹھانا ہوتا

بخت واژونسی مجھی مرکے بہے مرنا پڑتا
لب جان بخش پہ گر میرا فسانا ہوتا

داد زخم دل ناشاد نکیا کیا لیتا
اپنی مژگان کا اگر تو ہی نشانا ہوتا

گو کہ تقدیر ہی مین غیر کے لکہا تہا وصال
ہمتو جب مانتی جب تمنے ملانا ہوتا

رسم انصاف اوٹھی خوب ہوا یہہ ورنہ
زخم دل ہر کس و ناکس کو دکہانا ہوتا

کوشش بردہ عبث حوصلۂ دید کسے
جلوہ کیا کم تہا اگر منہ ہی چھپانا ہوتا

توڑتی غیر کا پیمان جو امیدین ہتین بندہ
کرتے ٹھنڈا مجھے گر اور جلانا ہوتا

مجھسے پیغام وصال اور رہی کچھ بات ہی ہہ
غیر سے کہتے اگر مجکو ستانا ہوتا

تم بھی رہ کی ذمت کو اوٹھاتی میری سلتہ
دل لگانا کوئی بہتان لگانا نہ

شوخی نے تیرے ظالم کسکو نہین مٹایا
پر نقش پا کا تیری کیونکر نشان بنایا

تو وہ کہ ایک نظر مین سارا جہان اوجاڑا
مین وہ کہ تیری دلمین اپنا مکان بنایا

آئینہ کو تو دیکھو وہ شکل پیش لایا
مجکو یہان بگاڑا اور اوسکو وہان بنایا

فصل بہار اپنی گذری ہی یو نہین سارے
یہان آشیان بنایا یہان آشیان بنایا

اتنی مکدر آنسو کسکے گری زمین پر
ایچرخ تو نے جسکو ریگ روان بنایا

کیا کچھہ بہرا ہے ظالم تجمین فریب الفت
ایک ہی نظر مین دلکو آشوب جان بنایا

گر دل سی آئی لب پر اوڑ جائی رنگ محشر
کس حرف آرزو کو یارب فغان بنایا

کسکے نظر سے سیکھے انداز یہ قلق نے
ولہ
اس سادہ گو کو کسنے جادو بیان بنایا

شیوہ تیری حیا کا رسوای عام نکلا
یہ پردہ کیا بہلا ہی جب اس سی نام نکلا

آخر ہوای گلشن لائی قفس مین ہمکو
شوق نظارۂ گل جاسوس دام نکلا

اغیار سدّ رہ تہے ہم جسطرف کو نکلے
جس آستان پہ آئے تیرا مقام نکلا

نقش قدم نہین ہے چین بر جبین زمین ہے
کوچہ کا تیرے رستہ نازک مقام نکلا

کچھہ سنکے مدعی سی گذرا مین اپنی جی سے
ناکام کا تمہاری لو کس سے کام نکلا

مسجد مین ہی صراحی ساغر قعود مین ہے
میخانہ تو سراسر بیت الحرام نکلا

ہم جان و مال دیکر کچہ دلمین لے رہی تہے
سودا پختہ لیکن آخر کو خام نکلا

کیا در پئے کمین ہے بہر نظارہ خورشید
زیر زمین چھپ کر بالائی بام نکلا

ی شور ہو فائی تیرا گلے گلے مین
یوسف پہ خندہ بیجا تو خود غلام نکلا

کیا نکلتا ہی طریقہ دیکھیے تقدیر کا
بازوی قاتل پی صدہی میری تقصیر کا

زخم دل بہرتا ہی دم کیا کیا تیری شمشیر کا
ہر تمنا مین میری انداز ہی نخچیر کا

کیا ادا صیاد ہی کی دلکو آتی تہی پسند
حلقہ حلقہ دام کا اب پیچ ہی تقدیر کا

اپنی جانب اسقدر کہنچنا تیرا اچہا نہین
بیدریغی مین تیری انداز ہی شمشیر کا

سخت مشکل ہوگیا دامن چہوٹا نا حشر کو
قصہ جب پہیلا ہمارے خاک دامنگیر کا

اشک مژگانسے ٹپکتے ہی مین کی پار تہا
دلمیں شاید کہل گیا پیکان تمہارے تیر کا

اقربا احباب ناصح چارہ گر برہم ہین سب
ہی اثر یہہ بہی ہمارے نالۂ دلگیر کا

یہ صفای دل ازل مین بنگیا دشمن میرا
نانوشتہ رہگیا تختہ میری تقدیر کا

کسقدر توڑی ہوئی زندانین ہمت ہین سب کو
اوٹہتا ہی سو لغزشو لسنی نالہ از زنجیر کا

رنگ فرقت مین تیری میرا اوڑا کس رنگ سے
چشم گریان سی وہان چشمہ ہی جوی شیر کا

ناگہان محشر اوٹہا اور اوٹہکے بیٹہا ایک بیک
دل تڑپ کر رہگیا شاید تیری دلگیر کا

کیا عجب ہے تو بہی آجای تماشا دیکہنے
مضطرب کا تیری نقشہ نقش ہی تسخیر کا

سن قلق بات اوسکی منہ سی ہی طلسم طرفہ تر
گویا ایک جہوٹ کا ہی بو ہی غنچہ تصویر کا

قاصد کے جلد یون نی یہ بدگمان بنایا
خط دیتے دیتے ہمنے پہر حرز جان بنایا

جو رنگ اوڑای تہی کچہ عشاق کی فلک نے
پہر فریب بلبل وہ گلستان بنایا

دیکہو ستم ظریفے دود دل و جگر کے
ایک آسمانکو پہونکا ایک آسمان بنایا

اہلِ حساب پوچھتے ہو کیا قلق کا حال
ہان نہ ہی مگر ہے ثنا گوئے مصطفا

ہی چاک سینہ دشنہ نما وا محمدا
ہی غرق خون لب پہ صدا وا محمدا

سمجھائی کوئی کسکو سمجھتا ہے کون اب
ہی عقل سوز داغ تیرا وا محمدا

کیا آرزو گی دا دلی ہی کہ ہائی ہائی
جز یاس آسرا نرہا وا محمدا

کیکے جہانسے شرم وحیا اوٹھ گئے مگر
تیرا نقاب ہی نہ اوٹھا وا محمدا

رہتا ہی اسقدر کوئی نظروںسے دور کر
تجکو بہی ہمنے دیکھہ لیا وا محمدا

کیونکر نکہائین ٹہوکرین اندہیری کہ تم
آنکہونسی مثل نور چہپا وا محمدا

لایا ہی سر پہ وعدۂ فردا قیامت آج
محشر سے پہلے حشر ہوا وا محمدا

کیا ایک حشر لاکہہ اوٹہیں گے قیامتین
یون بیقرار چہوڑ چلا وا محمدا

آنکہونمین بنکی شوق بہٹکتا ہی اب ادہر ہائے
کانون مین تہا جو ذکر تیرا وا محمدا

دلجوئیونسی دلکو کسیکے لیا ہی تہا
تو نی خیال بہی نکیا وا محمدا

فرقت سی جانا خاتم دوران ہے تیری ذات
قصہ غرض تمام کیا وا محمدا

کیون ہجر مین جہانکو ٹہکانی لگا دیا
کیون سر پہ سبکا بوجہ لیا وا محمدا

حالِ قلق نزار ہے ایسا کہ حیف حیف
اب کون اوسکا تیری سوا وا محمدا

غزل

کیا کیا نہ آرزو نے اوٹہائین قیامتین　　صور نفس سے سینہ مین شور نشور تہا

دیکہا تو ہر طرح سے ہے بندہ قصور وار　　تہا مختصر گناہ ترحم وفور تہا

بے اعتبار یون نے میری تجہکو کہو دیا　　ہے مجہمین جو نہان وہی تیرا ظہور تہا

موسیٰ کا کیا قصور ہے بوجہے اپنی شوق سے　　وعدہ کا تیری تجہسے تقاضا ضرور تہا

چہپتے ہے کوئی نسبت الفت بنا یا ہے　　شیشہ کو اوسکے خاکسے دل جسکا چور تہا

اتنا بہی بے خبر کوئی اتنی بہی بیخودی
اوسکی حضور مین بہی **قلق** بیشعور تہا

برق سحاب مہر ہے ابروئے مصطفا　　ہے طرہ اوسپہ سایۂ گیسوئے مصطفا

ہے تشنگان یاس کا کس درجہ اہتمام　　کوثر لگی ہوئی ہے سر کوئے مصطفا

ظلمت کے یہ نصیب کہ آب بقا ملے　　کچہہ پڑ گیا ہے سایہ گیسوئے مصطفا

کیونکر نہ دیر وکعبہ مین ہم رنگ نور ہو　　یہان پشت مصطفٰے ہے وہان روئے مصطفا

اے کاہش گناہ سبک کر مجہے کہ مین　　جنبش سے ہر نفس کے اوڑون سوئے مصطفا

ایک پا تو فرش خاک پہ ایک فرق عرش پر　　ہین دو جہان کے پشت دو زانوئے مصطفا

مفت نظارہ کوچہ جنت کی دید ہے　　وقف اشارہ ہے خم ابروئے مصطفا

معراج اوج وہم سے کیونکر نہو بلند　　ہے نور عرش سایۂ مشکوئے مصطفا

کیا تاب آفتاب نہو سر حشر مین　　ہے جلوہ ریز مہر وہان روئے مصطفا

کیا ہونگی ہم ضیافت جنت سے شادمان　　بہولے نہین ہین خلق علی خوئے مصطفا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مطلع

جس روز حرفِ عشق ہم آہنگ صور تہا — ای مشتِ خاکِ تجھکو تامل ضرور تہا

اکحرف شوق لاکہہ زبانون مین جا پڑا — دردِ ملک تہا جو وہی شورِ طیور تہا

رکہنا ہی تیرا دور سدا نادر اتفاق — میخانہ مین وظیفۂ ربّی غفور تہا

یہان دلپہ ہاتہ تہا جو وہان لبؔ مہر تہے — ہمکو بہی اپنی بات کا رکہنا ضرور تہا

آب سیہ مین بہی ہی اَنَا اَسوَد کا جوش — یہ روسیاہ سوختۂ تابِ نور تہا

بی التفاتیون سی غرض التفات تہی — وِتنا ہی تو قریب تہا جتنا کہ دور تہا

لو جوش قہر شوق ترحم مین آگیا — ثابت ہوا گناہ نکرنا قصور تہا

اقبالِ شہ کو بزم گدا سے اوٹہا دیا — کِتنا ہمین بہی عجز پے اپنے غرور تہا

آخر کمالِ عقل سے سمجہا زوالِ فہم — برقِ حصولِ شعلۂ شمع شعور تہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ والمنۃ کہ آرزوی دیرینہ این ہیچمدان ہیچ میرز بحصول انجامید و نقش مدعا بر کرسی نشست مہین برادرم
یگانہ فرزانہ غفران مآب حکیم غلام مولی عرف مولا بخش متخلص بہ قلق غفر اللہ کہ وجود مسعود ایشان
سرمایہ افتخار این ہیچمقدار بود چون خواستند کہ ازین خاکدان بعالم قدس شتابند اولین وصیتیکہ بر
این ہیچکارہ القا کردند آن بود کہ مجموعہ اشعار ایشان را کہ اولاد معنوی آن یگانہ روزگار و برادر
زادگان این خاکسار تواند بود ترتیب داده و بقالب طبع ریختہ سامان ضیافتے برای ارباب مذاق نموده آید
ہرچند کاری از حوصلہ من افزون و خدمتی از اندازه من بیرون بود اما الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ بتائید
ایزد بیچون و توفیق حاکم کن فیکون این مرحلہ دشوار گذار بہ سہلترین وجہی و دلخواه ترین صورتے
بپایان رسید و پاره از عہده حقگذاری آن بزرگوار کہ مرا بجای پدر مہر گستر بلکہ از پدر
مہربان تر بود بیرون آمدم امید از ناظرین باتمکین آن دارم کہ اگر غلطے یا لغزشے درین مجموعہ
بلاغت دریابند آنرا بہ سہو کاتب یا غفلت این ہیچمدان حمل فرموده داعی را بشرف آگہی بخشند
تا در طبع ثانی تدارک مافات کرده شود و آن مرحوم مبرور را کہ در زمان حیات از ہجوم علائق و عوائق
نتوانستند بتصحیح و اہتمام طبع و اشاعت افادات خویش پرداز ند از ایراد نقص و شبہت معذور
و معاف دارند ؎ کہ بر رفتگان خورده نتوان گرفت ؎ نام نیک رفتگان ضایع مکن ٭ تا بماند نام نیکت برقرار

تاریخ طبع لراقمہ

منطبع شد چو کلیات قلق ٭ باہزاران غرور نایابے
لطف اصلاح حضرت مومن ٭ ہر کجا در سخن ادا یابے
بے تکلف بہ شرط فہم سخن ٭ شعر را ناز دلربا یابے
گر بناصر علی بہم سنجے ٭ نازکی خیال را یابے
با اسیر و حزین نظیری ہم ٭ طرز تقریر دلکشا یابے
بیش تر شیزی گر بخوانی زرا ٭ صلہ شاباش و مرحبا یابے

از سر جوش سال تاریخش ٭ سخن دلپذیر را یابے

۱۸ ۶ ۸۳

ان من البیان لسحرا
بفضل ایزد منان درین زمان فرخنده اوان این دیوان فصاحت بیان موسوم به
گلستان نازک خیالی
معروف به
کلیات اردوی قلق
از تصنیفات حکیم غلام مولی صاحب عرف حکیم مولا بخش صاحب قلق مرحوم
مطبع انصاری دہلی
در طبع گردید